# قواعدِ اردو

بابائے اردو مولوی عبدالحق

www.taemeernews.com

# اردو قواعد

ڈاکٹر مولوی عبدالحق

ادبی دنیا۔ اردو بازار، دہلی ۶

www.taemeernews.com

قیمت . . . . . . . . دس روپے ۱۰/-

تعداد . . . . . . . . پانچ سو

مطبوعہ . . . . . . . یونین پرنٹنگ پریس دہلی ۶

ناشر:-

ادبی دنیا اردو بازار دہلی ۶

www.taemeernews.com

# سول ایجنٹ

ایجوکیشنل بک ہاؤس مسلم یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ

www.taemeernews.com

# فہرست


| | |
|---|---|
| مقدمہ | 11 |
| قواعدِ اردو | 35 |
| فصل اول - ہجا | 39 |
| اعراب (یا حرکات و سکنات) | 45 |
| فصل دوم - حرف | 55 |
| 1 - اسم | 57 |
| اسم خاص | 57 |
| اسم کیفیت | 58 |
| اسم جمع | 59 |
| لوازم اسم | 60 |
| جانداروں کی تذکیر و تانیث | 63 |
| تعداد و حالت | 83 |
| اسما کی تصغیر و تکبیر | 91 |
| 2 - صفت | 94 |
| صفت ذاتی | 95 |
| صفت نسبتی | 97 |

www.taemeernews.com


| | |
|---|---|
| صفت عددی | 98 |
| صفت مقداری | 103 |
| صفت ضمیری | 105 |
| 3 - ضمیر | 107 |
| ضمیر موصولہ | 112 |
| ضمائر استفہامیہ | 114 |
| ضمیر اشارہ | 115 |
| ضمائر تنکیر | 115 |
| صفات ضمیری | 116 |
| ضمائر کے ماخذ | 118 |
| 4 - فعل | 121 |
| فعل حال | 129 |
| فعل مستقبل | 133 |
| فعل کی گردان | 135 |
| حالت | 136 |
| گردان افعال | 137 |
| طوری مجہول | 143 |
| مرکب افعال | 152 |
| اسماء و صفات کی ترکیب سے | 163 |
| 5 - تمیز | 164 |
| حروف | 167 |
| حروف ربط | 167 |
| حروف عطف | 170 |

www.taemeernews.com


| | |
|---|---|
| حروف تخصیص | 172 |
| حروف فجائیہ | 174 |
| فصل سوم - مشتق اور مرکب الفاظ | 177 |
| فصل چہارم - نحو | 200 |
| نحو تفصیلی جنس | 200 |
| تعداد | 202 |
| حالت | 207 |
| فاعلی حالت | 209 |
| "نے" علامت فاصل | 210 |
| ندائی حالت | 214 |
| مفعولی حالت | 216 |
| خبری حالت | 220 |
| اضافی حالت | 221 |
| طوری حالت | 227 |
| صفت | 230 |
| صفات عددی | 234 |
| ضمائر | 237 |
| فعل | 247 |
| حالیہ | 249 |
| اسم فاعل | 256 |
| زمانہ | 256 |
| مضارع | 257 |
| امر | 261 |
| مستقبل | 262 |

www.taemeernews.com


| | |
|---|---|
| فعل حال | 263 |
| ماضی | 264 |
| ماضی احتمالی | 267 |
| ماضی شرطیہ | 268 |
| افعال مجہول | 270 |
| تمیز | 274 |
| حروف | 283 |
| حروف ربط | 283 |
| میں | 283 |
| سے / کے | 285 |
| تک | 287 |
| پر | 287 |
| آگے | 288 |
| ساتھ | 288 |
| حروف عطف | 289 |
| شرط | 291 |
| استدراک | 292 |
| استثنا | 293 |
| علت | 293 |
| مقابلہ | 294 |
| بیانیہ | 294 |
| حروف تخصیص | 295 |
| تکرار الفاظ | 297 |
| نحو ترکیبی - مفرد جملے - جملے کے اجزا | 305 |

www.taemeernews.com


| | |
|---|---|
| خبر کی توسیع | 309 |
| مطابقت | 310 |
| مرکب جملے | 320 |
| ہم رتبہ جملے | 320 |
| تابع جملے | 323 |
| تمیزی جملے | 327 |
| شرطی جملہ / استدراکی جملہ | 331 |
| جملے میں الفاظ کی ترتیب | 334 |
| رموز اوقاف | 339 |
| علامتوں کا محل استعمال | 341 |
| سکتہ | 341 |
| وقفہ | 345 |
| رابطہ | 347 |
| تفصیلیہ | 348 |
| ختمہ | 351 |
| واوین | 352 |
| فجائیہ | 352 |
| سوالیہ | 353 |
| خط | 353 |
| قوسین | 353 |
| زنجیرہ | 354 |
| عروض | 360 |
| وزن | 360 |
| بحر | 360 |

www.taemeernews.com


| | |
|---|---|
| ارکان بحر | 360 |
| تقطیع | 361 |
| اجزائے ارکان | 361 |
| ارکان | 361 |
| اسما و شمار بحور | 362 |
| زحاف | 363 |
| خاص زحاف / عام زحاف | 364 |
| مرکب زحاف | 366 |
| تقطیع | 367 |
| بحریں | 372 |
| بحر ہزج | 372 |
| بحر رجز | 374 |
| بحر رمل | 374 |
| بحر کامل | 375 |
| بحر متدارک | 376 |
| بحر متقارب | 376 |
| مرکب بحریں | 378 |
| خفیف | 378 |
| بحر سریع | 379 |
| بحر مجتث | 379 |
| مضارع | 380 |
| منسرح | 381 |
| بحر مقتضب | 381 |
| اوزانِ رباعی | 382 |

www.taemeernews.com

# مقدمہ

اُردو زبان دنیا کی جدید زبانوں میں سے ہے اور ابھی ابھی اس نے اپنے بل بوتے پر کھڑا ہونا سیکھا ہے۔ زبان نہ کسی کی ایجاد ہوتی ہے اور نہ کوئی اسے ایجاد کرسکتا ہے۔ جس اصول پر نہ بیج سے کونپل پھوٹتی ہے۔ پتے نکلتے ہیں، شاخیں پھیلتی ہیں پھل پھول لگتے ہیں، اور ایک دن وہی ننھا سا پودا ایک تناور درخت ہوجاتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق زبان پیدا ہوتی ہے، بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہے، اردو اس زمانے کی یادگار ہے۔ جب مسلمان فاتح ہندوستان میں داخل ہوئے اور اہل ہند سے ان کا میل جول روز بروز بڑھتا گیا اس وقت ملک کی زبان میں خفیف سا تغیر پیدا ہوتا چلا جس نے ایک نئی صورت اختیار کی جس کا ان میں سے کسی کو سان و گمان بھی نہ تھا۔ مسلمان فارسی بولتے آئے تھے۔ اور ایک زمانے تک ان کی زبان فارسی ہی رہی، دربار و دفاتر میں بھی اسی کا سکہ جاری تھا۔ ہندوؤں نے بھی اسے شوق سے سیکھا، اس زمانے میں فارسی لکھنا پڑھنا تہذیب میں داخل تھا۔ فارسی کے علاوہ عربی مسلمانوں کی مذہبی اور علمی زبان تھی۔ دستار فضیلت کا ملنا بغیر تحصیل زبان عربی ناممکن تھا۔ کیوں کہ مسلمانوں کے علوم و فنون کا خزانہ اسی زبان میں مدفون ہے۔ ادھر ملک میں جو زبان (قدیم ہندی یا پراکرت) رائج تھی اسے

www.taemeernews.com



بھی مسلمانوں نے سیکھا۔ عوام وہی زبان بولتے تھے۔ چنانچہ اس مخلوط زبان میں بڑے بڑے شاعر ہوئے۔ مسلمان شاہی درباریوں اور علماء، اور شعراء نے بھی یہ زبان سیکھی اور اس میں تالیف بھی (جو زیادہ تر نظم تھی) کی۔ غرض ہندوستانیوں کے اس میل جول اور خلا ملا سے ایک نئی زبان نے جنم لیا۔ جس کا نام بعد میں اردو رکھا گیا، اردو کے معنی لشکر کے ہیں، اور لشکری زبان جیسی ہوتی ہے، ظاہر ہے۔ یعنی آدھا تیتر اور آدھا بٹیر اس لئے اول اول ثقہ لوگ اس کے استعمال سے بچتے رہے اور اس کے لکھنے پڑھنے کو عار سمجھتے رہے۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کے قدم جمتے گئے

اور مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں شعراء نے اس بچہ کو اپنے سایہ عاطفت میں لیا اور پال پوس کر بڑا کیا۔ بہت کچھ صفائی پیدا کی اور نئی تراش خراش سے آراستہ کیا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال پر ایک نئی قوم ہندوستان پر مسلط ہوئی جو ہندو مسلمانوں سے بالکل غیر تھی۔ اس قوم نے اس کی انگلی پکڑتے اس کا پہنچا پکڑا، اور دربار سرکار میں اس کی رسائی ہوگئی اور رفتہ رفتہ دفاتر سے فارسی کو نکال باہر کیا اور خود اس کی کرسی پر جلوہ گر ہوگئی، آخر ہندوستان کی قدیم راجدھانی اس کا جنم بھوم اور دوآبہ اس کا وطن ہوا۔ اب وہ دور دور پھیل چلی ہے اور ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک چلے جائیے ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ ہندوستان کے باہر تک جا پہنچی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تین مختلف جلیل القدر قوموں کی یعنی ہندو۔ مسلمان اور انگریزوں کی چہیتی ہے اور ان تینوں کی متفقہ کوششوں کی عظیم الشان یادگار ہے۔ تینوں نے اسے سیکھا پڑھا، لکھا، تینوں نے اس کی ترقی میں مقدور بھر کوشش کی اور اب تینوں کی بدولت اس رتبے کو پہنچی، کہ دنیا کی جدید زبانوں میں شمار کئے جانے کے قابل ہوئی۔

www.taemeernews.com



اردو ہندی نژاد ہے اور قدیم ہندی یا پراکرت کی آخری اور سب سے شائستہ صورت ہے۔ ہندی بولی اور فارسی کے میل سے بنی ہے۔ اس میں جو سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ ہیں وہ زمانہ دراز کے استعمال اور زبانوں پر چڑھ جانے سے ایسے ڈھل گئے ہیں کہ اصل الفاظ میں جو بھدا پن اور کرختگی اور تلفظ اور ہجے کی دقت تھی بالکل جاتی رہی۔ اور چھوٹ چھٹا کر پاک صاف سیدھے سادے رہ گئے ہیں جس سے زبان میں لوچ، گھلاوٹ اور صفائی پیدا ہو گئی۔ اردو کے ہندی نژاد ہونے میں کچھ شبہ نہیں، کیونکہ بیرونی زبانوں کا اثر صرف اسماء و صفات میں ہوا ہے، ورنہ زبان اردو کی بنیاد ہندی زبان پر ہے، تمام حروف فاعلی، مفعولی، اضافت، نسبت، ربط وغیرہ ہندی ہیں۔ ضمیریں سب کی سب ہندی ہیں، افعال سب ہندی ہیں، لیکن عربی فارسی الفاظ کے اضافے نے مختلف صورتوں میں اس کی اصل خوبی میں اضافہ کر دیا ہے۔ ہندی الفاظ میں دل نشینی کا خاص اثر ہے، اور عربی فارسی الفاظ میں شان و شوکت، اور زبان کے لئے ان دونوں عنصروں کا ہونا ضروری ہے۔ عربی فارسی الفاظ نے نہ صرف لغت اور گفتگو میں بلکہ خیالات میں بھی وسعت پیدا کر دی ہے۔ جس سے اس کا حسن دو بالا ہو گیا۔ اور وہ زیادہ وسیع اور کار آمد بن گئی۔ مگر اصل بنیاد جس پر وہ قائم ہے، ہندی ہی ہے، محض غیر زبانوں کے اسماء و صفات کے اضافہ سے اس کے ہندی ہونے میں مطلق فرق نہیں آسکتا، مثلاً آجکل بہت سے انگریزی لفظ داخل ہوتے جاتے ہیں لیکن اس سے زبان کی اصلیت و ماہیت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ایک دوسری بات اردو زبان میں یہ ہے کہ اس اصول پر قائم ہے جو تمام جدید زبانوں میں اس وقت پایا جاتا ہے، یعنی صورت ترکیبی سے حالت تفصیلی کی طرف اس کا رجحان ہے۔ قدیم زبانوں میں یہ بڑی

www.taemeernews.com



وقت تھی کہ ایک ہی لفظ کو ذرا ذرا سے فرق اور تغیر سے مختلف صورتوں میں سے آتے تھے۔ اب دوسرے الفاظ کی مدد سے مرکب صورتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور وہ دقتیں جاتی رہی ہیں۔ اردو کو بھی اس قید سے آزادی مل گئی ہے۔ غرض یہ زبان مختلف حیثیتوں سے ایسی قبول صورت ہو گئی ہے کہ اس کی ترقی میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی صفائی، فصاحت اور صلاحیت اور ہندی فارسی عربی اور انگریزی کے مختلف مفید اثرات اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ وہ دنیا کی ہونہار زبانوں میں سے ایک ہے۔ اور ایشیا میں ایک روز اس کا ستارہ چمکے گا۔

مجھے خوب یاد ہے کہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ میرے ایک دوست نے جلسے میں تذکرتاً میری کتاب صرف و نحو اردو کے متعلق کہا کہ انجمن ترقی اردو (حیدرآباد دکن)۔ سے چھپوا دے تو بہت اچھا ہو۔ اس پر ہمارے ایک عالم دوست نے فرمایا کہ صرف نحو کی کتابیں بچوں کے لئے ہوتی ہیں۔ انجمن کی طرف سے ایسی کتابوں کا طبع ہونا ٹھیک نہیں، مجھے اس میں کلام ہے کہ صرف و نحو کی کتابیں بچوں کے لئے مخصوص ہیں، بلکہ میری رائے میں اپنی زبان کی صرف و نحو پڑھانا مضر ہے۔ البتہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک زندہ اور جدید زبان کے لئے گریمر (صرف و نحو) کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر گریمر کی ضرورت پڑی کیوں؟ جب ہم دنیا کی مختلف زبانوں پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کے ادب کی تاریخ بغور پڑھتے ہیں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں گریمر کی ضرورت اس وقت واقع ہوئی جب کہ ایک زبان والوں نے دوسری زبان کے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اول اول خود اہل زبان کو کبھی اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ مثل دوسرے علوم و فنون

www.taemeernews.com



کے ضرورت نے اسے بھی ایجاد کیا. اور زبان کے سب سے پہلے علمی نحوی وہ لوگ تھے جنہوں نے سب سے اول علمی طور پر زبانوں کی تعلیم دی۔ صرف و نحو کے قواعد کی تدوین انہیں معلمین السنہ کا کام تھا۔

زبانوں کا سیکھنا سکھانا نسبتاً جدید زمانے کی ایجاد ہے جو آج کل عام پیشہ ہو گیا ہے۔ قدیم زمانہ میں لوگ غیر زبانوں کے سیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ مثلاً کسی قدیم یونانی یا عرب کو کسی دوسری زبان کے سیکھنے کا کبھی خیال نہیں آتا تھا اور وہ کیوں سیکھتا؟ اس لئے کہ یونانی سوائے یونانیوں کے اور عرب سوائے عربوں کے سب کو وحشی خیال کرتا تھا۔ غیروں کی زبان سیکھنا ان کے ادب و اطوار کو اختیار کرنا اس کے لئے عار اور موجب ذلت تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی غیر اقوام کو ایک لوسائی یعنی بے زبان اور عرب دوسروں کو عجم یعنی گونگے اور روسی اپنے پڑوسی اہل جرمن کو نیمیا یعنی گونگے بہرے، اور ہندو اپنے سوا دوسروں کو ملیکھ (ملیچھ) کہتے تھے۔ ملیکھ یعنی ملیچھ کے اصل معنی ایسے شخص کے ہیں جسے صاف طور پر بولنا نہیں آتا۔

جب یونانیوں کی دوسری قوم سے سابقہ پڑا اور ان سے بات چیت کی ضرورت ہوئی تو بڑی دقت پیش آئی۔ اگر ہر شخص اپنی ہی زبان بولنے پر اصرار کرے تو دوسرے کی بات کیوں کر سمجھے ان کے لئے غیر زبانوں کو سیکھنے کی پہلی محرک تجارت ہوئی۔ اور دوسری محرک اسکندر کی فتوحات۔ ایران اور ہندوستان کی فتوحات نے یونانیوں پر ثابت کر دیا کہ دوسری قومیں بھی زبان رکھتی ہیں لیکن طرہ یہ ہے کہ بہ نسبت یونانیوں کے دوسری اقوام میں جنہیں یونانی وحشی کہتے تھے، زبانیں سیکھنے کی زیادہ صلاحیت تھی۔ اسکندر کی فتوحات نے باہمی میل جول کا راستہ کھول دیا اور اسکندریہ مختلف

؎ ت

ا۔ فتو

www.taemeernews.com



اقوام۔ مختلف زبانیں بولنے والوں اور مختلف مذاہب کے لوگوں کا سنگم ہو گیا، گو ابتدائی تعلق تجارتی تھا، لیکن فرصت کے اوقات میں دوسرے معاملات اور مباحث بھی خود بخود زیر بحث آ گئے۔ علاوہ اس کے کہ خود یونانی اسکندریہ میں موجود تھے جو قدیم حالات کی تحقیقات میں مصروف تھے، اور اسی طرح مصریوں، ایرانیوں اور یہودیوں کے علم و ادب و معتقدات بحث میں آئے، اگرچہ اسکندریہ میں دوسری اقوام کے علم ادب کے متعلق ایک دلچسپی پیدا ہو گئی تھی لیکن زبان کی تحقیق و تنقید دوسری زبانوں کے مطالعہ سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ خود یونانی زبان کی مختلف شاخوں پر غور کرنے سے اس کا آغاز ہوا، اور سب سے بڑی وجہ اس کی ہومر کی کتاب ہوئی ہے۔ اول ان علماء نے زبان کی تنظیم کی طرف توجہ صرف کی جو قدیم اساتذہ اور خاص کر ہومر کی تصانیف کو صحت اور تنقید کے ساتھ شائع کرنے کا کام کر رہے تھے، مختلف نسخے اسکندریہ اور پرگامس میں یونان کے مختلف حصوں سے وصول ہوئے۔ جن میں آپس میں بہت کچھ اختلاف تھا، اور اس لئے ان علماء کو مجبوراً یونانی گریمر کی صحیح صورت قائم کرنے پر متوجہ ہونا پڑا، اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں نے اول یونانی زبان کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا اور اس کی تنظیم کی اور مختلف اجزاء سے کلام کا امتیاز قائم کیا اور الفاظ کے مختلف عملوں کے لئے اصطلاحی الفاظ مقرر کئے لیکن تمام تحقیق اور ابتدائی گریمر بھی تک نہیں لکھی گئی پہلا حقیقی نحوی ڈائی نیسی اس تھریکس تھا، یہ شخص جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے تھریس کا باشندہ تھا لیکن وہ اسکندریہ میں رہتا تھا، بعد ازاں وہ روم آ گیا۔ اس نے رومی زبان کی تعلیم دینی شروع کی اور معلمی پیشہ اختیار کیا اور اپنے رومن شاگردوں کے لئے زبان کی پہلی گریمر لکھی، اگرچہ گرامر کا ڈھانچہ پہلے سے موجود تھا لیکن اس نے پہلے

www.taemeernews.com



کے فلسفیوں اور نقادوں کے نتائج سے فائدہ اٹھا کر یہ کتاب مرتب کی۔ یونانیوں کے لئے نہیں کیونکہ انہیں ضرورت نہ تھی، وہ اپنی زبان سے خود واقف تھے بلکہ اہل روما کی تعلیم کے لئے۔ اس شخص کے بعد اور لوگ پہنچے اور معلمی یا مترجمی کا پیشہ کرنے لگے یہ پیشہ وہاں اچھا خاصہ اور معزز سمجھا جاتا تھا کیونکہ رومن نوجوانوں کو یونانی پڑھنے لکھنے اور بولنے کا شوق اور خبط تھا جیسا آج کل ہندی نوجوانوں کو انگریزی پڑھنے لکھنے کا، اور بولنے کا ہے، یہاں تک کہ بچوں کو اول یونانی پڑھائی جاتی تھی اور بعد میں لاطینی۔ یونانی ادب و تہذیب کا اختیار کرنا اور یونانی بولنا شرافت کی علامت سمجھی جاتی تھی جیسا کہ جیسے ہمارے ہاں آج کل انگریزی پہناوا انگریزی بات چیت انگریزی طرز معاشرت باعث فخر خیال کی جاتی ہے۔

گو روما نے یونان کو فتح کیا، لیکن علمی لحاظ سے وہ خود اس کا مفتوح ہو گیا۔ رومن یونانی زبان کے سیکھنے اور یونانی کتابوں کے ترجمے کا عام رواج ہو گیا اور اسی وجہ سے یونانی گرامروں کی ضرورت ہوئی اور جب لاطینی گرامر لکھی گئی، تو یونانی اصطلاحات لاطینی لباس میں ترجمہ ہو کر داخل ہو گئیں اور اب جدید عہد اسی میں یہ گرامر دو ہزار سال سے یورپ پر چھائی ہوئی ہے۔ بلکہ آج اس کا اثر ہندوستانی مدارس اور ہندوستانی زبانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

جب ہم عربی زبان کی صرف و نحو کی ابتدا پر نظر ڈالتے ہیں تو بعینہٖ یہی صورت وہاں بھی پیش آئی، جس طرح ہومر کی کتاب کی درستی اور صحت کے لئے اول اول نحو کے ابتدائی اصول پر نظر گئی۔ اسی طرح قرآن پاک کے الفاظ کی صحت قائم رکھنے کے لئے سب سے پہلے زبان کی نحو کی طرف مجبوراً توجہ کرنی پڑی سب سے پہلا شخص ابوالاسود تھا، جسے ایک قاری کو قرآن کی آیت غلط پڑھتے ہوئے سن کر یہ خیال ہوا کہ اگر خدانخواستہ یہ حالت رہی تو اندیشہ ہے کہ

www.taemeernews.com



قرآن پاک کے معانی کچھ سے کچھ ہو جائیں گے۔ ابتداء میں عربی رسم الخط ایسا تھا کہ اس میں نقطے اور اعراب نہ تھے اور اس لئے اعراب اور نقطے ایجاد کرنے پڑے صرف و نحو کا خیال بھی اس قسم کے واقعات سے پیدا ہوا خصوصاً جب اہل عجم مذہب اسلام میں داخل ہوئے اور عربی زبان کا اثر وسیع ہونے لگا تو عجمی اس زبان کے بولنے میں طرح طرح کی غلطیاں کرنے لگے۔ زبان کے خراب اور مسخ ہونے کا اندیشہ ہوا۔ اس سے ابوالاسود کی تحریک پر حضرت علیؓ نے نحو کا پہلا قاعدہ بتایا کہ "سارا کلام اس سے خالی نہیں کہ یا تو اسم ہوگا یا فعل، یا حروف، چنانچہ اس پر سے ابوالاسود نے اول اول قواعد فن لسان کی تدوین کی جب عربوں کی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور عربی زبان کی روشنی بھی ساتھ ساتھ پھیلنی شروع ہوئی تو قواعد زبان کی ضرورت روز بروز بڑھنے لگی۔ کوفہ و بصرہ میں نحویوں کے دو الگ مذہب قائم ہو گئے جن کے مباحث پر اس وقت نظر ڈالنا ہمارے مقصد سے خارج ہے۔ غرض ہوتے ہوتے نوبت یہ پہونچی کہ نحو یا تو زبان سیکھنے کا آلہ تھی یا خود ایک مستقل فن ہو گئی، اور ایک نحوی کی ایسی ایسی ہی عزت ہونے لگی جیسے کسی عالم فاضل کی، عربی صرف و نحو کی تدوین میں عجمیوں نے بہت بڑا حصہ لیا، (کیونکہ ضرورت زیادہ انہیں کو تھی) اور بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھیں اور اس میں وہ بحثیں اور نزاکتیں پیدا کیں کہ یہ فن خاصہ فلسفہ ہو گیا، اور اس کے پڑھنے پڑھانے میں مبالغہ کے ساتھ بڑے بڑے اہتمام ہونے لگے، جس کا اثر اب تک باقی ہے، عربی زبان اور صرف نحو کا اثر فارسی، ترکی، اردو زبانوں پر بہت کچھ ہوا ہے، اور اب تک عربی اصطلاحات صرف و نحو ان زبانوں کی قواعد میں برابر جاری ہیں۔ بلکہ فارسی اردو کی صرف و نحو عربی کی صرف و نحو کی نقل ہے، اور نقل کیا گئی ہے

منہ چڑایا ہے، غرض کہنے کی بات یہ ہے کہ عربی صرف و نحو کو زیادہ رونق اور فروغ عجمی علما کی بدولت ہوا ہے۔

موجودہ زبان فارسی کو دیکھا جائے تو اس کی صرف نحو بہت صاف اور سیدھی اور مختصر ہے اور اس میں مطلق وہ پیچیدگیاں نہیں جو قدیم زبانوں یا اردو زبان میں ہیں، لیکن یار لوگوں نے عربی کے تتبع میں اس کی بھی خوب مٹی خراب کی، زبان کچھ کہتی ہے اور گرامر کچھ اور بعینہ یہ مثل صادق آتی ہے۔

من چہ سرایم و طنبورۂ من چہ سراید

لیکن تاہم بری بھلی جو کتابیں فارسی صرف و نحو، تنقید زبان، صنائع بدائع اور لغت پر لکھی گئی ہیں، وہ سب سے زیادہ تر تو اہل ہند یا بعض اور بیرونی لوگوں کی تصنیف سے ہیں، اہل زبان نے کبھی قلم اٹھانے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ انہیں اپنی زبان کی صرف نحو لکھنے کی ضرورت نہ تھی اور نہ کبھی انہیں اس کا خیال آیا، وہ ان کی مادری زبان تھی، پیدا ہوتے ہی وہی آوازیں ان کے کانوں میں پڑتی تھیں اور ہوش سنبھالتے ہی وہی زبان جو سنتے تھے بولتے تھے صرف و نحو تو وہ پڑھے جن کی مادری زبان نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ فارسی کی صرف و نحو غیروں نے لکھی۔

اس کے بعد جب ہم اردو زبان پر نظر ڈالتے ہیں تو اس کی حالت سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے، اس کی صرف و نحو کی طرف ابتدا میں نہ صرف کسی اہل ہند بلکہ ایشیا بھر میں کسی شخص کا خیال نہ گیا اور خیال گیا تو غیروں کے اور غیر بھی کیسے بات اور زبان ہی میں غیر نہیں بلکہ صورت شکل، عادات و اطوار، طریق ماند و بود، طرز خیال غرض گفتار رفتار و کردار میں بھی غیر ہیں اور ایسے غیر کہ باوجود کہ ڈیڑھ سو برس ایک سرزمین میں ایک ساتھ رہتے گزر گئے ہیں مگر اب

www.taemeernews.com



تک خیریت نہیں گئی، میرا مطلب اہل فرنگ سے ہے جو آگ لینے آئے تھے اور گھر کے مالک بن بیٹھے۔

اہل یورپ کے آنے سے اگر اس ملک کو کچھ فوائد پہونچے ہیں تو ان میں سے بلا شبہ ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک ایسی زبان کی تقویت میں ہاتھ بٹایا جو ملک کی مختلف اقوام کی متحدہ اور مشترک زبان تھی، اگرچہ اس میں ان کی ذاتی غرض پنہاں تھی۔ کیونکہ بغیر ایک زبان سیکھے ان کو اپنی اغراض میں کامیابی نہیں ہو سکتی تھی، مگر ذاتی اغراض کے ساتھ ملکی اغراض بھی خود بخود انجام پا گئے۔

ان لوگوں کے اس زبان پر توجہ کرنے اور سیکھنے سے بھی یہ صاف عیاں ہے کہ زبان ملک کی عام زبان تھی، ان حضرات کو ملک کی کسی زبان سے نہ تو الفت تھی، نہ نفرت وہ ایسی زبان سیکھنی چاہتے تھے جو ہر جگہ کار آمد ہو اور ان کے کاروبار اور معاملات میں سہولت پیدا کرے اور وہ سوائے اردو کے کوئی دوسری زبان نہ تھی، لہذا اس کی تحصیل میں انہوں نے کوشش کی اور بے شک یہ ان کے اغراض کے لئے مفید بھی ثابت ہوئی۔

جہاں تک تحقیق کی گئی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلا یورپین جس نے ہندوستانی زبان کے قواعد لکھے وہ جان شوا کیٹلر تھا جو پروشیا کے شہر اہل سخن میں پیدا ہوا، مذہب میں یہ لوتھر کا پیرو تھا یہ شخص شاہ عالم بادشاہ (سنہ ۱۷۰۷-۱۲ء) اور جہاں دار شاہ (سنہ ۱۷۱۲ء) کے دربار میں بطور ڈچ سفیر کے حاضر ہوا، سنہ ۱۷۱۱ء وہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا ناظم تجارت بہ مقام سورت مقرر ہوا، وہ لاہور سے آگرہ جاتے وقت براہ دہلی آگرے سے گزرا، لیکن یہ بالیقین نہیں کہا جا سکتا کہ وہ وہاں ٹھہرا بھی یا نہیں۔

اگرچہ وہاں اہل ڈچ کا ایک کارخانہ سورت کے تحت میں موجود تھا اس کا

میں لاہور کے قریب ۱۰ دسمبر سنہ ۱۷۱۱ء کو پہنچا اور جہاں دار شاہ کے ہمراہ دہلی واپس ہوا۔ اور آخر کار اس مقام سے ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۷۱۲ء کو روانہ ہو کر ۲۰ اکتوبر کو آگرہ پہنچا، اور پھر آگرے سے سورت واپس چلا گیا۔ سنہ ۱۷۱۶ء تک وہ تین سال سورت میں ڈچ کمپنی کا ناظم (ڈائرکٹر) رہا۔ اس کے بعد وہ ایران کا سفیر مقرر ہوا اور بتاویا سے جولائی ۱۷۱۶ء میں روانہ ہوا۔ اس وقت اسے ایسٹ انڈیا میں ڈچ کی ملازمت کرتے ہوئے تیس سال ہو گئے تھے، اور اصفہان سے واپس ہوتے وقت خلیج فارس کے مقام گمبرون میں بہ علالت بخار انتقال کیا

اس نے ہندوستانی زبان کے قواعد اور لغت پر کتاب لکھی، جو ڈیوڈ مل نے سنہ ۱۷۴۳ء میں چھاپ کر شائع کی، قیاس یہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب اس نے ۱۷۱۵ء کے لگ بھگ تالیف کی ہوگی، یہ لیٹن زبان میں ہے۔ لیکن ہندوستانی الفاظ اور عبارتیں رومن حروف میں ہیں، البتہ حروف کے جدول میں ہندوستانی الفاظ بعینہ لکھے ہیں، اور ان الفاظ کا املا دیسی زبان کے طریقہ پر ہے، ایک بات اس قواعد میں قابل لحاظ یہ ہے کہ حرف فاعلی " نے " کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا ہے، اور علاوہ ازیں کے وہ " آپ " کو بھی جمع (گجراتی) کے اندر استعمال ہوتا ہے۔ جمع متکلم کی ضمیر بتاتا ہے۔

کیٹلر کی گریمر کے طبع ہونے کے دوسرے سال مشہور مشنری شلز کی کتاب ہندوستانی زبان اردو کے قواعد پر شائع ہوئی۔ سنہ ۱۷۴۱ء یہ صاحب کیٹلر کی گریمر سے واقف تھے، اور اپنی کتاب کے دیباچے میں اس کا ذکر بھی کیا ہے۔

شلز کی گریمر بھی لیٹن میں ہے، مگر ہندوستانی الفاظ فارسی عربی

www.taemeernews.com



خط میں ہیں۔ اور ان کا تلفظ بھی ساتھ ساتھ لاطینی میں دیا ہے، ناگری حروف کی بھی تصریح کی ہے، مگر بعض حروف بالکل ترک کر دیئے ہیں، وہ ضمائر شخصی کے زائد عدد جمع سے واقف ہے۔ لیکن افعال متعدی کے زمانۂ ماضی کے ساتھ "نے" کے استعمال سے واقف نہیں، اور یہ اسی پر موقوف نہیں بلکہ اکثر قدیم کتب قواعد میں "نے" نظر انداز کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ ہے کہ پرانی اردو میں "نے" کا استعمال بالالتزام نہیں ہوتا تھا۔

ہیڈلے کی گرامر ۱۷۷۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد متعدد کتابیں ہندوستانی قواعد کے متعلق لکھی گئیں۔ جن میں سے زیادہ مشہور پرتگیز گرمیٹکا اندوستانہ ہے، جو لزبن میں ۱۷۷۸ء میں شائع ہوئی، اس کے بعد کا وہ زمانہ ہے جبکہ گلکرسٹ نے ہندوستانی زبان کی خدمت شروع کی لیکن جان گلکرسٹ کی خدمت کا ذکر کرنے سے قبل ہم ایک شخص نے لی ڈف کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جس نے اپنے حالات خود اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھے ہیں۔ مختصر یہ کہ یہ شخص مدراس میں ۱۷۸۵ء میں آیا اور غالباً ہیڈ ماسٹری کی خدمت پر مامور ہوا۔ وہاں دو سال قیام کرنے کے بعد کلکتہ چلا آیا۔ وہاں اس کی ملاقات ایک پنڈت سے ہوئی جس سے اس نے سنسکرت بنگالی، اور ہندوستانی (جسے وہ ہندوستان کی مخلوط زبان کہتا ہے) پڑھنی شروع کی۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے دو ناٹکوں کا ترجمہ بنگالی میں کیا۔ اور اس کے اپنے بیان کے مطابق ان میں سے ایک ناٹک عام طور پر پبلک میں پسند کیا گیا۔ اس کی بہت تعریف ہوئی، ایڈ منگ لکھتا ہے کہ اس کے بعد وہ مغل بادشاہ کے یہاں کمشیر کا منتظم ہو گیا۔ اور آخر مشرق میں بیس سال قیام کے بعد

www.taemeernews.com



انگلستان واپس چلا گیا۔ لندن میں اس نے اپنی گریمر شائع کی اور روسی سفیر ڈاؤن زوف سے ملاقات پیدا کی اس نے اسے روس بھیج دیا۔ جہاں وہ فارن آفس میں ملازم ہو گیا۔ اور سرکار کی طرف سے سنسکرت کا مطبع قائم کرنے کے لئے اسے بہت کچھ رقم دی گئی۔ لیکن اس کی ہندوستانی گریمر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید بنسبت ہندوستانی زبان کے اس کا علم بنگالی اور سنسکرت میں زیادہ ہو۔ کیونکہ اس نے ہندوستانی گریمر میں نہ صرف الفاظ کا تلفظ غلط لکھا ہے۔ بلکہ قواعد کے بیان کرنے میں بہت سی صریح غلطیاں کی ہیں۔

ڈاکٹر جان گلکرسٹ کا نام اردو کے محسنوں میں نہایت ممتاز ہے اور [illegible] مورخ ان کا ذکر بغیر احسان مندی اور شکر گزاری کے نہیں کر سکتا۔ انہوں نے نہ صرف زبان اور قواعد زبان اور لغت پر اعلیٰ درجے کی کتابیں لکھیں۔ بلکہ چند خاص اہل زبان حضرات کو جمع کرکے ان سے ایسی کتابیں لکھوائیں جن میں سے بعض ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ ڈاکٹر صاحب نے اردو کی خدمت کا کام سنہ ۸۵ء میں شروع کیا۔ اور فورٹ ولیم کالج    اردو زبان کی تالیف وتصنیف کا مرکز انیسویں صدی کے ابتدائی دس سال تک رہا۔ اگرچہ اصل مقصد اس کا یہ تھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں جو انگریز ملازم ہو کر آتے تھے۔ ان کو اردو سکھانے کے لئے مناسب کتابیں لکھوائی جائیں تاکہ وہ آسانی سے اس ملک کی زبان کو جو ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ سیکھ سکیں۔ لیکن اس پردے

---

سلہ دیکھو لنگوسٹک سروے آف انڈیا جلد ۸۔

میں بعض بے مثل کتابیں لکھی گئیں اور آئندہ اسی ڈھنگ کی تالیف کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ خود گلکرسٹ صاحب نے متعدد کتابیں اردو زبان میں اور اس کی لغت اور قواعد پر لکھی ہیں۔ ان کی کتاب قواعد اردو سنہ ۱۸۰۹ء میں چھپ کر شائع ہوئی۔ اگرچہ ان کی دو ایک کتابیں جو اس سے چند سال قبل طبع ہوئی تھیں، ان میں بھی اردو زبان کے قواعد کا کچھ حصہ شریک تھا۔

مسٹر جان شکسپیر کی اردو گرامر لندن میں اول اول سنہ ۱۸۱۳ء میں شائع ہوئی، دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۸۱۸ء میں تیسرا سنہ ۱۸۲۶ء میں، چوتھا ایڈیشن جس میں دکنی زبان کی مختصر سی گرامر بھی اضافہ کی ہے۔ سنہ ۱۸۴۳ء میں اور اس کے بعد ایک ایڈیشن ۱۸۵۸ء میں شائع ہوا۔

۱۸۰۲ء میں اردو رسالہ گلکرسٹ کے نام سے ایک کتاب کلکتہ میں میں شائع ہوئی، اور اس کے کئی ایڈیشن سنہ ۱۸۲۶ء میں اور سنہ ۱۸۴۵ء میں آگرہ میں چھپے، یہ رسالہ دراصل گلکرسٹ کی گرامر کا ملخص ہے۔

ولیم ییٹ نے ایک کتاب مقدمہ زبان ہندستان کے نام سے تالیف کی جو تین حصوں پر منقسم تھی (یعنی گرامر، لغت اور ہندستانی زبان) اول بار کلکتہ میں ۱۸۲۷ء میں طبع ہوئی، دوسری بار ۱۸۳۶ء میں اور تیسری بار ۱۸۴۳ء میں چھپی۔

گلکرسٹ صاحب کے بعد اردو کا دوسرا بڑا محسن فرانسیسی عالم موسیو گارساں دتاسی تھا۔ اس نے اصول زبان ہندستان پر ایک کتاب لکھی جو پیرس میں سنہ ۱۸۲۹ء میں طبع ہوئی اور صرف اردو زبان پر ایک بڑا مضمون جنرل ایشیاٹک سوسائٹی بابت سنہ ۱۸۳۳ء میں لکھا، اس کے علاوہ موصوف نے تاریخ شعرائے اردو تین جلدوں میں لکھی جو بہت ہی زیادہ

www.taemeernews.com



کارآمد ہے۔

ان کی تصنیف سے متعدد رسالے اردو زبان اور اردو مصنفین پر نیز ان کے سالانہ لکچر (اردو زبان کی سالانہ ترقی و اشاعت پر) بہت مفید معلومات سے مملو ہیں۔

ایس ڈبلو بریٹن نے ہندوستانی زبان کے قواعد پر ایک تالیف کی جو لندن میں سنہ ۱۸۳۰ء میں طبع ہوئی۔

اس کے ایک سال بعد یعنی سنہ ۱۸۳۱ء میں مسٹر سینفورڈ آرناٹ کی کتاب بنام جدید خود آموز قواعد زبان ہندوستانی (جو برٹش انڈیا کی نہایت کارآمد اور عام زبان ہے) شائع ہوئی۔ یہ کتاب فارسی اور رومن حروف میں ہے۔ اور اس کے ساتھ بطور ضمیمے کے لغت مشق اسباق زبان دانی بھی اضافہ کئے گئے ہیں، لندن میں اول بار ۱۸۳۱ء میں اور دوسری بار ۱۸۴۴ء میں طبع ہوئی۔

سنہ ۱۸۴۲ء میں ایک کتاب انگریزی اور ہندوستانی الفاظ قاعدہ پر اور مقدمہ قواعد ہندوستانی برائے افادۂ طلبہ مدارس میں طبع ہوئی، مؤلف کا نام تحریر نہیں کیا ہے

ہندوستانی زبان کے قواعد مشرقی اور رومن حروف میں مع آسان انتخابات بغرض تحصیل زباں دانی، فارسی، عربی، اور دیوناگری حروف میں مؤلفہ ایس اوناشبہ اضافہ فرہنگ و حواشی از مسٹر ڈنکن فاربس مطبوعہ لندن ۱۸۴۶ء۔

اسی سال مسٹر جیمس آر بالنٹائن کی گریمر لندن میں طبع ہوئی اور غالباً یہی کتاب بعد ترمیم و اضافہ سنہ ۱۸۶۸ء میں شائع ہوئی۔

www.taemeernews.com



سنہ ۱۸۵۸ء میں ہندوستانی زبان کی ایک گرامر لندن میں طبع ہوئی اس کے مؤلف ریورنڈ جی اسمال تھے، اس میں کچھ انتخابات اردو ادب کے بھی شریک ہیں۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۵۸ء میں شائع ہوا۔

جرمنی کے ایک عالم جے روت لوپر اوز نے بھی ہندوستانی زبان کے قواعد پر ایک کتاب لکھی تھی جو برلن میں ۱۸۵۸ء میں طبع ہوئی۔

سر مونیر ولیمس نے سنسکرت اور اردو زبان کی جو خدمت کی ہے وہ محتاج تعریف نہیں۔ ایک زمانہ اس سے واقف ہے، صاحب موصوف نے ہندوستانی زبان کی ابتدائی کتاب لکھی اور اس میں علاوہ روزمرہ کے استعمال کے الفاظ و محاورات، قصص کے چند پیرایوں کے ساتھ صرف و نحو کے قواعد بھی درج کئے اس کے سوا ہندوستانی گرامر مرتبہ کاٹن ماتھر مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء کو مرتب کیا جو ۱۸۶۲ء میں شائع ہوئی۔

سنہ ۱۸۷۲ء میں مسٹر جان ڈوسن نے اردو زبان کی ایک گرامر تالیف کی۔

مسٹر جان پلیٹ کی قواعد اردو لندن میں سنہ ۱۸۷۴ء میں طبع ہوئی یہ کتاب درحقیقت اچھی لکھی گئی ہے۔

کسی یورپین صاحب نے دکنی گرامر پر ایک رسالہ لکھا تھا لیکن اس پر مؤلف کا نام نہیں، یہ رسالہ سنہ ۱۸۷۷ء میں ستارے میں طبع ہوا۔

پامر صاحب کی ہندوستانی، فارسی، عربی گرامر سنہ ۱۸۸۲ء میں بہ اہتمام لندن طبع ہوئی۔

سنہ ۱۸۸۰ء و سنہ ۱۸۸۳ء میں مسٹر ڈبلیو کیگر نے زبان ہندوستان کی گرامر لکھی۔ ان صاحب کا تعلق سرحد سے معلوم ہوتا ہے۔

www.taemeernews.com



سنہ ۱۸۸۶ء میں پروفیسر فان کیور نے ہندوستانی زبان کے قواعد مرتب کئے، یہ کتاب نیپولی میں طبع ہوئی۔

اسی سال مسٹر جے ڈبسن نے ملی اردو گریمر تالیف کی۔

جرمن عالم اے سی برل نے ایک کتاب اردو زبان کے قواعد پر تالیف کی جس کا نام اس نے ہندوستانی گریمیٹیکی وملی رکھا، یہ کتاب [illegible] میں بمقام لیپ زک طبع ہوئی، سنہ ۱۸۹۳ء میں خلاصی گریمر لیپ زک میں طبع ہوئی۔

یہ فہرست صرف ان صرف ونحو کی ایسی کتابوں کی ہے جو اہل یورپ نے تالیف کی ہیں۔ لغت وادب وغیرہ پر جو کتابیں ان لوگوں نے لکھی ہیں ان کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، کیوں کہ یہاں ان کا ذکر خارج از بحث ہے۔ اس سے میرے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ اردو زبان کی صرف ونحو پر پہلے پہل غیروں نے توجہ کی۔

اہل ہند میں سب سے اول اس مضمون پر اردو کے مشہور شاعر میر انشاء اللہ خان انشاء دہلوی نے قلم اٹھایا۔ ان کی کتاب دریائے لطافت سنہ ۱۲۱۲ھ سنہ ۱۸۰۲ء میں بعہد نواب سعادت علی خان بہادر لکھی گئی۔ اس میں علاوہ قواعد صرف ونحو کے عورتوں کے محاورات مختلف قوموں کی بولیاں اور گفتگوئیں اور طرح طرح کی نظم ونثر بھی شریک ہے بعض محاورات والفاظ کی تحقیق بھی خوب ہے باوجودیکہ اس کتاب کو تالیف ہوئے مدت گزر چکی ہے۔ لیکن اس وقت بھی وہ بے مثل اور قابل قدر کتاب ہے، اور اردو زبان کے ادب میں ہمیشہ وقعت کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ یہ کتاب اول اول مرشدآباد میں سنہ ۱۸۴۸ء میں طبع ہوئی۔

غالباً نا فرین کتاب - پڑھ کر حیرت ہوئی کہ سر سید احمد خان مرحوم نے بھی اردو صرف و نحو پر ایک رسالہ تالیف کیا تھا، اس کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ کی حالی لائبریری میں موجود ہے کاتب نے کتاب کے آخر میں [illegible] ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۴ء تحریر کیا ہے، اگرچہ یہ کتابچہ ہے لیکن سنہ تالیف نہیں اس کے لگ بھگ ہوگا۔ اس میں صرف و نحو کے معمولی قواعد ہیں۔ زیادہ تر صرف ہی سے بحث کی گئی ہے اگرچہ یہ کتاب کچھ ایسی قابل ذکر نہیں لیکن اس سے بھی بحث کی گئی ہے۔ اگرچہ اس کتاب سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مرحوم کو اردو زبان سے کس قدر دلچسپی تھی۔

اس کے بعد مولوی [illegible] دہلوی نے ایک ابتدائی رسالہ صرف و نحو اردو میں لکھا جو دہلی میں سنہ ۱۲۹۳ھ میں طبع ہوا۔ اس کتاب کا نام "فیض کا چشمہ" ہے، غالباً یہ تاریخی نام ہے۔ اور اس سے سنہ تالیف سنہ ۱۲۸۹ ہجری نکلتا ہے۔

مولوی امام بخش صاحب صہبائی دہلوی فارسی کے مشہور منشی اور ادیب گزرے ہیں اور دہلی کالج میں پروفیسر بھی تھے۔ انہوں نے بھی اردو صرف و نحو پر ایک کتاب تالیف کی تھی، جو دہلی میں سنہ ۱۸۴۹ء میں طبع ہوئی یہ کتاب بہت اچھی ہے۔ اس کے آخر میں بہ ترتیب حروف ابجد اردو کے محاورات کہیں کہیں ضرب الامثال بھی درج ہیں۔

ان کے علاوہ بھی اس زمانہ میں دو ایک کتابیں اور بھی لکھی گئیں مثلاً ایک صاحب مرزا محمد [illegible] نے ایک گرامر ہندوستانی، فارسی، عربی زبان کی لکھی، اور اس میں فارسی گفتگو کا بھی ایک حصہ اضافہ کیا اور ایک یورپین صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا، جو اصل کے ساتھ تھا یہ کتاب بہ اہتمام لندن

www.taemeernews.com



۱۸۴۲ء میں طبع ہوئی۔ یا ایک دوسری کتاب بمبئی کے محمد ابراہیم صاحب
مقبہ نے تحفۂ الفنسٹن کے نام سے تالیف کی جو بمبئی میں ۱۸۲۳ء میں چھپ کر شائع ہوئی
یہ کتاب الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی کے نام سے موسوم کی گئی تھی۔ لیکن یہ کتابیں کچھ
زیادہ قابل لحاظ و قابل ذکر نہیں ہیں۔

زمانہ حال میں متعدد کتابیں اس بحث پر مدرسوں کے طلبہ وغیرہ کے لئے
پنجاب و ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں تالیف ہوئی ہیں۔ جن میں کم و بیش عربی صرف
و نحو کا تتبع کیا گیا ہے۔ البتہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے جو دو مختصر رسالے
طلبا مدارس کے لئے لکھے ہیں۔ ان میں انہوں نے تقلید سے الگ ہو کر جدت سے
کام لیا ہے۔ لیکن یہ رسالے بہت مختصر ہیں، لہٰذا صرف ابتدائی مدارس کے طالب
علموں کے لئے کارآمد ہو سکتے ہیں۔

میں اس سے قبل اس امر کا اعتراف کر چکا ہوں کہ ایک زندہ زبان کے
لئے قواعد کی چنداں ضرورت نہیں اور میں نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ عموماً ہر
کسی زبان کی صرف و نحو اس وقت لکھی گئی جبکہ کسی غیر قوم کو اس زبان کا جاننا
یا اس کے سیکھنے کی ضرورت واقع ہوئی۔ اور صرف و نحو کی ابتدا، یا اس کے متعلق
جدوجہد ہمیشہ غیر قوم والوں کی طرف سے ہوئی، کیونکہ اہل زبان اس سے
مستغنی ہوتے ہیں۔ یہی حال اردو زبان کا ہوا۔ اس کی صرف و نحو اور لغت
کی طرف اول اول اہل یورپ نے یہ ضرورت توجہ کی۔ اس کے بعد جب اہل
ملک نے یہ دیکھا کہ ان لوگوں کو اردو پڑھنے کا شوق ہے، تو ان کی دیکھا دیکھی
یا ان کے فائدے کی غرض سے خود بھی کتابیں لکھنی شروع کیں
بعد ازاں جب یہ زبان مدارس میں بھی پڑھائی جانے لگی، تو صرف طلباء کے
لئے لکھی جانے لگیں چنانچہ آج کل جس قدر کتابیں لکھی گئیں ان کی اصل غرض

www.taemeernews.com



یہی تھی۔ لیکن سوا نے اس کے اب ایک ضرورت اور داعی ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ اردو زبان اب ملک کی عام اور مقبول زبان ہو گئی ہے، اور ملک میں اکثر جگہ بولی جاتی ہے، اور ہر جگہ سمجھی جاتی ہے، ملک کی دوسری زبانیں خاص خاص خطوں میں محدود اور مخصوص ہیں۔ نیز اس زبان کو کچھ ایسے مقامات کے لوگ بھی پڑھتے ہیں، اور سیکھتے ہیں جن کی یہ مادری زبان نہیں، اس لئے یہ ضرورت واقع ہوئی کہ اس زبان کے قواعد ضبط کئے جائیں اور مستند کتابیں لغت پر لکھی جائیں۔ تاکہ زبان بگڑنے سے محفوظ رہے ہیں۔ میں نے اس خیال کو مد نظر رکھا ہے اور صرف طلبائے مدارس کی ضرورت کا لحاظ نہیں کیا ہے۔ بلکہ زیادہ تر یہ کتاب ان حضرات کے لئے ہے، جو زبان کو نظر تحقیق سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہمارے ہاں اب تک جو کتابیں قواعد کی رائج ہیں ان میں عربی صرف و نحو کا تتبع کیا گیا ہے۔ اردو خالص ہندی زبان ہے، اور اس کا تعلق آریائی السنہ میں ہے، بخلاف اس کے عربی زبان کا تعلق سامی السنہ سے ہے لہذا اردو زبان کی صرف و نحو لکھنے میں عربی زبان کا تتبع کسی طرح جائز نہیں۔ زبانوں کی خصوصیات بالکل الگ ہیں جو غور کرنے سے صاف معلوم ہو جائے گا اس طرح اگرچہ اردو ہندی نژاد ہے اور اس کی بنیاد قدیم ملکی زبان پر ہے۔ افعال جو زبان کا بہت بڑا جز ہیں، نیز ضمائر اور اکثر حروف سب کے سب ہندی ہیں اسماء و صفات عربی، فارسی کے داخل ہو گئے ہیں اور چند لفظوں کے مصادر جو عربی فارسی الفاظ سے بن گئے ہیں۔ مثلاً بخشنا۔ بدلنا قبولنا۔ تجویز کرنا۔ وغیرہ کسی شمار میں نہیں، بلکہ بعض ثقات تو بزعم خود انہیں فصیح بھی تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم اردو زبان کا صرف و نحو میں سنسکرت کے قواعد کا تتبع بھی نہیں کیا جا سکتا اس کے متعلق چند موٹی موٹی باتیں یہاں لکھی جاتی ہیں ۔۔

www.taemeernews.com



(۱) ہر اسم پر سنسکرت میں تین حصے کئے گئے ہیں۔ مادہ حرف بعد مادہ اور حرف آخر، موجودہ ہندی یا اردو میں حرف آخر اڑ گیا ہے۔

(۲) سنسکرت میں اسم کی مختلف حالتیں، فاعلی، مفعولی، اضافی وغیرہ) حرف آخر کے تغیر سے بنتی ہیں، جو اکثر قدیم زبانوں میں پایا جاتا ہے، اور ہندی اردو میں الگ حروف بڑھانے سے بنتی ہیں، اور تمام جدید زبانوں کا میلان اس طرف ہے،

(۳) سنسکرت اور پراکرت میں جنس کی تین قسمیں ہیں، یعنی نر، مادہ اور بے جان موجودہ ہندی اردو میں صرف دو ہیں۔

(۴) سنسکرت کا فعل بہت دقیق اور پیچیدہ ہے، اور ایک زمانے سے اس میں اصلاح ہوتے ہوتے موجودہ ہندی میں آکر صاف اور سادہ ہوا ہے۔ تثنیہ کا صیغہ سنسکرت میں ہے۔ ہندی میں نہیں۔

ہندی میں ہر فعل کی چھ صورتیں، تیرہ قسمیں اور نو ضمنی حالتیں ہیں یعنی کل صیغے سات سو دو ہوتے ہیں، اور یہ سب ایک ہی لفظ کے ہیر پھیر سے بنتے ہیں، موجودہ زبان میں یہ بھی آسانی ہے کہ اکثر افعال امدادی افعال کی اعانت سے بنائے جاتے ہیں، اور بہت سے مصادر فارسی اور عربی اسماء و صفات کے آگے ہندی مصادر مثلاً دینا کرنا وغیرہ بڑھا کر بنائے جاتے ہیں،

ایسی صورت میں اردو کی صرف و نحو میں عربی یا سنسکرت کا تتبع کرنا الٹی گنگا بہانا ہے، البتہ اصطلاحات عربی سے لی گئی ہیں، کیونکہ وہ زمانہ دراز سے رائج ہیں۔ اور اس لئے اس سے گریز نہیں۔ اردو زبان میں تقریباً کل علمی اصطلاحات عربی سے لی گئی ہیں، جیسے انگریزی زبان میں

www.taemeernews.com



لاطینی اور یونانی سے تاہم یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ثقیل اور طویل اصطلاحات نہ آنے پائیں۔

میں اس موقع پر اردو ہندی کے جھگڑے میں پڑنا نہیں چاہتا کیونکہ یہ بحث میرے خیال میں بالکل بے سود ہے۔ اول تو اس لئے کہ صرف و نحو میں اس بحث کا کوئی موقع نہیں خصوصاً اس خیال سے کہ اس امر میں تقریباً دونوں ایک ہیں۔ اور سوائے جزوی اختلافات کے کوئی زیادہ فرق نہیں، دوسرے جو شخص ملک کی مختلف زبانوں کی تاریخ غور سے دیکھے گا اسے معلوم ہو جائے گا کہ فریقین نے محض سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے کام لیا ہے، در اصل جھگڑے کی کوئی بات نہیں۔ قدرتی اثرات اور رجحانات کا روکنا اپنے ہاتھوں سے اپنی ترقی کو روکنا ہے۔

بات یہ ہے کہ جب آریہ لوگ اس ملک میں داخل ہوئے تو انہوں نے یہاں ایک دوسری قوم کو آباد دیکھا، جن کی زبان ان کی زبان سے مختلف تھی۔ ملک کی اس قوم ان قوی آریاؤں کے حملوں کی تاب نہ لا سکی۔ اس لئے کچھ تو ان میں سے شمالی پہاڑوں میں پناہ گزین ہوئے اور بہت سے جنوبی اور وسطی ہند کے پہاڑوں اور جنگلوں میں جا بسے۔ لیکن پھر بھی بہت سے ایسے تھے جنہیں اپنے وطن عزیز کی جدائی گوارا نہ تھی۔ اگرچہ وطن دوسروں کے ہاتھوں میں تھا۔ اور اس لئے نئے حملہ آوروں کی غلامی میں بسر کرنے لگے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ مغلوب رعایا کی زبان کیا باقی رہ سکتی ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کی زبان نے آریاؤں کی زبان یعنی سنسکرت پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور کیا، اور اس لئے یہ کہنا غلطی نہ ہوگا کہ قدیم ہندی بولیاں جو پراکرت یعنی عوام کی بولی کے نام سے مشہور

www.taemeernews.com



میں اس اثر کا نتیجہ تھیں۔ اور انہیں پراکرت بولیوں سے ہندوستان کی موجودہ آریائی زبانیں پیدا ہوگئیں۔ ان کا تعلق سنسکرت سے ایسا ہی ہے جیسے یورپ کی موجودہ رومانی السنہ کو لاطینی سے، ان زبانوں کی تعداد عموماً سات شمار کی جاتی ہے، یعنی پنجابی، ہندی، گجراتی، مرہٹی، سندھی، اڑیا اور بنگالی۔

ان سب میں ہندی بلحاظ قدامت و اہمیت کے سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے۔ لیکن ابتدا ہی سے اس پر غیروں کی نظریں پڑنی شروع ہوئیں مسلمان جو شمال کی طرف سے اس ملک میں آنے شروع ہوگئے، اس کو اپنی زبان سے متاثر کئے بغیر نہ رہ سکے، اور جو اثر بارھویں صدی سے بڑھنا شروع تھا وہ آخر ایک نئی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ اور یہی اردو (لشکری زبان) کی اصل ہے۔ پس اردو اصل میں کسی پراکرت یا ہندی کی بگڑی ہوئی صورت نہیں بلکہ ہندی کی آخری اور شائستہ صورت ہے، اور اس وقت ہندوستان کی عام ملکی زبان مانی جاتی ہے، یہ نہ کسی خاص شخص یا فریق کی ایجاد ہے، اور نہ کسی خاص مصلحت اور منشا سے بنائی گئی ہے، بلکہ جس طرح اس ملک کی معاشرت و سیاست میں وقتاً فوقتاً مختلف قدرتی اسباب سے تغیرات پیدا ہوتے اور آج انہیں اثرات کی وجہ سے جدید حالت نظر آتی ہے۔ اسی طرح زبان میں۔

بھی قدرتی اثرات اور رجحانات اور مختلف واقعات سے تغیرات ظہور پذیر ہوتے آئے، اور اس وقت جو کچھ خاص مصلحت کی وجہ سے پرانی شے کو نئی بنا کے جو کچھ ہوتے ہیں صرف ایک دھوکہ ہے۔ اب اتنی مدت کے بعد ان باتوں پہ جھگڑا کرنا گویا صدیوں کے واقعات کو جھٹلانا اور قدرتی اثرات اور رجحانات

کو اٹھائے جاتا ہے۔ دنیا میں کوئی چیز ایک حالت پر نہیں رہتی، اور جب ہم ہی ایک حالت پر نہ رہے تو ہماری زبان کیوں رہنے لگی، اور کچھ نہیں تو اگر صرف اس زبان کے الفاظ ہی کو سرسری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی کتنی قوموں نے بغیر کسی خاص ارادے کے محض قدرتی اثرات کی وجہ سے اس کے بنانے میں حصہ لیا ہے، تو کیا ایک ایسی یادگار کو بگاڑنے کی کوشش کرنا ایک نہایت دردناک فعل نہ ہوگا، خصوصاً ایسے عہد میں جب کہ زمانہ قدیم کے ایک ایک پتھر اور اینٹ کو سینت سینت کر رکھا جاتا ہے

اس نہایت مختصر ذکر سے میرا مقصد یہ تھا کہ اردو کی صرف و نحو کو سنسکرت زبان کے قواعد سے اسی قدر مغائرت ہے جتنی

عربی زبان کی صرف و نحو سے۔ میرا خیال یہ ہے کہ کسی زبان کے قواعد لکھتے وقت اس کی خصوصیات کو کبھی نظر انداز نہ کیا جانا چاہئے، اور محض کسی زبان کی تقلید میں اس پر زبردستی قواعد اور اصول کے نام ایسا بوجھ نہ ڈالا جائے، جس کی وہ متحمل نہ ہو سکے۔ میں نے حتی الامکان اسی اصول کو مدنظر رکھا ہے، اور اس امر کی کوشش کی ہے کہ جدھر زبان کا رجحان ہو اُدھر اس کا ساتھ دیا جائے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے، بہر حال مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ کتاب اسقام سے خالی نہیں۔ اور اس لئے میں ہر ایک مشورے اور اختلاف کو نہایت شکر و احسان کے ساتھ سننے اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوں

عبدالحق

www.taemeernews.com



# قواعد اردو

www.taemeernews.com



زبان کیا ہے؟ زبان ایک انسانی ترسیل ہے۔ اس کے دو رخ ہیں ایک طرف تو یہ عمل اس شخص کی طرف سے ہے جو اپنے دل کی بات دوسرے کو سمجھانا چاہتا ہے۔ دوسری طرف اس شخص کی جانب سے ہے جو دوسرے کے دل کی بات سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ دو شخص ہیں جن میں ایک بولنے والا دوسرا سننے والا۔ اگر ہم زبان کی فطرت یا زبان کے اس حصے کو صحیح طور پر سمجھنا چاہتے ہیں جس کا بیان زبان کے قواعد میں ہوتا ہے تو ہمیں یہ دو شخص والا ان کا باہمی تعلق پیش نظر رکھنا چاہئے!

ہم نے جو دو شخصوں یعنی فاعل (بولنے والا) اور سامع (سننے والا) کا ذکر کیا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ زبان کی ابتدائی صورت شدہ بات چیت ہے جو بولنے اور سننے میں آتی ہے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ ان شکلوں کا ہے جو تحریر میں اور پڑھنے میں آتی ہیں۔ جو بول سننے اور بولنے میں آتے ہیں ان کو ان اشکال پر جو لکھنے اور پڑھنے میں استعمال ہوتی ہیں، تقدیم اور فوقیت حاصل ہے کیونکہ تحریر کا فن صدہا بلکہ ہزارہا سال کے بعد ایجاد ہوا ہے۔ ایجاد کے بعد بھی زمانہ دراز تک تحریر خاص طبقے میں محدود رہی اور اب بھی جبکہ دنیا میں روزانہ بے شمار کتابیں، اخبار اور رسالے شائع ہوتے ہیں، لکھنے والوں کے مقابلے میں بولنے والوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ اگر ہم اپنے خیال میں

www.taemeernews.com



سب سے مقدم بولنے اور سننے کے عمل کو نہیں رکھیں گے۔ اور اس حقیقت کو بھلا دیں گے کہ تحریر تقریر کی قائم مقام ہے تو اس امر کے سمجھنے کے اہل نہیں ہو سکتے کہ زبان کیا ہے، اور اس کا نشوونما کیونکر ہوئی تحریری لفظ جامد اور بے حقیقت ہیں جب تک کوئی ان میں اپنے دماغی عمل سے روح نہ پھونکے یہ مردہ رہیں گے۔

تحریر میں لفظ ایک ہی صورت اور ایک ہی حالت میں رہتا ہے لیکن بول چال میں لہجہ اور موقعہ کے لحاظ سے ایک لفظ کی کئی صورتیں ہو جاتی ہیں، مثلاً "ہے" کا لفظ ہے۔ یہ لکھنے میں ہمیشہ اسی حالت میں رہے گا، اور ایک ہی لفظ ہے لیکن لہجہ میں لہجہ اور موقعہ کی مناسبت سے دو لفظ ہیں جیسے ان دونوں جملوں میں "یہ کون شخص ہے؟" اس کی میز کے نیچے سے یہ بڑا سانپ نکلا۔"

اس لئے زندہ زبان کے قواعد نویس کو سب سے اول بول چال کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور اسی سے قاعدے بنانے چاہئیں قواعد میں اول درجہ آواز کا ہے اور اس کے بعد حروف کا۔ پہلے بول چال ہے اور بعد میں تحریر اس سوال کے لحاظ سے ہمیں قواعد بول چال کے کم سے کم جزو یعنی جملے سے شروع کرانی چاہئے۔ کیونکہ اسی سے ایک شخص دوسرے شخص کے دل کی بات سمجھتا ہے کوئی شخص کتنی ہی کم سے کم بات کرنی چاہے۔ تو بھی وہ جملے سے کم نہ ہوگی یعنی اتنی بات کہ جس سے دوسرا آدمی اس کا مطلب سمجھ جائے جملے سے الگ خالی لفظ کوئی خاص معنے نہیں رکھتا۔ اس کا صحیح مفہوم اسی وقت معلوم ہوگا، جب وہ کسی بات (یا جملے) میں آئے گا، ورنہ ایک لفظ کئی معنوں کے لئے آسکتا ہے، لیکن قواعد نویسوں نے آسانی کے خیال سے جملے کے

www.taemeernews.com



ٹکڑے کر دئے ہیں، پہلے ان سے بحث کرتے ہیں۔ بعد میں جملوں سے، اس کے انہوں نے تین حصے کئے ہیں:۔

پہلا حصہ:۔ سادہ آوازیں۔ اور ان کی تحریری نقل یا علامتیں جن کا نام ہجا ہے،

دوسرا حصہ:۔ ایک سے زیادہ ملی ہوئی آوازیں جن کی تحریری علامتیں الفاظ کہلاتی ہیں، ان کی تقسیم اور ایک دوسرے کے ساتھ آنے سے جو ان میں تغیر و تبدل پیدا ہوتا ہے یا ان میں کچھ اضافے سے جو نئی صورت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی الفاظ کی تقسیم گردان اور اشتقاق سے بحث ہوتی ہے، اس کا نام صرف ہے۔

تیسرا حصہ۔ بات چیت یا جملے میں لفظوں کا ایک دوسرے سے اور جملوں کا باہمی تعلق، اسے نحو کہتے ہیں۔

جس طرح ہر شے کا ظاہر اور باطن ہوتا ہے، اسی طرح الفاظ کا بھی ظاہر و باطن ہوتا ہے، ظاہر وہ ہے جس کا تعلق صرف سے ہے۔ یعنی اس میں صرف صورت کی تبدیلی وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے، اور لفظ کا باطن اس کا مفہوم اور معنی ہیں، اس کی بحث نحو میں ہوتی ہے۔ اس میں زیادہ تر بحث لفظ کے باطن یعنی اس کے معنی کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ د

www.taemeernews.com



# فصل اوّل

## ہجا

سادہ آوازوں کو تحریری علامات میں لانے کا نام حرف ہے۔

ہجا میں حرف کی آواز اور ان کی حرکات و سکنات سے بحث کی جاتی ہے، حرف کے مجموعہ کو ابجد کہتے ہیں۔

(ابجد کا لفظ ابتدائی حروف ا ب ج د سے بنا ہے)

چونکہ اردو زبان ہندی، فارسی اور عربی سے مل کر بنی ہے لہٰذا اس میں ان سب زبانوں کے حروف موجود ہیں۔

خاص عربی حرف یہ ہیں:۔

ث۔ ح۔ ذ۔ ص۔ ط۔ ظ۔ ع۔ ق

یہ حروف قدیم فارسی اور ہندی یا سنسکرت میں نہیں پائے جاتے لیکن ذ قدیم فارسی میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور اب بھی بعض فارسی الفاظ ذ سے لکھے جاتے ہیں۔

ٹ ڈ ڑ۔ خالص ہندی ہیں عربی فارسی میں نہیں آتے

ز، ف، خ غ کی آوازیں ہندی میں نہیں، عربی، فارسی لفظوں میں ہیں۔

www.taemeernews.com



ژ خاص فارسی حرف ہے، ہندی عربی میں نہیں آتا۔

اس کے علاوہ ان میں حرف (ٹ، ڈ، ڑ) کے چند اور حروف بھی ہیں جو خاص ہندی ہیں۔ اور عربی فارسی میں نہیں آتے، اب تک اردو میں یہ سادہ حرف نہیں سمجھے جاتے تھے بلکہ ان میں کا ہر حرف دو حرفوں کے میل سے ایک مرکب آواز خیال کی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدا میں ہم نے اپنی بول چال فارسی حروف میں لکھنی شروع کی، فارسی زبان میں یہ آوازیں نہیں اور نہ ان کے لئے حرف ہیں، ضرورت کے لئے ان آوازوں کو دو حرفوں کے ذریعہ ظاہر کرنا پڑا یوں تو یہ دو سادہ آوازیں ہیں۔ مگر مل کر ایک ہو گئی تھیں، وہ حرف یہ ہیں۔

بھ، پھ، چھ، جھ، دھ، ڈھ، ڑھ، کھ، گھ۔

ان کے علاوہ اردو میں۔ رھ، لھ، مھ، نھ کی آوازیں بھی ہیں، ہندی میں ان آوازوں کے لئے کوئی حروف نہیں۔ مثالیں ان کی یہ ہیں، تیرھواں، کولھو، تمھارا، ننھا۔ چونکہ ان حروف میں پہلی سادہ آواز (ہ) کی آواز کے ساتھ مل کر آتی ہے، اس لئے معمولی ہ سے امتیاز کرنے کے لئے دوچشمی ھ سے لکھتے ہیں، مثلاً کھا، اور کہا، دو علیحدہ لفظ ہیں، تلفظ میں بھی اور معنوں میں بھی لہذا ان میں فرق کرنا چاہئے، یہ امتیاز بہت ضروری ہے، اس حساب سے اردو زبان میں کل حروف تہجی پچاس ہوتے ہیں۔

یہ حرف جو ہر ملک کے ساتھ مخصوص کئے گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آوازیں آب و ہوا وغیرہ کے اثر سے اس ملک والوں کے گلوں سے بہ آسانی نکلتی ہیں، مگر دوسرے ممالک کے لوگ اسی وجہ سے ان کو ادا نہیں کر سکتے یا بہ دقت ادا کرتے ہیں، انسان کا گلا آلۂ موسیقی کے اصول پر بنا ہوتا ہے اور اسی طور پر اس میں تار بھی بندھے ہوتے ہیں، سانس کے جو

www.taemeernews.com



میں حلق سے زبان، تالو، ہونٹ، دانت اور خلا نے دہن کی مدد سے آواز میں مختلف قسم کی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اردو، فارسی، عربی، حروف پر اگر نظر ڈالی جائے تو وہ دیکھنے میں مختلف آوازوں کی علامتیں ہیں، لیکن یہاں حرفوں کے ناموں سے کوئی سادہ آواز پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ خاصے الفاظ ہیں۔ مثلاً الف، عین، جیم وغیرہ حروف نہیں۔ بلکہ پورے لفظ ہیں، ان سے سادہ آوازوں کا کچھ بھی خیال پیدا نہیں ہوتا، بلکہ ایک ایک حرف کئی کئی آوازوں سے مرکب ہے، اس کی وجہ بلا شبہ یہ ہے کہ اس زمانے کی یادگار ہیں جبکہ اس قسم کی تحریر ایجاد نہیں ہوئی تھی جو ہم آجکل استعمال کرتے ہیں بلکہ لوگ اپنے خیالات تصویریں بنا بنا کر ظاہر کرتے تھے اول اول تو جس شے کا بیان کرنا مقصود ہوتا تھا اس کی پوری تصویر بنا دیتے تھے، مثلاً گائے یا عورت کا بتانا مقصود ہے تو ان کی گائے یا عورت کی تصویر کھینچ دیتے تھے۔

دوسرے دور میں یہ اصلاح ہوئی کہ شے سے اس کا فعل ظاہر کرنے لگے آنکھ سے نظر یا ڈونا، تکوار سے مختار مراد لینے لگے۔

تیسرے دور میں یہ ہوا کہ شے سے اس کی ستار خصائص یا ظاہری علامت سے اصل شے مراد لی جانے لگی، مثلاً لومڑی کی تصویر سے مکاری یا تخت سے سلطنت مقصود ہوتی تھی۔

چوتھے دور میں ایک شے کے اظہار میں یہ ترکیب کرنے لگے کہ اس شے کے بولنے میں جو آوازیں پیدا ہوتی ہیں، ان میں سے ہر ایک سے جو مفہوم پیدا ہوتا اس کی ایک ایک تصویر بنا دیتے تھے۔ مثال کے لئے فرض کیجئے کہ تحریر میں کرنال ظاہر کرنا مقصود ہے تو ہاتھ کی تصویر بنائیں گے کیونکہ کر کے معنے ہاتھ کے ہیں، اس کے بعد نال کی۔

بعد ازاں یہ ہوا کہ یہ تصویریں مختلف اصوات کی قائم مقام ہو گئیں اور انہیں تصویروں کی یادگار یہ حرف ہیں جو اب بھی کسی قدر ان سے مشابہ ہیں۔ مثلاً الف کے معنی بیل کے سر کے ہیں، چونکہ اکی آواز اس لفظ کے آغاز میں تھی، تو اس آواز کے ظاہر کرنے کے لئے گائے کا سر بنا دیتے تھے، (عربی الف کی تحریر میں اب بھی اصل سے خفیف سی مشابہت باقی ہے) بعد ازاں خود یہ لفظ بجائے الف کی پہلی آواز کے تحریر میں ایک حرف قرار پایا یہی وجہ ہے کہ فارسی، عربی، عبرانی زبانوں کے حروف درحقیقت الفاظ ہیں یا ہر حرف کئی آوازوں کا مجموعہ ہے، اس میں دو اصلاحیں عمل میں آئیں، تصویر رفتہ رفتہ مختصر سی صورت میں رہ گئی، نام اس کا اگرچہ قریب قریب وہی رہا مگر وہ مختصر صورت اب نام کی بجائے نہیں بلکہ اس نام میں جو آواز پہلے نکلتی ہے اس کی بجائے ہے، مثلاً الف کو لیجئے گائے کا سر مختصر ہو کر (ا) رہ گئی ہے، اور الف کے بولنے میں جو سب سے پہلے سادہ آواز نکلتی ہے، اس کی جگہ استعمال ہوتی ہے۔

اسی طرح ب۔ درحقیقت بیت ہے، جس کی ابتدائی شکل ایک مستطیل مکان کی سی تھی، اور اس کے نیچے نقطہ ایک شخص تھا جو مکان کے دروازہ کے سامنے بیٹھا تھا، اب رفتہ رفتہ اس کی شکل ایک پڑی لکیر ہو گئی اور وہ آدمی نقطہ رہ گیا۔

ج جمل یعنی اونٹ ہے، اگر کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو اور اس کی نکیل زور سے کھینچے تو اس کے سر اور گردن کی شکل بعینہ ج کی سی ہو جائیگی

پ (فے) عبرانی میں منہ کے معنی میں ہے۔

د (عبرانی دالت) دروازہ

www.taemeernews.com



(۸) ۔ دریچہ

ع (عین) کے معنی آنکھ کے ہیں چنانچہ (ع) کا سرا بالکل آنکھ کے مشابہ ہے۔

ن (نون) مچھلی۔ مشابہت ظاہر ہے۔

ک ۔(کاف) (ہتھیلی) اگر ہتھیلی پھیلائی جائے تو انگلیاں انگوٹھے کے ساتھ مل کر بالکل (کاف) کی صورت بن جاتی تھی

م (میم) پانی کی لہر، صورت سے ظاہر ہے۔

س عبرانی میں دانت کو کہتے ہیں۔ (س) کا دندانہ بالکل دانت کے مشابہ ہے۔

و (واؤ) کے معنی آنکڑے کے ہیں جس کی صورت واؤ سے ملتی ہے۔

غرض اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے حروف در اصل الفاظ ہیں جو دو یا دو سے زائد آوازوں سے مرکب ہیں، اور ہر ایک بہ لحاظ اپنی اول سادہ آواز کے ایک علامت مقرر کر دیا گیا ہے مثلاً الف میں تین آوازیں ا۔ ل۔ ف کی ہیں، مگر اب اس کے بولنے میں جو آواز نکلتی ہے اس کی بجائے مقرر کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرے حروف کے متعلق قیاس کر لیا جائے۔

ابتدا میں اس سادہ آواز کے لئے اس بلے کی تصویر کھینچ دی جاتی تھی، مگر اب ایک چھوٹی سی علامت جو کسی قدر اصل کے مشابہ ہے بجائے اس آواز کے مستعمل ہے، اور نام ان کے قریب دہی ہیں جو اصل شمار کے تھے یہی وجہ ہے کہ ہمارے حروف تہجی بولنے میں درحقیقت الفاظ ہیں۔

اردو حروف (تہجی) ملا کر پچاس ہیں اور ان میں ہر قسم کی آواز کے ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اور اس خیال سے اردو ابجد کو دنیا کی بہت سی

زبانوں پر ایک طرح کا تفوق حاصل ہے۔ مگر دنیا کی کوئی ابجد کامل نہیں ہے۔ ایک نہ ایک نقص ضرور رہ جاتا ہے، یا تو کل سادہ آوازوں کے ادا کرنے کے لئے کافی حروف نہیں ہوتے یا ایک ہی آواز کے لئے کئی کئی حروف ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اردو زبان بھی اس سے خالی نہیں چنانچہ آخری نقص اردو زبان میں بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اردو کو علاوہ ہندی فارسی کے عربی سے بھی تعلق ہے، اس لئے کثرت سے اس کے الفاظ اس میں موجود ہیں اور اس کی وجہ سے لامحالہ اس کے تمام حروف بھی اردو ابجد میں آگئے، ورنہ عربی الفاظ کی صحت تحریر میں قائم نہ رہتی چنانچہ ز۔ ذ۔ ض۔ ظ۔ چار الگ حروف ہیں، جن کی آواز قریب قریب یکساں معلوم ہوتی ہے، اسی طرح س، ص، ث، اور ت، ط۔ اور ح، ہ کو عرب کا باشندہ یا وہ شخص جو تلفظ کی صحت کا خاص طور پر خیال رکھتا ہے، ان حروف کے تلفظ میں فرق کر سکے گا۔ ہر ایک کے لئے اس کا امتیاز دشوار ہے اور بول چال میں عام طور پر ان حروف کے تلفظ میں کچھ زیادہ فرق نہیں پایا جاتا۔

www.taemeernews.com



# اعراب (یا حرکات و سکنات)

سادہ آوازوں کو ہم بالکل مختلف ہونٹ اور زبان کی امداد سے ملا کر مرکب کر لیتے ہیں، اور اس طرح فراٹے سے بامعنی کلمے کہتے چلے جاتے ہیں جیسے کسی نے کل کو کوک دی، زبان اور لب کی ذرا سی جنبش سے آواز کی مختلف صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں، آواز کا پھیلنا، تند ہونا، چڑھنا، گھٹنا، گھومنا، گول ہو جانا سب اسی پر منحصر ہے۔ ان تمام آوازوں کو صفائی کے ساتھ تحریر میں لانا نہایت مشکل ہے اگرچہ بہت کوشش کی گئی لیکن اب تک پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ بعض زبانوں مثلاً سنسکرت، انگریزی وغیرہ میں سادہ آوازوں کے مرکب کرنے کیلئے جو جنبش لب و زبان کو ہوتی ہے اس کے لئے بعض حروف مناسب قرار دیئے ہیں، اور جہاں دو یا دو سے زیادہ حروف کا ملانا منظور ہوتا ہے۔ مثلاً ان میں سے ہر لحاظ آواز کے ایک نہ ایک حرف ضرور آتا ہے۔ اس لئے اس قسم کی زبانوں میں حروف کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک وہ حرف جو دوسرے حروف کو ملا کر آواز قائم کرنے کے لئے آتے ہیں، جنہیں عربی میں حروف علت کہتے ہیں، اور دوسرے جو بغیر ان حروف کے آپس میں مل کر آواز پیدا نہیں کر سکتے، وہ حروف صحیح کہلاتے ہیں۔

اردو میں مثل عربی کے حروف دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک محض علامت (یا اعراب) دوسرے اصلی حروف ا، و، ی اعرابی علامات بھی درحقیقت انہیں

www.taemeernews.com



حروف کی مختصر صورتیں ہیں۔ تفصیل یہ ہے:-

زبر (جسے عربی میں فتح کہتے ہیں) جس کے معنی کھلنے کے ہیں، (یعنی آواز کھل کر نکلتی ہے،) زبر کے معنی اوپر کے ہیں، چوں کہ یہ علامت حروف کے اوپر آتی ہے، اس لئے زبر کہتے ہیں، اس آواز کو لمبا کرنے سے الف کی آواز پیدا ہوتی ہے، یا یوں کہنا چاہئے کہ الف کی خفیف آواز زبر ہے، جیسے مر اور مار۔

زیر (جسے عربی میں کسرہ کہتے ہیں، جس کے معنی توڑنے کے ہیں، کیوں کہ اس کے آنے سے آواز میں ایک قسم کی شکن پیدا ہو جاتی ہے،) زیر کے معنی نیچے کے ہیں، کیونکہ یہ حرف کے نیچے لگایا جاتا ہے، اس کی آواز خفیف ی کی سی ہوتی ہے لیکن دوسرے حرف کے ساتھ آنے میں دو قسم کی آوازیں پیدا ہوتی ہیں، ایک زیادہ باریک اور طویل اور دوسری کسی قدر واضح اور کھلی ہوئی جیسے (بیر پھل کا نام) اور بیر (بہادر)، یہاں ی کی دو حالتیں ہیں۔ پہلی حالت میں یائے خفی (مجہول) ہے اور دوسری حالت میں دریائے جلی (معروف)، یائے معروف گول (ی) لکھی جاتی ہے، اور یائے مجہول لمبی پڑی ہوئی (ے) یائے مجہول اور یائے معروف جب کسی لفظ کے بیچ میں آتے ہیں، تو ان کی صورت ایک سی ہوتی ہے، اس لئے امتیاز کے لئے یائے معروف کے نیچے زیر دے دیتے ہیں اور یائے مجہول خالی رہتی ہے۔

---

[1] یائے مجہول اور واؤ مجہول کی آواز عربی میں نہیں آتی اس لئے عربوں نے اس کا نام مجہول (یعنی نامعلوم) یا عجمی رکھا ہے، لیکن اردو میں یہ آوازیں مجہول یا نامعلوم نہیں ہیں، اس لئے یہ نام موزوں نہیں معلوم ہوتے مگر اس قدر کثرت سے مستعمل اور مشہور ہیں، دوسرے نام اگر رکھے بھی جائیں تو ان کا رواج پانا مشکل ہے

پیش:[1] جسے عربی میں ضمہ کہتے ہیں، جس کے معنی ملانے کے ہیں، پیش کے معنی سامنے یا آگے کے ہیں، یہ حرف کے اوپر آتا ہے، اور خفیف واؤ کی آواز دیتا ہے۔ ی کی طرح واؤ کی بھی دو آوازیں ہیں، ایک ہلکی اور چھوٹی، اور دوسری مکمل اور بھری، ہلکی پہلی کو واؤ معروف اور دوسری کو مجہول کہتے ہیں جیسے دور، دور، واؤ معروف پر اشارہ پیش لکھتے ہیں، اور واؤ مجہول خالی ہوتا ہے۔

۱، و، ی حروف صحیح بھی ہوتے ہیں، الف جب لفظ کے شروع میں آتا ہے تو ہمیشہ حرف صحیح ہوتا ہے، واؤ جب لفظ کے شروع میں یا درمیان میں آئے اور متحرک ہو جیسے وعدہ ہو تو حرف صحیح ہوگا، ی کا بھی یہی حالت ہے جیسے یقین کے شروع میں یا بیر کے درمیان میں یعنی جب اعراب کا اور آواز کے خفیف سے بڑھانے یا گھٹانے کا کام دیتے ہیں، تو حروف علت ہوتے ہیں، ورنہ معمولی حروف کی طرح حروف صحیح۔

یوں زبر الف کے ساتھ زیر ی کے ساتھ اور واؤ پیش کے ساتھ آتی ہے، اور بہ لحاظ آواز کے ان کا جوڑ بھی ہے لیکن بعض اوقات ایسا نہیں ہوتا بلکہ مختلف حرکتیں جمع ہو جاتی ہیں، مثلاً زبر اور واؤ ایک جگہ آجاتے ہیں جیسے قوم میں ایسی حالت میں یہ مختلف حرکتیں ایک ہی آواز دیتی ہیں۔

---

[1] مولوی نظام الدین حسن صاحب بی اے، ایل، ایل، بی مرحوم اس علامت (د) کو لفظ ضمہ کا مخفف بتاتے ہیں، اس طور پر کہ م ہ دونوں حذف کر دیئے ہیں، میرے خیال میں یہ (د) ہے، چوں کہ پیش واؤ کی مختصر آواز کے لئے آتا ہے، اس لئے یہ صورت قرار دی گئی۔

www.taemeernews.com



ایسے واؤ پر ^ یہ علامت لکھی جاتی ہے یہی حالت ی کی بھی ہے جیسے خیر میں ایسی واؤ یا ئے کو ماقبل فتح کہتے ہیں۔ یعنی ی یا واؤ جس کے پہلے زبر ہے یا ماقبل فتح جب آخر میں آئے تو آدھی لکھی جاتی ہے جیسے شے قے۔

جب کوئی حرف مکرر آواز دیتا ہے تو بجائے دوبارہ لکھنے کے صرف ایک ہی بار لکھتے ہیں، مثلاً مدّت کو آواز کے لحاظ سے بجائے مددت لکھنے کے اس پر تشدید لکھ دیتے ہیں۔ اور اس سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ جس حرف پر تشدید ہوتی ہے اس پر علاوہ تشدید کے زبر، زیر، پیش میں کوئی علامت ضرور ہوتی ہے، تاکہ پڑھنے میں زبان سے وہی آواز نکال جائے لیکن جب تشدید ی یا واؤ پر ہوتی ہے تو لفظ کے پہلے جزو کی حرکت کو کھانا پڑتا ہے ورنہ تلفظ صحیح ادا نہیں ہوتا، مثلاً سیّد اگر معمولی طور پر دونوں جز (ی) کے ساتھ الگ الگ بولے جائیں (سے یِد) تو تلفظ صحیح نہ ہوگا، اسی طرح نوّاب وغیرہ الفاظ ہیں۔

جزم یا سکون (ْ) سکون کے معنی خاموشی کے ہیں جس پر یہ علامت ہوتی ہے پڑھتے ہیں، اسے کوئی حرکت نہیں دیتے جب کسی حرف پر کوئی زبر، زیر، پیش نہ ہو، تو ایسے حرف کو ساکن کہتے ہیں، اردو میں ہر لفظ کا آخری حرف ساکن ہوتا ہے۔

مد (~) الف جب کھینچ کر بولتے یا پڑھتے ہیں تو اس وقت اس پر یہ علامت لگا دیتے ہیں، جیسے آم اب ہے الف کو الف ممدودہ کہتے ہیں، مد کے معنی لمبا کرنے یا کھینچنے کے ہیں۔

ہمزہ (ء) اسے غلطی سے حروف میں شامل کر لیا گیا ہے یہ درحقیقت ی، اور واؤ کے ساتھ وہی کام دیتا ہے جو مد الف کے ساتھ، یعنی جہاں ی کی

www.taemeernews.com



آواز کھینچ کر نکالنی پڑے اور قریب وَدُّدی) کے ہ! جہاں واؤ کی آواز معمولی
سے بڑھ کر نکالی جائے۔ وہاں بطور علامت کے اسے لکھ دیتے ہیں یہ ہمیشہ ی
یا واؤ کے ساتھ آتا ہے جیسے کئی بتیں، کھاؤں، الف ممدودہ شروع میں
آتا ہے، اور بعض عربی الفاظ میں درمیان میں بھی) لیکن ہمزہ ہندی الفاظ
میں ی یا واؤ کے شروع میں آتا ہے، بعض جگہ یہ ی کا قائم مقام ہوتا ہے
جیسے پائیاں، کبھی عربی          تخفیف الف کی آواز دیتا ہے جیسے چیمنہ۔
ایک ی پر جو آخر میں آتی ہے، لکھنا درست نہیں جیسے رائی، رائے، جیسا
میں ی کی آواز کافی ہے، لیکن آئے، جائے، آئیے۔ جائیے میں ہمزہ کا لکھنا لازم
ہے کیونکہ اس قسم کے الفاظ میں بغیر ہ کے تحریر میں صحیح تلفظ ادا نہیں ہوتا
تنوین (ً ٍ ٌ) اس کے معنی نون کی آواز پیدا کرنے کے ہیں یہ صرف
عربی آواز کے آخر میں آتی ہے، جب یہ علامت کسی حرف پر ہوتی ہے تو
اس کے آخر میں نون کی آواز نکلتی ہے، جیسے فوراً، اتفاقاً۔ نسلاً بعد نسلٍ
جب نون کے ساتھ زبر کی آواز نکالنی مقصود ہوتی ہے تو دو زبر لکھتے
ہیں اور زیر کی آواز کے لئے دو زیر اور پیش کے لئے دو پیش اردو میں
زیادہ تر زبر ہی کی تنوین آتی ہے۔
زبر کی تنوین میں لفظ کے آخر میں الف بڑھا کر تنوین لگاتے ہیں
جیسے اتفاقاً، دفعتاً۔
اگر لفظ کے آخر میں پہلے سے الف ہو تو اس کے بعد ء بڑھا کر تنوین
لگاتے ہیں۔
جیسے ابتداءً
نوٹ:۔ ان علامات کو اعراب اس لئے کہتے ہیں کہ اہل عرب کی ایجاد

www.taemeernews.com



سمجھے جاتے ہیں، اعراب سے یہ مطلب ہے کہ کسی پر ان میں سے کسی علامت کا لگانا انہیں حرکات بھی کہتے ہیں کیونکہ ان علامات سے آواز میں حرکت پیدا ہوتی ہے، چونکہ جزم سے سکون پیدا ہوتا ہے اس لئے پورا نام حرکات و سکنات ہے اعراب کا لفظ مختصر ہونے کی وجہ سے زیادہ مناسب ہے جس حرف پر کوئی حرکت ہوتی ہے، اسے متحرک کہتے ہیں ۔

۱ - فارسی میں چند لفظ ایسے ہیں کہ ان میں واؤ ساکت ہوتی ہے یعنی تلفظ میں ظاہر نہیں کی جاتی، اسے واؤ معدولہ کہتے ہیں، مگر یہ واؤ ہمیشہ خ کے بعد آتی ہے، ایسے لفظ بہت کم ہیں، اور وہ یہ ہیں، خود خویش خوب، خوش، خود خوردن (اور اس سے جو لفظ بنے ہیں) خواندن (اور اس سے جو لفظ بنے ہیں) ملکی خواب، خواہش، خواستن (اور اس سے جو لفظ نکلتے ہیں) خواہر خواجہ خوارزم (نام ملک) میں واؤ کی نصف آواز ظاہر ہوتی ہے، اس قسم کی واؤ کے بعد الف آتا ہے انگریزی بعض بعض لفظ ایسے ہیں جن میں نہ پورا واؤ کا تلفظ ادا ہوتا ہے نہ پیش کا، ان کی حالت بہت کچھ ان کے مشابہ ہوتی ہے بہذا ان کے صحیح تلفظ کے لئے اسی قسم کی واؤ کا استعمال مناسب ہوگا، اس قسم کی واؤ کے نیچے ایک چھوٹا سا خط کھینچ دیا جاتا ہے، تاکہ امتیاز ہو سکے ۔

۲ - اردو میں بعض الفاظ ایسے ہیں جہاں واؤ بجائے پیش کے استعمال کی جاتی تھی، لیکن اب وہ متروک ہوتی جاتی ہے، مثلاً اوس (بجائے اس) پہونچنا (بجائے پہنچنا) پورانا (بجائے پرانا) چھورانا (بجائے چھرانا) لکھتے تھے، اور اب بھی بعض لوگ لکھ جاتے ہیں ۔

۳ - (ن) کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک تو جب اس کی آواز پوری ادا ہو

www.taemeernews.com



جیسے ہاں گماں دھیان میں، دوسرے جب پورے طور پر ادا نہ ہو بلکہ کسی قدر ناک میں گنگنی سی آواز نکلے۔ ایسی حالت میں اسے نون غنہ کہتے ہیں جیسے سماں کنواں، سانپ، اینٹ، ہنسنا وغیرہ میں نون غنہ جب آخر میں آتا ہے اس میں نقطہ نہیں دیتے، لیکن جب بیچ میں آتا ہے تو اس پہ الٹا جزم لگانا چاہئے۔ (ں)

۴۔ نون غنہ کا استعمال زبان میں عام طور پہ ہے، اور یہ اکثر حروف کے ساتھ آملے ہے، جب بیچ میں آتا ہے تو اپنے پہلے حرف سے ملا کر ایک آواز پیدا کرتا ہے کہ، بھد، پھر، وغیرہ کی طرح ایک آواز معلوم ہوتی ہے، جیسے ہنسنا، کنورو وغیرہ

۵۔ بعض الفاظ میں ی بھی اپنے پہلے حرف کے ساتھ اس طرح مل کر پڑھی جاتی ہے کہ وہ دونوں ایک آواز معلوم ہوتے ہیں، جیسے کیا، کیاری، بیاری دھیان، چیونٹی، گیارہ، اس کا نام ہم نے یائے معدودہ رکھا ہے امتیاز کے لئے ایسی ی کے اوپر یہ (ٰ) نشان لگا دیتے ہیں۔

(۶) الف ممدودہ تو وہ ہے جس کی آواز کھینچ کر نکالی جاتی ہے، جیسے آم میں۔ الف مقصورہ وہ ہے جس کی آواز سادی ہوتی ہے، اور کھینچنا نہیں پڑتا جیسے (اب) میں، بعض عربی الفاظ ایسے ہیں کہ ان میں الف ی کی صورت میں لکھا جاتا ہے، جیسے حقیقی اور دعوٰی میں۔

۷۔ بعض فارسی حروف کے آخر میں ہ لگی ہوتی ہے، یہ اصل لفظ کا جزو نہیں ہوتی، بلکہ زائد ہوتی ہے اس کا تلفظ زبر کا سا ہوتا ہے، گویا یہ اعراب کا کام دیتی ہے، جیسے ہفتہ، روزہ ایسی ہ کو ہائے مخفی کہتے ہیں۔

www.taemeernews.com



۸۔ عربی زبان کے ایسے لفظ جن میں دوسرا حرف ح ساکن ہو اور اس کے پہلے حرف پر زبر ہو تو اردو بول چال میں زبر نہیں بولا جاتا، بلکہ اس کی آواز زبر اور زیر کے مابین ہوتی ہے جیسے احمد، محبوب، محمد اور محشر وغیرہ میں۔

۹۔ عربی میں امتیاز و خصوصیت کے لئے اسماء پر (ال) لگا دیتے ہیں بعض حروف ایسے ہیں کہ اگر ان کے پہلے ال آتا ہے تو تلفظ میں ...... ظاہر نہیں کیا جاتا اور لفظ کا اول مشدد پڑھا جاتا ہے، جن حروف کے شروع میں ال نہیں پڑھا جاتا، انہیں حرف شمسی کہتے ہیں، یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب شمس کے پہلے ال لگایا جاتا ہے تو لام کی آواز تلفظ میں ظاہر نہیں کی جاتی، الشمس۔ جن حروف میں ل کی آواز تلفظ میں ظاہر کی جاتی ہے، انہیں حروف قمری کہتے ہیں، کیونکہ قمر پہ جب ال لگائیں گے تو ل کی آواز ظاہر کی جائے گی۔ (القمر) اس کا استعمال صرف عربی الفاظ کے ساتھ عربی قواعد کی رو سے ہوتا ہے چونکہ اردو میں ایسے الفاظ اکثر آتے ہیں لہٰذا اس کی تشریح یہاں کر دی جاتی ہے۔

# حروف قمری

(جیسے الامان، ا۔ باش الاول۔ ب۔ فیح البیان، ج۔ عبد الجلیل، ح۔ عبد الحی، خ۔ مراۃ الخیال۔ ع۔ نور العین۔ غ۔ اسد اللہ الغالب۔ ف۔ سریع الفہم، ق۔ صادق القول، ک۔ بالکل، ل۔ اللوام۔ م۔ بیت المال، کتاب المواعظ، و۔ ابو الوسن، ی۔ الیوم۔

www.taemeernews.com



# حروف شمسی

ذ۔ مظفر الدین۔ یوم الدین ذ صاحب الذکر۔ ر ہارون الرشید،
ز۔ خلیفۃ الزمان، س۔ ظل السلطان۔ ش۔ الشمش، ص العبر
ض۔ الضالین۔ ط جبل الطارق، ظ۔ الظاہر۔ ن۔ نور النور ین
النوم۔

۱۰۔ حروف سے جب الفاظ بنائے جاتے ہیں تو حروف کی تین صورتیں ہوتی ہیں، ایک شروع میں، دوسری بیچ میں۔ تیسری آخر میں۔ بعض حروف کی تین سے بھی زیادہ صورتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً میم لفظ کے شروع میں جیسے مور بیچ میں دو حالتیں جیسے محمد، قمر، آخر میں جیسے میم میں۔ بعض حروف شروع میں مل کر نہیں آتے یہ حروف ا۔ د۔ ذ۔ ر۔ ز۔ و ہیں۔ جب کسی لفظ میں ان حروف کے بعد کوئی دوسرا حرف لکھا ہو تو الگ پڑھنا پڑے گا، جیسے سورج ایال، نذر، وغیرہ۔ جب ان حرفوں میں سے چند حروف مل کر لفظ بنتے ہیں تو سب الگ الگ لکھے جائیں گے جیسے۔ درد، دود وغیرہ

۱۱۔ اردو تحریر میں (مثل عربی فارسی کے) یہ عجیب بات ہے کہ الفاظ میں

www.taemeernews.com



حروف پورے نہیں لکھے جاتے بلکہ ہر حرف کے لئے صرف چھوٹا سا نشان بنا دیتے ہیں۔ اس طور پر الفاظ نہایت مختصر ہو جاتے ہیں، بخلاف دوسری دیگر زبانوں کے لکھنے میں بہت طول ہو جاتا ہے، اور وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے۔ یہ طرز تحریر بہ نہایت شائستہ اور مہذب ہے۔ مختصر نویسی جس کا رواج یورپ میں اب تھوڑے زمانے سے ہوا ہے وہ ہمارے یہاں صدہا سال سے موجود ہے، ایک مشتاق لکھنے والا مقرر کی تقریر کو بخوبی قلم بند کر سکتا ہے، یہ خوبی درحقیقت لائق قدر اور دوسری زبانوں کے لئے قابل رشک ہے۔

www.taemeernews.com



# فصل دوم

## صرف

صرف میں الفاظ سے بحث ہوتی ہے۔ الفاظ گفتگو میں آتے ہیں، اور اس کی نقل لکھنے میں کی جاتی ہے۔ لفظ جملے کا کم از کم جزو ہوتا ہے، ہر لفظ کے کچھ نہ کچھ معنی ہوتے ہیں، جس کے اصل اور صحیح معنی بول چال یا جملے میں آنے سے معلوم ہوتے ہیں۔ بعض لفظ بے معنی یا مہمل بھی ہوتے ہیں، لیکن ان کا تعلق قواعد سے نہیں ہے، قواعد میں صرف بامعنی الفاظ سے بحث کی جاتی ہے۔ لفظ کی حیثیتیں اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں، کہیں اس کی حالت اور صورت کچھ ہوتی ہے اور کہیں کچھ، ہم بول چال یا لکھنے میں لفظ استعمال کرتے ہیں تو وہ ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور بتاتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ وہ کیا کیا ہمیں بتاتے ہیں اور ان کی کیا صورت اور حالت ہے اور اس لحاظ سے کہ ہمیں کیا کیا بتاتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں،

اول مستقل جو اپنی ذات سے پورے معنی رکھتے ہوں۔

دوم غیر مستقل جو اپنی ذات سے پورے معنی نہ رکھتے ہوں، جب تک وہ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ مل کر نہ آئیں۔ مستقل الفاظ کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) اسم وہ لفظ ہے جو کسی جاندار شے یا کیفیت کا نام ہو۔

(۲) صفت وہ لفظ ہے جس سے کسی اسم کی کیفیت یا حالت معلوم ہو

www.taemeernews.com



(۳) ضمیر وہ لفظ ہے جو بجائے اسم کے استعمال ہوتا ہے،
(۴) فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جاتا ہے۔
(۵) تمیز جو فعل یا صفت یا دوسری تمیز کے معنی میں کمی یا بیشی پیدا کرے
یا اس کی کیفیت یا حالت بتائے،
غیر مستقل الفاظ کو حروف کہتے ہیں، جن کی چار قسمیں ہیں (۱) ربط
(۲) عطف (۳) تخصیص (۴) فجائیہ ۔:

www.taemeernews.com



# ۱۔ اسم

اسم وہ لفظ ہے جو کسی کا نام ہو،
اسم کی دو قسمیں ہیں۔
(۱) خاص (۲) عام

خاص۔ کسی خاص شخص یا شے یا مقام کا نام ہے، مثلاً علاؤ الدین کلکتہ گنگا۔

عام وہ اسم ہے جو ایک قسم کے تمام افراد کے لئے فرداً فرداً استعمال ہو سکے جیسے آدمی، گھوڑا، درخت، کتاب،

## اسم خاص

اشخاص کے اسم خاص بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں، مثلاً۔

(۱) خطاب، نام جو بادشاہ یا سرکار دربار سے اعزازی طور پر ملتا ہے، جیسے اقبال الدولہ، عماد الملک۔

(۲) لقب ایک وصفی نام جو کسی خصوصیت یا وصف کی وجہ سے پڑ گیا ہو جیسے مرزا نوشہ لقب ہے اسد اللہ خاں غالب کا، یا کلیم اللہ لقب ہے حضرت موسیٰ کا۔

(۳) عرف وہ نام ہے جو محبت یا حقارت کی وجہ سے پڑ جائے یا اصل نام کا اختصار لوگوں کی زبان زد ہو جاتا ہے، جیسے پھنو، کلو، مجرد۔

www.taemeernews.com



اچھے میاں۔

(۴) تخلص ایک مختصر نام جو شاعر نظم میں بجائے اصلی نام کے داخل کر دیتے ہیں، مثلاً غالبؔ تخلص ہے مرزا اسد اللہ خاں کا۔ حالیؔ تخلص ہے، مولانا الطاف حسین کا۔

اس کے علاوہ ممالک، دریاؤں اور پہاڑوں کے دیگر جغرافیائی اسماء اور علوم و فنون و امراض وغیرہ کے نام سب اسم خاص ہوں گے۔

بعض اوقات اسم خاص اسم کی صفت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے رستم۔ حاتم وغیرہ۔ مثلاً یوں کہیں کہ وہ شخص اپنے وقت کا حاتم ہے، یا وہ رستم ہند ہے، یا فلاں شخص قیس یا فرہاد ہے، یا وہ سعدی یا کالی داس ہے۔ ایسے موقعوں پر رستم سے بڑا پہلوان، حاتم سے بڑا سخی، قیس و فرہاد سے بڑے عاشق، سعدی اور کالی داس سے بڑے شاعر مراد ہیں،

اردو میں اسم عام کی تین قسمیں ہیں،

(۱) عام نام (۲) اسم کیفیت (۳) اسم جمع۔

## اسم کیفیت

وہ ہے جس سے کسی شے یا شخص کی کوئی حالت یا کیفیت معلوم ہوتی ہو جیسے سختی، روشنی، صحت، جلن۔

اسمائے کیفیت دو چیزیں ظاہر کرتے ہیں۔

اول حالت جیسے صحت، نیند، رفتار، سچ، جھوٹ۔

دوم وصفی کیفیت، مثلاً درد، خوشی، مطالعہ۔

اسمائے کیفیت کیوں کر بنتے ہیں۔

www.taemeernews.com



(۱) بعض فعل سے بنتے ہیں، مثلاً، چال چلن، گھبراہٹ، لین دین۔

(۲) بعض صفت سے بنتے ہیں، مثلاً نرمی، خوشی، کھٹائی، دیوانہ پن۔

(۳) بعض اسم سے جیسے دوست سے دوستی، لڑکے سے لڑکپن۔

(۴) اکثر عربی، ہندی، فارسی کے الفاظ اسمائے کیفیت کا کام دیتے ہیں، جیسے صحت، حسن، حرکت، بل، کوشش، جوش۔

(۵) ایک لفظ کی تکرار، یا دو لفظوں کے ملنے سے جیسے، بک بک، چھان بین، جان پہچان، خوشبو۔

# اسم جمع

بعض اسم ایسے ہوتے ہیں کہ صورت میں تو واحد معلوم ہوتے ہیں لیکن درحقیقت کئی اسموں کا مجموعہ ہوتے ہیں، جیسے فوج، انجمن، قطار، جھنڈ اس قسم کے اسم کو جمع کہتے ہیں۔

www.taemeernews.com



# لوازم اسم

ہر اسم میں خواہ وہ کسی قسم کا ہو، چند خصوصیات کا پایا جانا لازم ہے مثلاً وہ واحد ہوگا یا جمع مذکر ہوگا، یا مونث۔ وہ خود کسی کام کا کرنے والا ہوگا، یا دوسرے کے کام کا اثر اس پر ہوگا چونکہ یہ باتیں ہر اسم میں لازمی طور سے پائی جاتی ہیں، ہم نے اس لئے ان کا نام لوازم اسم رکھا ہے۔ یہ تین ہیں،

(۱) جنس (۲) تعداد (۳) حالت۔

## (۱) جنس

جنس سے مراد اسماء کی تذکیر و تانیث سے ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں، ایک حقیقی دوسری غیر حقیقی (یا مصنوعی)

حقیقی دنیا میں جنس کی صرف دو ہی قسمیں ہیں، یعنی نر (مذکر) مادہ (مونث) یہ تقسیم جانداروں کے لحاظ سے کی گئی ہے، اور ان میں تذکیر و تانیث کی تمیز کچھ مشکل نہیں رہے جان چیزوں میں تذکیر و تانیث کوئی چیز نہیں ان میں نر اور مادہ میں سے کسی کا اطلاق نہیں ہو سکتا، یہ تو حقیقی دنیا کا حال ہے، لیکن زبان کی دنیا اس سے الگ ہے۔ کسی میں جنس کی تین قسمیں ہیں کسی میں دو اور بعض ایسی خوش قسمت ہیں کہ ان میں سرے سے یہ جھگڑا ہی نہیں —

www.taemeernews.com



یعنی مذکر مونث اور تیسری قسم بے جان اشیاء کی ساری زبانوں میں صرف دو ہیں مذکر اور مونث۔ جاندار دں میں قدرتی طور پر نر اور مادہ کا امتیاز ہے، اس قسم کو حقیقی کہا گیا ہے لیکن جن زبانوں میں تیسری قسم نہیں ہے وہاں تمام بے جان اشیاء حتیٰ کہ خیالات کے ساتھ بھی تذکیر و تانیث کا طرہ لگا ہوا ہے چونکہ قدرت کے خلاف ہے اسلئے اس کا نام غیر حقیقی یا مصنوعی رکھا گیا ہے اردو تذکیر و تانیث کے لحاظ سے دوسری قسم میں ہے۔

سنسکرت میں جنس کی تینوں صورتیں ہیں، یعنی مذکر اور مونث اور تیسری وہ صورت جو کہ نہ مذکر ہے نہ مونث اسی طرح پراکرت[1] میں بھی تینوں صورتیں پائی جاتی ہیں، لیکن جدید زبانوں میں جو زیادہ تر پراکرت سے پیدا ہوئی ہیں صرف گجراتی اور مرہٹی ایسی زبانیں ہیں جن میں جنس کی تین صورتیں ہیں سندھی پنجابی، ہندی، اور اردو میں صرف دو ہیں یعنی مذکر اور مونث بنگالی اور طرح کی عام بول چال میں جنس کا کوئی لحاظ نہیں ہے، سوائے ان الفاظ کے جو کہ ٹھیٹ سنسکرت کے داخل کر لئے گئے ہیں، اور جن کی جنس وہی باقی ہے۔ جو سنسکرت میں تھی۔ لیکن ان تینوں زبانوں یعنی سندھی، پنجابی، ہندی یا اردو میں سندھی ایسی زبان ہے جس کے تمام اسماء کا جو آخر حرف علت ہوتا ہے اور اسلئے جنس کی تمیز آسان ہے، لیکن باقی تین زبانوں میں یہ امتیاز بھی آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

لیکن ان سب زبانوں میں بڑی بھاری بھرکم، قوی اور عظیم الشان اشیاء مذکر ہیں اور چھوٹی، کم زور اور ہلکی پھلکی چیزیں مونث یہاں تک کہ جب اصل لفظ مذکر ہے اور اس کی چھوٹی کمزور یا ہلکی صورت بیان کرنی مقصود ہوتی ہے

---

[1] سنسکرت ہندوستان کی قدیم علمی زبان تھی، اور پراکرت عوام کی بول چال۔

www.taemeernews.com



تو اسے مونث بنا لیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح جب اصل لفظ مونث ہے اور اسے بڑی، بھاری بھرکم صورت میں لانا مقصود ہوتا ہے تو اسے مذکر بنا لیتے ہیں، مثلاً سنسکرت میں اصل لفظ "رشم" تھا اس سے ہندی رسّا بنا، یہ دونوں مذکر ہیں، اس کی چھوٹی اور کمزور صورت رسّی ہے، سنسکرت گو ڈ تھا ہندی میں گول یا گو بنا، یہ دونوں مذکر ہیں، اس کی چھوٹی اور کمزور صورت گولی بنائی گئی ہے جو مونث ہے، اسی طرح پگ سے پگڑی بنی جو مونث ہے، اس سے پگڑ بنا جو مذکر ہے، اور بڑی پگڑی کے معنوں میں آتا ہے۔

یہ آخری ی (معروف) عام طور پر تانیث کی علامت ہے اور آخری الف علامت تذکیر، یہاں تک کہ بنگالی اور اڑیا میں جہاں تک تذکیر و تانیث کا چنداں لحاظ نہیں ہے، تصغیر و تکبیر کا امتیاز انہیں علامتوں سے کیا جاتا ہے اگرچہ یہ ایک عام قاعدہ ہے، لیکن زبان میں ایسے الفاظ بہت کم ہیں، جن کے آخر میں ی معروف یا الف ہو، ایسی صورت میں صرف اہل زبان کی تقلید کرنی پڑتی ہے۔ اردو زبان میں تذکیر و تانیث کا معاملہ بہت ٹیڑھا ہے، اور ایسے قواعد کا وضع کرنا جو سب صورتوں پر حاوی ہوں بہت مشکل ہے، اس میں شک نہیں کہ بے جان اشیاء کی جو تذکیر و تانیث قرار دی گئی ہے، اور اس میں ضرور کسی خیال یا اصول کی پابندی کی گئی ہے، لیکن ہر لفظ کی اصل کا پتہ لگانا اور جن اسباب نے اس کی تذکیر و تانیث قرار دینے میں اثر ڈالا ہے، اس پر غور کرنا آسان کام نہیں ہے، ایسی صورت میں ہم صرف اسی قدر کر سکتے ہیں کہ تذکیر و تانیث کے امتیاز کے مختلف قواعد کسی قدر تفصیل سے لکھ دیں تاکہ ان کی شناخت میں کچھ سہولت ہو، زیادہ تر دقت اسی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے کہ ہندی کے الفاظ سنسکرت اور پراکرت سے آئے ہیں لیکن ان میں بہت کچھ

www.taemeernews.com



تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ خصوصاً لفظ کا آخری حرف یا تو گر گیا ہے یا بدل گیا ہے۔ حالانکہ تذکیر و تانیث کا دارو مدار اسی پر ہے۔

## جانداروں کی تذکیر و تانیث

اردو، اور دوسری ہندی زبانوں میں جان دار اور بے جان سب ہی میں تذکیر و تانیث کا لحاظ ہوتا ہے، البتہ جانداروں میں یہ آسانی ہے کہ ان کی تذکیر و تانیث کا امتیاز آسان ہے۔ بے جان اشیاء میں چونکہ کوئی بھی علامت تذکیر و تانیث کی نہیں ہوتی، اس لئے دشواری ہوتی ہے اگرچہ جانداروں کے لئے بظاہر کسی قاعدے کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی، کیونکہ ان کی تذکیر و تانیث قدرتی اور حقیقی ہے، لیکن قواعد میں الفاظ سے بحث ہوتی ہے، علاوہ اس کے جانداروں کی تذکیر و تانیث بھی قطعی قاعدوں کے تحت میں نہیں آتی۔ ان میں بھی مستثنیات ہیں اور دوسرے مذکر الفاظ جن سے مونث بنائے گئے ہیں، وہ بھی زیادہ تر سماعی ہیں، جن میں غلطی کا احتمال ہو سکتا ہے اس لئے ان کے متعلق بھی قاعدوں کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے،

۱۔ جن ہندی الفاظ کے آخر میں الف ہوگا۔ وہ مذکر ہوں گے، جیسے گھوڑا، لڑکا،

اس میں فارسی عربی کے وہ لفظ بھی آجاتے ہیں جن کے آخر میں،

(ا) یا (ہ) ہوتی ہے، جیسے بندہ خدا، خواجہ، سقاء

لیکن عربی کے بہت سے ایسے لفظ ہیں جن کے آخر میں (ہ) تانیث کی ہوتی ہے، اردو میں مستعمل ہیں، جیسے والدہ، ملکہ، سلطانہ۔

نیز ہندی کے وہ لفظ جن کے آخر میں (یا) تانیث کی علامت ہوتی

www.taemeernews.com



ہے۔ اس قاعدے سے مستثنٰی ہیں جیسے بڑھیا، چڑیا، بندریا۔

۲۔ جن ہندی الفاظ کے آخر میں یائے معروف ہوتی ہے وہ مونث ہوتے ہیں۔ جیسے گھوڑی۔ لڑکی۔

لیکن ایسے پیشہ وروں کے نام جن کے آخر میں (ی) معروف ہوتی ہے۔ اس سے مستثنٰی ہیں۔ جیسے مالی، موچی، دھوبی۔ گھوسی، تیلی، پجاری، تنبولی۔

یا وہ الفاظ جن کے آخر میں یائے نسبتی ہوتی ہے۔ جیسے پنجابی، بنگالی پہاڑی۔

اسی طرح بعض عربی کے الفاظ جیسے قاضی، منشی وغیرہ یہ سب اس قاعدے کے تحت میں نہیں آتے۔

۳۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ مذکر کے آخری ا یا ہ، کوی معروف سے بدل دینے سے مونث بن جاتا ہے، یا جہاں پیشہ وروں کے نام کے آخر میں ی (معروف) ہوتی ہے، اگر اسے (ن) سے بدل دیا جائے تو وہ مونث ہو جاتا ہے، لیکن جہاں آخر میں الف یا ی نہ ہو تو وہاں مشکل پڑتی ہے، اس لئے جس جس طرح سے زبان میں مذکر سے مونث بنے ہیں خواہ آخری حرف کے بدلنے سے یا کسی لفظ کے بڑھانے سے ان میں سے اکثر کو آگے الگ الگ لکھ دیا گیا ہے۔ تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

۴۔ ان میں تذکیر و تانیث کی دو صورتیں ہیں:- اول مذکر اور مونث کے الگ الگ الفاظ ہیں، ایک کو دوسرے سے بظاہر کچھ تعلق نہیں جیسے بیل مذکر گائے مونث۔ دوم آخر علامت کے بدلنے یا آخر میں کسی حرف یا حروف کے اضافے سے مونث بنایا جاتا ہے۔ ان کی مثالیں نیچے لکھی جاتی ہیں۔

www.taemeernews.com



ا۔ ہر دو مختلف

| مذکر | مونث | مذکر | مونث |
| --- | --- | --- | --- |
| باپ | ماں | غلام | باندی |
| میاں | بی بی | نواب | بیگم |
| بیل | گائے | خصم یا خاوند | جورو |

## ۲۔ مختلف علامات کے ساتھ

(۱) مذکر کے آخر کا الف یا ہ مونث میں ی (معروف) سے بدل دی جاتی ہے جیسے:-

| | | | |
| --- | --- | --- | --- |
| لڑکا | لڑکی | کانا | کانی |
| بیٹا | بیٹی | اندھا | اندھی |
| بچھڑا | بچھڑی | گھوڑا | گھوڑی |
| بکرا | بکری | شاہزادہ | شاہزادی |
| بندہ | بندی (باندی)[1] | چیونٹا | چیونٹی |
| مرغا | مرغی | بھانجا | بھانجی |
| بھتیجا | بھتیجی | چچا | چچی |
| پھوپھا | پھوپھی | لنگڑا | لنگڑی |
| لولا | لولی | بہرا | بہری |

---

[1] باندی کا لفظ صرف غلام عورت کے معنوں میں آتا ہے اور (بندی) کا لفظ عورتیں بجائے ضمیر متکلم واحد کے بولتی ہیں۔ جیسے مرد بندہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

www.taemeernews.com

(ب) آخر میں یائے معروف کے بڑھانے سے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| برہمن | برہمنی | ہرن | ہرنی |
| پٹھان | پٹھانی | کبوتر | کبوتری |
| تیتر | تیتری | لوہار | لوہاری |
| چمار | چماری | سنار | سناری |
| ماموں | ممانی | | |

(ج) مذکر کے آخر حرف کو (ن) سے بدل دینے سے یا آخری حرف کے آگے (ن) بڑھانے سے جیسے :۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| مراسی | مراسن | نائی | نائن |
| کنجڑا | کنجڑن | جوگی | جوگن |
| بھنگی | بھنگن | گوالا | گوالن |
| فرنگی | فرنگن | پارسی | پارسن |
| بھائی | بہن | گھوسی | گھوسن |
| حاجی | حجن | سپولیا | سپولن |
| دولہا | دولہن | چودھری | چودھرن |
| گارود | گارودن | ناگ | ناگن۔ |

(د) آخر حرف کو حذف کر کے یا بلا حذف (نی) یا (انی) کے اضافے سے

| | | | |
|---|---|---|---|
| شیر | شیرنی | ملا | ملانی |

---

حاشیہ حیدرآباد دکن میں مستعمل ہے۔ یعنی وہ عورتیں جو مجلسوں میں مردہ پیاریوں کو کام دیتی ہیں۔ یعنی خدا قسیاں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| بنیا | بنینی | استاد | استانی[1] |
| اونٹ | اونٹنی | ہاتھی | ہتنی[2] |
| رائے (راجہ) | رانی | فقیر | فقیرنی |
| ڈوم | ڈومنی | جیٹھ | جٹھانی |
| ڈاکٹر | ڈاکٹرنی | مغل | مغلانی |
| بھوت | بھتنی | دیور | دیورانی |
| جن | جناتنی[3] | مہتر | مہترانی |
| پنڈت | پنڈتانی | شاعر | شاعرنی[4] |
| سور | سورنی | سید | سیدانی |

ٹڈے سے ٹڈانی مونث آتا ہے، لیکن حقارت کے موقع پر بولتے ہیں۔

(۷) بعض اوقات آخر حرف میں کچھ تبدیلی کے بعد یا بغیر تبدیلی کے (یا) اضافہ کرنے سے مونث بنتا ہے، جیسے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| کتا | کتیا | بندر | بندریا |
| چوہا | چوہیا | گدھا | گدھیا |

---

[1] مذکر کی دال حذف کر دی گئی۔

[2] ہاتھی کا الف اور ی، دونوں حذف ہو گئے ہیں، یہ لفظ ہاتھ سے نکلا ہے سونڈ بجائے ہاتھ کے لی گئی ہے۔

[3] یہاں مونث واحد مذکر سے نہیں بلکہ جمع مذکر سے بنا ہے۔

[4] جان صاحب کا شعر ہے ؎

چھوڑ دو شاعرنی ہوں کہ بگڑے میری کوئی زباں
لاکھ مرزا کو سناؤں، سنا ڈالیں گرکو

یہ استعمال مزاقاً کیا گیا ہے۔

www.taemeernews.com



چڑا      چڑیا

۵۔ بعض غیر زبانوں کے مذکر و مونث بعینہ اردو میں مستعمل ہیں مثلاً بیگ مذکر، بیگم مونث، خان سے خانم (ترکی) ہے یا کہ بلا کے الفاظ خلا سلطان سے سلطانہ، ملک سے ملکہ، خاتون و آتون بھی ترکی الفاظ ہیں جو مونث ہیں۔

۶۔ بعض اوقات مذکر اسم خاص سے بھی مونث بنا لیتے ہیں جیسے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| رحیم | رحیمن | امیر | امیرن |
| کریم | کریمن | انور | نورن |
| محمد | محمدی | امامی | اماسن |
| مراد | مرادن | نقیب | نقیبن |

بعض اوقات اسمائے خاص میں حرف واؤ کے مجہول و معروف ہونے سے مونث مذکر کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ واؤ معروف سے مذکر اور مجہول سے مونث

| مونث | مذکر | مونث | مذکر | مونث | مذکر |
|---|---|---|---|---|---|
| مجتو | مجو | دامو | دامو | بدلو | بدلو |
| نجو | نجو | کلو | کلو | | |

بعض اسمائے خاص عورت مرد کے لئے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے گلاب، احمدی وغیرہ

۷۔ عموماً مونث مذکر سے بنتا ہے لیکن بعض مذکر ایسے بھی ہیں جو مونث سے بنتے ہیں۔ جیسے بھینسا بھینس سے، رنڈوا، رانڈ سے، بلاّ، بلی۔ سسر یا سسرا ساس سے۔

۸۔ بعض الفاظ ایسے ہیں جو صرف مذکر استعمال ہوتے ہیں اور ان کا مونث

www.taemeernews.com



نہیں آتا اور بعض صرف مؤنث استعمال ہوتے ہیں، اور مذکر ان کا نہیں آتا مثلاً چیل، بلبلے، مینا، بلبل، فاختہ، لومڑی غیر ذوی العقول میں رنڈی کسی ہیجڑنگی، ڈائن، چڑیل، بیوہ، سوت، سہاگن وغیرہ وغیرہ ذوی العقول میں مونث استعمال ہوتے ہیں، طوطا، کوا، اژدہا، تیندوا، باز، الو، چیتا وغیرہ غیر ذوی العقول اور ہجڑا، بھڑوا، بجرا، وغیرہ ذوی العقول کے لئے مذکر ہیں۔

۹۔ چھوٹے چھوٹے جانوروں میں اکثر صرف ایک ہی جنس مستعمل ہے، مثلاً مکھی (مونث) جھینگر (مذکر) چھپکلی (مونث) بچھو مذکر (مونث) بھڑ (مذکر) بھیڑ (مونث)

۱۰۔ اکثر اوقات الفاظ کے ساتھ نر اور مادہ کا لفظ لگا کر مذکر اور مونث بنا لیتے ہیں مثلاً مادہ خر، نر گاؤ، یا چیتے کی مادہ، مادہ خرگوش وغیرہ

۱۱۔ بعض اوقات مذکر لفظ مؤنث کے لئے بھی استعمال کر جاتے ہیں مثلاً بچی کو ماں پیار سے کہتی ہے: نہ بیٹا ایسا نہیں کرتے۔

۱۲۔ بعض لفظ مشترک ہیں، دونوں کے لئے آتے ہیں، مثلاً بچے کا لفظ۔ یا گھوڑی کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ اچھا جانور ہے۔

۱۳۔ جن ہندی الفاظ کے آخر میں الف یا ہ ہوتی ہے، مؤنث میں یائے معروف سے بدل جاتے ہیں، مثلاً لڑکا سے لڑکی۔ اسی طرح فارسی الفاظ بھی جو اردو میں عام طور پر استعمال ہونے لگے ہیں اسی قاعدے میں آجاتے ہیں مثلاً شاہزادہ سے شاہزادی، بے چارہ سے بے چاری بندہ سے بندی، حرام زادہ سے حرامزادی وغیرہ۔

www.taemeernews.com



# بے جان کی تذکیر و تانیث

بے جان اسما کی تذکیر و تانیث قیاسی ہوتی ہے یعنی الفاظ کی تذکیر اور تانیث ایک دور سے دوسرے دور کو یا ایک نسل سے دوسری نسل کو ارثاً ورد اثتاً پہنچتی ہے۔ اور جس طرح پہنچتی ہے ویسے ہی بولی جاتی ہے اگرچہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ خاص وجوہ سے بعض الفاظ میں تذکیر و تانیث کا اختلاف ہو گیا ہے جو پہلے مذکر تھے اب مونث ہیں اور جو مونث تھے اب مذکر بولے جاتے ہیں لیکن عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ نسلاً بعد نسلاً جس طرح یہ الفاظ پہنچتے ہیں ویسے ہی بولے جاتے ہیں۔ تاہم جہاں تک ممکن ہو سکا ہے ذیل میں چند قاعدے بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) اکثر اوقات وہ الفاظ (خصوصاً ہندی اور تدبھو یعنی مخلوط سنسکرت کے) جن کے آخر یا ہ ہوتی ہے یا فارسی کے وہ لفظ جن کے آخر میں ہ الف کی آواز دیتی ہے، مذکر ہوتے ہیں، مثلاً ڈبا، گھڑا، ڈبا، حقہ، پیشہ، ہفتہ چوبارہ وغیرہ لیکن اس میں مستثنیٰ بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(الف) تمام ہندی اسمائے تصغیر جن کے آخر یا ہوتا ہے مثلاً چڑیا، ڈبیا ڈبیا، ٹھلیا وغیرہ۔

(ب) تمام عربی کے سہ حرفی الفاظ جس کے آخر میں ا ہوتا ہے جیسے ادا، قضا، حیا، رضا، خطا وغیرہ۔

(ج) عربی کے بعض اسما جو فعلیٰ کے وزن پر ہوتے ہیں، جیسے عقبیٰ۔

(د) بعض ہندی لفظ جو تت سما یعنی خالص سنسکرت کے ہیں کیونکہ سنسکرت میں علامت تانیث بھی ہے۔ مثلاً پوجا، بپتا، ماتا، پردا، بچھوا، بھاگا، سیتلا گھٹا، گھٹیا، انگیا، مانڈ، سبھا، جٹا، جیا، لما، گنگا، جمنا۔

www.taemeernews.com



(۲) جن ہندی یا غیر ہندی الفاظ کے آخر میں یائے معروف ہوتی ہے، وہ مونث ہوتے ہیں۔ جیسے لکڑی، کوٹھی، تالی، کنجی، تلسی، ندی، جڑی، ڈیوڑھی سبزی، پریشانی، کشتی:

البتہ جی، گھی، موتی، پانی، دہی مستثنیٰ ہیں۔ یہ الفاظ سنسکرت سے آئے ہیں اور ہندی میں ان کی آخری علامت بدل گئی ہے۔ ان کی جنس تو وہی رہی جو سنسکرت میں تھی مگر صورت بدل گئی۔ سنسکرت میں یہ مذکر ہیں یا تیسری جنس جو نہ مذکر ہے، نہ مونث اور ایسی جنس کے لفظ ہندی میں آکر مذکر ہو جاتے ہیں سنسکرت میں ان کے آخر ی (معروف) نہیں ہے جی اصل میں جیون تھا گھی گھرت (घृत) موتی، موک تکن (मौक्तिक) پانی۔ پانیہ पानीय دہی ددھکن (दधिकम्)

(۳) زبانوں کے نام عموماً مونث ہوتے ہیں مثلاً انگریزی، فارسی، اردو سنسکرت، تامل، وغیرہ

(۴) ایسے اسماء جو آواز کی نقل ہیں، مونث ہوتے ہیں۔ سائیں سائیں چٹ چٹ۔ دھڑ دھڑ وغیرہ۔

(۵) دنوں اور مہینوں کے نام بھی مذکر استعمال ہوں جمعرات مستثنیٰ ہے، جمادی الاول مستثنیٰ ہے ہندی میں اسے دو پاکھے ہیں۔ جو مذکر ہے سونا، جست، لوہا، ٹین، رانگ، وغیرہ

(۶) دھاتوں اور جواہرات کے نام بھی مذکر ہیں۔

(۷) پہاڑوں کے نام مذکر ہیں جیسے ہمالیہ، بندھیاچل وغیرہ

(۸) ستاروں اور سیاروں کے نام بھی مذکر ہیں۔"

(۹) کتابوں کے نام اگر مفرد ہیں تو مونث ہوں گے۔ بشرطیکہ آخر میں الف یا ہ نہ ہو جو مذکر کی علامت ہے جیسے صدرا، کافیہ، بلکہ شفاء شیخ کی،

www.taemeernews.com

تصنیف مؤنث ہے کیوں کہ جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے، ایسے عربی سہ حرفی لفظ مؤنث ہوتے ہیں، لیکن مرکب ہونے کی حالت میں مضاف یا موصوف کی تذکیر و تانیث پر کتاب کی تذکیر و تانیث منحصر ہوگی، مثلاً بوستان، گلستان، پریم ساگر، سامان مؤنث ہیں مگر حکایت سوداگر مؤنث اور قصۂ حلیمہ دائی مذکر ہے۔

(۱) اسی طرح نمازوں کے نام مؤنث بولے جاتے ہیں، فجر، ظہر، عصر، مغرب عشا۔

(۱۱) ہندی حاصل مصدر (یعنی وہ اسمائے کیفیت جو مصدر سے بنائے جاتے ہیں۔) اور اکثر اسمائے کیفیت جو اسی وزن پر ہوں مؤنث ہوتے ہیں۔

جیسے۔

پکار۔ پھٹکار۔ جھنکار، جھنکار۔ پچھاڑ۔ وغیرہ۔ اتار، بگاڑ مستثنیٰ ہیں۔

پھسلن۔ دھڑکن، کھرچن، چھین۔ لگن۔ اترن وغیرہ البتہ چلن مستثنیٰ ہے۔

بناوٹ، کھاوٹ، ریلا ہٹ، گھبراہٹ وغیرہ

ہنک، ارک، چوک، جھلک، چمک، بھڑک، وغیرہ

لوٹ کھسوٹ، جھوٹ۔

مٹھاس کھٹاس، پیاس وغیرہ

تھکان، (تکان)، پہچان، ڈھلان، اٹھان، وغیرہ

البتہ بر ہاؤ، بچاؤ کے وزن پر جو حاصل مصدر آتے ہیں وہ سب مذکر ہوتے ہیں، دباؤ، بچاؤ۔ پتاؤ، لگاؤ، اکاؤ، لداؤ، بہاؤ وغیرہ دوسرے اسمائے کیفیت اور الفاظ جو اس وزن پر آتے ہیں وہ بھی

www.taemeernews.com

مذکر ہوتے ہیں جیسے. بچاؤ، بہاؤ، الاؤ،
اسی طرح وہ اسمائے کیفیت جو اسم یا صفت کے آخر میں "پن" لگانے سے
بنتے ہیں مذکر ہوتے ہیں، مثلاً. بچپن، لڑکپن دیوانہ پن وغیرہ
ہندی کے وہ الفاظ جن کے آخر او (مجہول) یا او ں (واؤ مجہول) ہوتا ہے
اکثر مؤنث ہوتے ہیں، جیسے باؤ، چھاؤں، جوکھوں، بھول سول، سرسوں،
کھڑاؤں وغیرہ۔

(۱۲) حروف تہجی میں، ب بھ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ ث ج جھ ح چ چھ خ ذ ر ڑ ز ژ ط
ظ ہ و ی مؤنث ہیں، جیم اور میم مختلف فیہ ہیں۔

(۱۳) ہندی مصدر مذکر استعمال ہوتے ہیں جیسے اس کا مرنا سب کو شاق گزرا
لیکن جب مؤنث لفظ سے متعلق ہوتا ہے، تو اس کی صورت بھی مؤنث
ہو جاتی جیسے بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی، اہل لکھنؤ ہر حال
میں مصدر کو مذکر ہی بولتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

(۱۴) عربی کے وہ اسمائے کیفیت جن کے آخر میں ت ہوتی ہے، مؤنث ہوتے ہیں
جیسے ندامت، عنایت، محبت، شفقت، شوکت، رفعت وغیرہ

(۱۵) جو عربی الفاظ افعال، افتعال، انفعال، استفعال، تفعل، تفاعل اور
تفعل کے اوزان پر آتے ہیں، وہ مذکر ہوتے ہیں۔
وزن افعال :-
جیسے اکرام، اختلاف، انعام، استثنا، افراط، ایذا، امداد
الحاح، اصلاح۔

بر وزن، افتعال جیسے اختیار، اعتدال، اضطراب، اقتدار وغیرہ
باستثنائے ابتدا، انتہا، التجا، احتیاط، احتیاج، اطلاع، اشتہا

www.taemeernews.com



اصلاح۔

بروزن استفعال جیسے استعفاء، استثناء، استقلال، استغنا وغیرہ باستثنائے استعداد، استدعا، استبداد، استغفار۔

بروزن انفعال جیسے انکسار۔ انقلاب، انحراف وغیرہ

بروزن تفعل۔ جیسے توکل، تکلف، تعصب، تغیر، تبدل وغیرہ باستثنائے توقع، توجہ، تمنا، ترشح، تفرع، تجدد۔

بروزن تفاعل جیسے تقاطل، تنازع، تلاطم، وغیرہ باستثنائے تواضع

بروزن، تفعلہ جیسے تذکرہ، تجربہ، تصفیہ، تخلیہ وغیرہ۔

(۱۶) جو عربی الفاظ مفاعلہ کے وزن پر آتے ہیں وہ مذکر ہیں جیسے مجادلہ، مشاعرہ معاملہ، مناظرہ وغیرہ۔

لیکن یہی الفاظ یا دوسرے الفاظ جب مفاعلت کے وزن پر آتے ہیں تو مؤنث ہوتے ہیں، جیسے معاملت، مصاحبت، مشارکت وغیرہ۔ یہی حال تفعلہ اور تفعل کا جیسے تربیت، تقویت وغیرہ مؤنث ہیں۔ تفعلہ کی مثالیں لکھی جاچکی ہیں۔

(۱۷) تمام عربی الفاظ تفعیل کے وزن پر مؤنث ہوتے ہیں، جیسے تخریب تقریر وغیرہ باستثنائے تعویذ۔ لیکن جب تفعیل کے بعد ہائے ہوز آتی ہے تو، وہ الفاظ مذکر ہو جاتے ہیں، جیسے تخمینہ، تعلیقہ وغیرہ

(۱۸) نیز وہ الفاظ عربی و فارسی جن کے آخر میں ہ اضافی ہوتی ہے اکثر مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے نسخہ، روضہ، صفحہ، دعدہ، طرہ، شیشہ، آئینہ، پیمانہ وغیرہ باستثنائے دفعہ، توجہ

(۱۹) عربی اسمائے ظرف مذکر ہوتے ہیں، جیسے مکتب، مسکن، مقام، مشرق، مغرب

www.taemeernews.com



وغیرہ ۔ باستثنائے مجلس ۔ محفل ۔ مسطر ۔ مسجد ۔ مجال ، مسند وغیرہ ۔

(۲۰) اسمائے آلہ بروزن مفعال اکثر مؤنث ہوتے ہیں ، جیسے مقراض میزان وغیرہ باستثنائے معیار ۔ مقیاس ۔

لیکن بروزن مفعل اکثر مذکر ہوتے ہیں جیسے منبر ، مصقل وغیرہ ۔ باستثنائے مشعل ، مگر بروزن مفعلہ ہمیشہ مذکر ہوتے ہیں ، جیسے منطقہ ۔ مصقلہ وغیرہ ۔

(۲۱) تمام فارسی حاصل مصدر جن کے آخر میں ش ہے ، مؤنث ہوتے ہیں ۔ جیسے دانش ، خواہش ، بخشش وغیرہ جوش ، نوش فروش مستثنیٰ ہیں ۔

(۲۲) مرکب الفاظ جو دو لفظوں سے مل کر بنتے ہیں خواہ بلا حرف عطف یا مع حرف عطف ان کی تذکیر و تانیث میں بھی اختلاف ہے ،

۱ ۔ جو لفظ دو افعال یا ایک اسم اور ایک فعل سے مل کر بنتے ہیں وہ اکثر مؤنث ہوتے ہیں ، جیسے آمد و رفت ، زدوکوب ، نشست و برخاست بشست شو قطع و برید تراش خراش جنگ و جدل ، آمد و شد ۔ خرید و فروخت ، بود و باش ۔ دار و گیر ۔ شکست و ریخت ، داد و دہش ، کم و کاست ۔ باستثنائے سوز و گداز ، بند و بست ، ساز باز ۔

(ب) اگر ان میں ایک مؤنث اور دوسرا مذکر ہے مع حرف عطف یا بلا حرف عطف ) تو فعل کی تذکیر و تانیث آخری لفظ کے لحاظ سے ہوگی ، جیسے آب و ہوا ۔ قلم دوات ، آب و غذا ۔ آب و گل ، کشت و خون ، تاخت و تاراج ۔ عنایت نامہ ۔ سالار منزل ، خلوت خانہ وغیرہ ، پیچ و تاب مستثنیٰ ہے ، مگر جب دو لفظ مل کر ایک

www.taemeernews.com



خاص معنوں میں آئیں تو یہ لحاظ نہیں رہتا۔ جیسے گل شکر۔

ج۔ جب دونوں جز مذکر ہوں تو مذکر اور دونوں جز مؤنث ہوں تو لفظ مؤنث ہوگا۔ جیسے آب و رنگ، آب و دانہ، آب و نمک۔ گل قند مذکر استعمال ہوتے ہیں، آب و تاب، جستجو، گفتگو مؤنث ہیں۔ مگر شیر برنج مستثنیٰ ہے، حالانکہ دونوں جز مذکر ہیں، لیکن پھر بھی مؤنث ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ فرنی اور کھیر دونوں مونث ہیں، لہذا شیر برنج بھی ان کا مترادف ہونے کی وجہ سے مونث ہی استعمال ہونے لگا۔ نیشکر جس کے دونوں جز مؤنث ہیں مذکر آتا ہے، اس لئے کہ گنے کا مترادف۔ چونکہ گنا مذکر مستعمل ہے، اس لئے نیشکر بھی مذکر بولا جانے لگا۔

(۲۳)۔ جن الفاظ کے آخر میں بند، آب (سوائے مہتاب کے جس کے معنی ایک قسم کی آتش بازی کے ہیں) بان، وان، ستان، سار، راز ہوتا ہے، وہ اکثر مذکر ہوتے ہیں، جیسے سینہ بند۔ پاسبان، گلاب بچھوان۔ گلستان، بوستان ملا باستثنائے نام کتب جو دفعا کوہسار، لالہ زار وغیرہ۔

(۲۴) جن الفاظ کے آخر "گاہ" لگا ہوتا ہے، وہ مؤنث ہوتے ہیں، جیسے تعلیم گاہ۔ بندرگاہ۔ قیام گاہ وغیرہ۔

(۲۵) بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جو بعض معنوں میں مذکر ہیں اور بعض معنوں میں مؤنث جیسے :-

دوپہر۔ جب دن کے خاص وقت کے لئے آتا ہے (جبارہ بجے ہوتا ہے) تو مونث ہے۔ جیسے دوپہر ڈھل گئی۔

www.taemeernews.com



دوپہر۔ بہ معنی دو ساعت مذکر ہے، جیسے مجھے انتظار کرتے کرتے دوپہر ہو گئے۔

گزر (مذکر) گزرنے کا حاصل مصدر ہے۔ جیسے میرا گذر وہاں ہوا۔

گزر (مونث) بہ معنی گزر اوقات جیسے اس میں میری گزر نہیں ہوتی۔

تکرار بحث اور جھگڑے کے معنوں میں مونث جیسے میری اس سے تکرار ہوگئی،

تکرار کسی لفظ کے مکرر لانے کے معنوں میں مذکر ہے جیسے اس لفظ کا تکرار فصیح نہیں۔

آب پانی کے معنی میں مذکر۔

آب صفائی یا چمک کے معنوں میں مونث، جیسے موتی کی آب۔

مد مذوجزر جیسے دریا کا مد۔

مد جب اس خط کے معنوں میں ہو جو حساب میں یا حرفوں پر کھینچا جاتا ہے، تو مونث ہے، بعض نے مذکر بھی لکھا ہے۔

مد حساب کے خیفے کے معنوں میں مونث جیسے روپیہ کونسی مد سے دیا جائے۔

مد الف ممدودہ کا نشان مذکر ہے،

ترک (ترکی) بہ معنی دست برداری مذکر ہے،

ترک (مونث) صفحہ کے آخر میں آئندہ صفحہ کی عبارت کا پہلا لفظ جو اس غرض سے لکھ دیا جاتا ہے کہ ورقوں کے ملانے میں آسانی ہو۔

" ترک اک اک جزو کی دو دوپہر ملتی نہیں"۔ اسیرؔ

عرض طول کی ضد، مذکر جیسے اس مکان کا عرض

www.taemeernews.com

| | |
|---|---|
| عرض | بہ معنی التماس، مؤنث، جیسے، میری یہ عرض ہے |
| کف | جھاگ کے معنوں میں مذکر۔ |
| کف | تلوے یا ہتھیلی کے معنوں میں مختلف فیہ۔ |
| تاک | تاکنا سے اسم مونث ہے۔ |
| تاک | انگور کی بیل کے معنوں میں مذکر۔ |
| آہنگ | قصد کے معنوں میں مذکر۔ |
| آہنگ | آواز کے معنوں میں مؤنث۔ |
| تال | تالاب کے معنوں میں مذکر |
| تال | وزن موسیقی کے معنوں میں مؤنث۔ |
| نال | بندوق کی نلی مؤنث۔ |
| نال | ناف کے معنوں میں مختلف فیہ |
| نال | گھاس وغیرہ کی ڈنڈی مونث۔ |
| نال | لکڑی یا پتھر کا کندا، جو پہلوان اٹھاتے ہیں مذکر۔ |
| بیل | ایک خاص پھل کے معنوں میں مذکر |
| بیل | باقی سب معنوں میں مؤنث |
| مثل | بہ معنی مانند، مذکر۔ |
| مثل | کاغذات مقدمہ۔ مؤنث |
| گلن | بہ معنی ظرف یعنی طاس وشمع، مذکر |
| گلن | بہ معنی لگاؤ، مؤنث۔ |
| مغرب | بہ معنی مقام غروب، مذکر۔ |
| مغرب | بہ معنی وقت شام، مؤنث |

www.taemeernews.com

(۲۵) عربی الفاظ کی جمع جب عربی قواعد کی رو سے آتی ہے تو اس کی تذکیر تانیث میں صرف یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ جو حالت واحد کی ہے جمع کی ہوگی، مثلاً شے مجلس اور مسجد مونث ہیں تو ان کی جمع اشیاء مساجد اور مجالس بھی مونث ہوں گی، چند الفاظ البتہ مستثنیٰ ہیں، مثلاً اگرچہ معرفت، حقیقت، قوت، شفقت مونث ہیں مگر ان کی جمع معارف، حقائق قوی اور اشفاق مذکر مستعمل ہیں، بعض متاخرین اہل لکھنؤ کا یہ قول ہے کہ ہر لفظ کی عربی جمع مذکر ہی آتی ہے، یہ قاعدہ عجیب اچھا ہے، مگر اس کا کیا علاج ہے کہ اہل زبان اس کو یوں نہیں بولتے، اہل دہلی اور بعض اور مقامات کے لوگ بجز بعض مستثنیات کے ہمیشہ مؤنث کی جمع مؤنث اور مذکر کی جمع مذکر ہی استعمال کرتے ہیں، جن حضرات کا یہ قول ہے کہ ہر عربی لفظ کی عربی جمع مذکر بولنی چاہئیے، انہیں، یہ دھوکہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ بعض الفاظ جو مؤنث ہیں، ان کی جمع بھی اسی وزن پر آتی ہے، جو واحد میں مذکر ہیں، مثلاً حادثہ مذکر ہے، اس کی جمع حوادث ہے، لہٰذا یہ بھی مذکر ہے، اور مذکر بولا جاتا ہے، چونکہ حقائق بھی اسی وزن پر ہے، دھوکہ میں اسے بھی مذکر بولنے لگے۔ لیکن یہ چند الفاظ مستثنیات میں سے ہیں، اس پر سے یہ قیاس قائم کر لینا کہ ہر عربی لفظ کی جمع خواہ مونث ہو یا مذکر جمع مذکر ہی ہوگی، صحیح نہیں ہے۔ واحد میں جب ہم ایک لفظ کو جو مؤنث غیر حقیقی ہے، مؤنث تسلیم کرتے ہیں تو افعال اور صفات بھی اس کے لئے مثل مونث حقیقی کے استعمال کرتے ہیں، اور کوئی فرق اس میں اور مؤنث حقیقی میں نہیں کرتے، تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ مؤنث حقیقی کی عربی جمع کو مؤنث بولیں، اور مؤنث حقیقی کی جمع کو مذکر جب ایک بار یہ مان لے کہ مؤنث قرار پا چکی تو پھر اس میں اور حقیقی مؤنث میں کسی قسم کا فرق اور امتیاز باقی نہیں رہتا۔ ہمارے خیال میں حتی الامکان

www.taemeernews.com



اس قسم کے الفاظ کی اردو جمع استعمال کرنا زیادہ فصیح ہے، اگرچہ بعض مواقع پر عربی جمعوں کا استعمال کرنا ناگزیر ہے، ایسی حالت میں بجز چند مستثنیٰ الفاظ کے یہی قاعدہ یاد رکھنا چاہئے، کہ مؤنث کی جمع مؤنث ہوگی، اور مذکر کی جمع مذکر۔

(۲۷) ایک مسئلہ یہ بھی ہے جو قابلِ بحث ہے کہ جو نئے لفظ غیر زبانوں سے اردو میں داخل ہو گئے ہیں یا آئندہ داخل ہوں، ان کی تذکیر و تانیث کا کیا قاعدہ ہوگا، ہماری رائے اس کے متعلق یہ ہے کہ ایسے دخیل الفاظ کی تذکیر و تانیث کا فیصلہ اسی قسم کے دوسرے الفاظ کے مطابق جو پہلے سے موجود ہیں، کیا جانے یعنی جو نئے الفاظ کے ہم معنی یا قریب المعنی ہیں، یا معنوں کے لحاظ سے ایک ہی ذیل میں آتے ہوں، اس پر قیاس کر کے انکی تذکیر و تانیث قرار دی جائے، مثلاً ریل کا لفظ ہے، یہ گاڑی کی قسم ہے گاڑی خود مؤنث ہے، اور گاڑی کی اکثر قسمیں مؤنث ہیں۔ اس لئے لوگ خود بخود اسے بھی مؤنث کہنے لگے، اسی طریقہ پر، اسٹیشن، لالٹین، بٹن، کوٹ، ٹیبل، لیمپ وغیرہ کی تذکیر و تانیث قرار پائی۔

لیکن یہ قاعدہ جدید الفاظ کے لئے بھی ایسا ہی عام ہے جیسا قدیم الفاظ کیلئے جس لفظ کے آخر میں الف ہے یا آخری لفظ الف کی آواز دیتا ہے وہ مذکر ہوگا اور جس کے آخر میں ی معروف ہوگی وہ مؤنث ہوگا۔ جیسے چابی اور یونیورسٹی مؤنث ہیں اور سایہ (لہنگا) اور کمرہ مذکر ہیں۔

یہ قاعدہ کوئی جدید نہیں ہے۔ بلکہ اس پر ہمیشہ سے عمل رہا ہے۔ فارسی کے الفاظ کثرت سے اردو ہندی میں داخل ہوتے ہیں، فارسی زبان میں بے جان چیزوں کی تذکیر و تانیث نہیں ہوتی۔ مگر جب یہ نئے لفظ زبان میں آئے۔ تو ان کی تذکیر و تانیث ہندی ہم معنی الفاظ کے موافق قرار دی گئی۔

www.taemeernews.com



مثلاً شاخ کو مونث اس لئے کہا گیا ہے کہ ٹہنی یا ڈالی مونث بولی جاتی ہے۔ سال مذکر ہے اس لئے کہ برس مذکر ہے۔

(۲۷) چند الفاظ ایسے ہیں جنہیں اہل زبان مذکر اور مونث دونوں طرح سے بولتے ہیں، یا بعض الفاظ ایسے ہیں کہ وہ ایک جگہ مونث بولے جاتے ہیں اور دوسری جگہ مذکر۔ جیسے :-

سانس[1] قلم فکر[2] بخور طرز نقاب[3]

مرقد شکرقند کٹار درود فاتحہ کلک

کیف جھونک سیل سجع ہن گزند

نشاط۔ حروف تہجی میں میم اور جیم۔ زنار[4] متاع[5] قامت

گیند[6] ملاپ[7]

املا، عام طور سے مذکر ہے مگر اہل لکھنؤ میں مختلف فیہ ہے

ملا، دہلی اور اس کے نواح میں مونث ہے، مگر اہل لکھنؤ میں یہ مختلف فیہ ہے۔

---

۱ مختلف فیہ

۲ اہل دہلی و لکھنؤ دونوں کے ہاں مختلف فیہ مذکر و مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے

۳ مختلف فیہ ۴ مختلف فیہ

۵ اہل لکھنؤ مذکر اور اہل دہلی مونث بولتے ہیں۔

۶ اہل لکھنؤ مذکر بھی بولتے ہیں۔

۷ اہل دہلی مونث اور اہل لکھنؤ مذکر بولتے ہیں۔

www.taemeernews.com



پینگ (بیائے معروف) دلی میں مونث ہے لکھنؤ اور یوپی کے دوسرے شہروں میں یہ لفظ زیر سے بولا جاتا ہے اور مذکر ہے۔

www.taemeernews.com



# تعداد و حالت

اسم عام یا تو ایک ہوگا۔ یا ایک سے زیادہ۔ اسی کو تعداد کہتے ہیں ایک کو واحد اور ایک سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں۔

اردو میں بھی دوسری ہندی آریائی زبانوں کی طرح تثنیہ نہیں ہوتا۔ سنسکرت اور عربی میں ہوتا ہے، تثنیہ اسے کہتے ہیں جس میں دو کا ہونا پایا جاتا ہے جیسے عربی میں والدین، قطبین، طرفین وغیرہ اور سنسکرت میں پترادو (والدین)

اردو میں سوائے ان الفاظ کے جن کے آخر میں الف (یا اس کا کوئی ہم آواز حرف ہ ع) ہوتا ہے مذکر کی صورت واحد اور جمع میں یکساں ہی ہے البتہ حروف ربط کے آجانے سے جمع کی صورت میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ ورنہ ان صورتوں کے علاوہ خاص جمع کی غرض سے جو تبدیلیاں ہو جاتی ہیں وہ مونث ہی ہوتی ہیں، ذیل کے قاعدوں اور گردانوں میں ان سب تبدیلیوں کی تصریح کی جاتی ہے۔

اس کی ہم نے دو قسمیں کی ہیں۔ ایک صورت تو وہ ہے جب اسم بغیر کسی حرف ربط کے آئے۔ دوسری صورت وہ ہے جب اسم کے بعد کوئی حرف ربط ہو۔

پہلے ہم ان تبدیلیوں کو بیان کریں گے۔ جب کہ اسم کے ساتھ کوئی حرف ربط نہیں ہوتا۔

www.taemeernews.com



۱۔ جن واحد مذکر الفاظ کے آخر میں ا یا ہ ہے، جمع میں ا یا ہ یائے مجہول سے بدل جاتی ہے۔ جیسے۔

| واحد | جمع | واحد | جمع |
|---|---|---|---|
| لڑکا | لڑکے | پردہ | پردے |
| لڑکا آیا۔ | لڑکے آئے | پردہ اٹھا | پردے اٹھے |

جن الفاظ کے آخر میں ایسی ہ ہوتی ہے جو الف کی آواز دیتی ہے وہ فارسی یا عربی ہوتے ہیں، جیسے بندہ، دیوانہ، بچہ، دانہ، درجہ۔ جلسہ وغیرہ ہندی لفظوں کو الف ہی سے لکھنا چاہئے۔ لیکن رسم الخط کی وجہ سے بعض نام ہ ہی سے لکھے جاتے ہیں۔ جیسے آگرہ، کلکتہ، وغیرہ۔

۲۔ بعض واحد مذکر لفظ جن کے آخر میں الف ہوتا ہے، جمع میں ے سے نہیں بدلتے۔

اس میں کچھ لفظ تو ایسے ہیں جو خالص سنسکرت ہیں، اور نہیں بدلتے جیسے راجا، داتا وغیرہ۔

(ب) رشتہ داروں کے نام، ابا، چچا، تایا، دادا، پھوپھا۔ پتا۔

(ج) فارسی کے اسم فاعل جیسے دانا۔ بینا۔ آشنا۔ رشتا سا۔

(د) غیر زبانوں کے بعض اسم جیسے دریا، ہوا، صحرا وغیرہ۔

۳۔ جن واحد مذکر الفاظ کے آخر میں ا یا ہ نہیں ہوتی، ان کی واحد اور جمع میں ایک ہی صورت رہتی ہے۔ جیسے۔

| واحد | جمع | واحد | جمع |
|---|---|---|---|
| بھائی آیا | بھائی آئے | بیل آیا | بیل آئے |
| گھر بن گیا | گھر بن گئے | لڈو کھایا | لڈو کھائے۔ |

www.taemeernews.com



۴۔ جن واحد مذکر لفظوں کے آخر میں (اں) الف اور نون غنہ) ہوتا ہے، ان کی جمع میں واحد کا الف، سے سے بدل جاتا ہے۔ جیسے دھواں سے دھوئیں) رواں سے روئیں

مؤنث الفاظ کی جمع مذکر سے مختلف طرح پر بنتی ہے۔ ذیل کے بیان سے اس کیفیت معلوم ہوگی۔

۱۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں ی (یائے معروف) ہو ان کی جمع کے لئے ی کے بعد (اں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے لڑکی سے لڑکیاں گھوڑی سے گھوڑیاں، کرسی سے کرسیاں۔

۲۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں الف ہوتا ہے جمع میں اس کے بعد ئیں۔ (ی ں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے گھٹائیں، مائیں۔ سجائیں، تمنائیں ہوائیں۔

۳۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں یا ہو، ان کی جمع میں حرف (ں) بڑھا دیتے ہیں جیسے گڑیا۔ سے گڑیاں، بڑھیا سے بڑھیاں۔ چڑیا سے چڑیاں اس قسم کے لفظ اکثر اسم تصغیر ہوتے ہیں، جیسے ڈبیا، چوھیا، پڑیا وغیرہ۔

غیر زبانوں کے الفاظ جو یا پر ختم ہوتے ہیں، اس قاعدے کے تحت میں نہیں آتے، بلکہ ان کی جمع قاعدے ۲ کے مطابق بنتی ہے جیسے ریا۔ حیا وغیرہ کی جمع ریائیں، اور حیائیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو ہندی لفظوں میں یا اضافی ہے۔ جو تصغیر یا صفت بنانے کے لئے لگایا جاتا ہے غیر زبانوں کے الفاظ میں ی اصل لفظ کا جز ہے۔ اور اس لئے یہ سمجھنا کہ آخر میں یا نہیں بلکہ الف ہے۔

www.taemeernews.com



۴۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں ان میں سے کوئی حروف نہیں جو تھا۔ جن کا ذکر اوپر کے تین قاعدوں میں ہوا ہے، تو ان کی جمع کے لئے آخر میں (ی ں) بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے مالن سے مالنیں، کتاب سے کتابیں۔ گاجر سے گاجریں۔ بیگم سے بیگمیں، بات سے باتیں، جورو سے جوروئیں۔

بھوں کی جمع بھویں ہوتی ہیں، ہندی میں بھو ں کے آخر کا نون غنہ محض اعراب کا کام دیتا ہے، کوئی حرف نہیں ہے اس لئے اس کی جمع اس طرح بنائی گئی ہے، گو یا لفظ کے آخر میں واؤ ہے ن نہیں۔

محض جمع کے لئے جو تبدیلیاں ہوتی ہیں، ان کا ذکر ہو چکا، اب ان تبدیلیوں کو دیکھنا ہے جو حرف ربط کے آنے سے ہوتی ہے ہیں۔

حرف ربط یہ ہیں، نے۔ کا۔ کے۔ کو، پر، (پہ) سے تک

۱۔ جن الفاظ کے آخر میں ا یا ہ ہوتی ہے وہ ان حروف کے آجانے سے یائے مجہول سے بدل جاتے ہیں، جیسے لڑکے نے کہا۔

پردے میں بیٹھے ہیں، قلعے کے اندر۔ جمعے کے روز

لیکن ذیل کے لفظ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں،

۱۔ وہ ہندی لفظ جو خالص سنسکرت ہیں یا جن میں اصل سے بہت کم تبدیلی ہوئی ہے جیسے۔

راجا، گنگا، سبھا، پوجا۔ گنگا، بھاشا، جٹا۔ چتا، ستیلا، داتا مالا۔ جاترا۔ ہتیا۔ بیسوا۔ پردا۔ بچھوا۔ وغیرہ جیسے راجا نے کہا۔ سبھا میں بیٹھے ہیں۔ داتا کی خیر۔

(ب) وہ اسم جو عزیزوں اور رشتہ داروں کے معنوں میں آتے

www.taemeernews.com



ہیں۔ جیسے چچا ابا۔ دادا۔ نانا سیتا پیر بابا ماتا۔ پتا۔ انا۔ دوا۔
آیا۔ جیسے ابا نے پوچھا، خالہ نے پیار کیا۔

(ج) عربی سہ حرفی لفظ جیسے ربا۔ دبا۔ دعا۔ حیا۔ صبا۔ قبا
زنا۔ ہوا۔ بلا۔ دوا۔ صفا۔ غذا۔ شنا۔ ربا۔ سزا۔ جزا۔ جفا۔
وفا۔ حبلا۔ ادا۔ خسارہ نقبا وغیرہ جیسے دعا نے کچھ اثر نہ
کیا۔ حیا سے سر نیچے کر لیا۔ ہوا میں خنکی ہے۔

(ص) ایسے عربی لفظ جو سہ حرفی سے زیادہ ہیں اور جن کے آخر میں
الف ہے۔ جیسے۔ تمنا۔ اخفا۔ اتقیا۔ افشا۔ افترا۔ اقتضا۔ ابتدا۔ انتہا
وغیرہ جیسے بڑی تمنا سے آیا تھا۔ ابتدا میں بہت مشکل ہے۔

مدعا۔ منشا۔ علما۔ ادا۔ وغیرہ جیسے یہ بات میرے منشا کے
خلاف ہے۔

مگر ایسے عربی لفظ جو اردو میں گھل مل گئے ہیں اس سے مستثنیٰ ہیں،
ان میں دوسرے لفظوں کی تبدیلی ہوتی ہے، جیسے اس نے استعفے میں
کوئی وجہ نہیں لکھی۔ میں اس کے تقاضے سے تنگ آگیا
ہوں۔

(د) اسمائے خاص نیز لقب اور عہدوں کے نام۔ جیسے۔ ملا۔ خلیفہ
راجا۔ آقا۔ آغا۔ مرزا۔ دانا۔ وغیرہ جیسے ملا کی دوڑ
مسجد تک۔ راجہ نے مرزا کو بلایا۔

(ہ) جغرافی ناموں میں جن کے آخر میں الف یا ہ ہوتی ہے تبدیل
ہو جاتی ہے۔

جیسے آگرہ۔ کلکتہ۔ سکندرہ۔ مدینہ۔ کوفہ۔ دجلہ۔ گولکنڈہ

www.taemeernews.com



پٹنہ۔ گلبرگہ۔ املادہ وغیرہ جیسے تاج محل آگرہ میں ہے،
کلکتہ کی آبادی بارہ لاکھ ہے۔
البتہ خالص سنسکرت نام اس سے مستثنیٰ ہیں، جیسے جمنا، گنگا
متھرا، گیا۔ نربدا۔ ہمالیہ وغیرہ۔ جیسے الہ آباد میں گنگا جمنا کا سنگم ہے،
اسی طرح دوسری زبانوں کے شہروں دریاؤں اور پہاڑوں کے
نام بھی مستثنیٰ ہیں، جیسے جبلپور۔ برما، ایشیا۔ امریکہ، پرشیا۔
صنعا، سینا وغیرہ۔
جہاں لفظ کے آخر میں الف یا ہ نہیں ہو تو وہاں کوئی تبدیلی
نہیں ہوتی۔ جیسے شہر میں تھا، ماں نے کہا، لڑکی سے پوچھا، بچھو
کو مارا وغیرہ۔
۲۔ دھواں، دوداں، کنواں میں اں، ؤ، ی، ں سے بدل جاتا
ہے۔ جیسے دھوئیں سے روئیں ہیں۔
۳۔ پانچواں سے پانچویں۔ ساتواں سے ساتویں۔ دسواں سے
دسویں۔ وغیرہ میں الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے۔
(۴) ایسے عربی الفاظ جن کے آخر میں ۃ ہوتا ہے، جب ان کے بعد
حرف ربط آتا ہے تو تو ۃ کے بعد ے بڑھا دیتے ہیں جیسے طرح
میں قطعے میں۔
(۵) جمع کی حالت میں حرف ربط کے آنے سے یہ تبدیلیاں ہوتی ہیں،
(۱) مذکر اسماء میں جمع کے لئے آخر میں وں، بڑھا دیتے ہیں،
جیسے۔
شہروں میں، راجاؤں نے، مالیوں کو

www.taemeernews.com



ایسے الفاظ جن کے آخر میں الف یا ہ ہوتی ہے، جمع کی حالت میں حرف ربط آنے سے جمع کی (ے) گر جاتی ہے، جیسے لڑکوں نے پہرے دوں ہیں۔

(ب) جمع مونث کا (الف ں) یا (ی ں) بھی وہاں سے بدل جاتا ہے، جیسے لڑکیوں نے دھوبنوں کو۔

(ج) جن الفاظ کے آخر میں واؤ ہوتی ہے خواہ وہ مذکر ہوں یا مونث حرف ربط کے آنے سے ان کی جمع دونوں میں ایک ہی ہوتی ہے۔ یعنی آخر میں (وں) بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے جوروؤں۔ اور آرزوؤں، ۔۔۔۔ وغیرہ۔

---

صرف کی رو سے اسم کی یہ چند حالتیں ہیں جو بیتا کی صورت میں یا حرف ربط کے آنے سے پیدا ہوتی ہیں، لیکن لحاظ معنی بھی اسم کی چند حالتیں ہیں، جن کا بیان نحو میں آنا چاہئے۔ مگر صرف میں بھی بعض اوقات اور خاص کر فعل کے بیان میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے سرسری طور سے ان کا ذکر کیا جاتا ہے تفصیل بیان نحو میں ہوگا۔

ا۔ فاعلی حالت۔ یہ اسم کی وہ حالت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کام کا کرنے والا ہے۔ یا وہ کسی خاص حالت میں ہے۔ جیسے احمد گیا۔ رام نے کھانا کھایا۔ وہ بیمار ہو گیا۔

اس حالت میں اسم کے ساتھ کبھی نے آتا ہے اور کبھی بغیر نے کے استعمال ہوتا ہے۔

www.taemeernews.com



مفعولی ۔ یہ وہ حالت ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسم پر کام کا اثر واقع ہوا ہے، جیسے میں نے سانپ مارا، یہاں مارنے کا اثر سانپ پر واقع ہے، اس لئے سانپ مفعولی حالت میں ہے، اس نے احمد کو کتاب دی، یہاں احمد اور کتاب دونوں مفعولی حالت میں ہیں سیتا نے رام سے کہا، یہاں رام مفعولی حالت میں ہے جو اسم مفعولی حالت میں ہوتا ہے اس کے ساتھ کبھی کو، کبھی سے آتا ہے اور کبھی ان دونوں حروف میں سے کوئی بھی نہیں آتا۔

ندائی ۔ جس سے کسی کا بلانا ظاہر ہو، جیسے یہاں آؤ۔ لڑکے کیا کرتا ہے۔

ندائی حالت میں اگر واحد مذکر اسم کے آخر میں الف یا ہ ہو تو وہ یائے مجہول سے بدل جاتے ہیں، جیسے لڑکے شور نہ کرو، اور جمع میں آخر کا نون گر جاتا ہے، جیسے لڑکو! شور نہ کرو، لڑکو! چپ بیٹھو صاحبو، غور سے سنو۔

لیکن "بیٹا" کا لفظ بعض اوقات ندائی حالت میں بھی بغیر تبدیلی کے بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی دونوں طرح جائز ہے، جیسے بیٹا! یہ بات اچھی نہیں ہے، بیٹے ایسا نہیں کرتے۔

خبری ۔ وہ اسم ہے جو بطور خبر کے واقع ہوتا ہے، جیسے وہ بیمار ہے حامد اس شہر کا حاکم ہے، ان جملوں میں بیمار اور حاکم دونوں خبری حالت میں ہیں۔

اضافی ۔ جس میں کسی ایک اسم کو دوسرے سے نسبت دی جائے۔ یعنی ایک اسم کا علاقہ یا تعلق کسی دوسرے اسم سے ظاہر کیا جاتا ہے جیسے احمد کا گھوڑا، یہاں گھوڑے

www.taemeernews.com



کا تعلق، احمد سے بتایا گیا ہے۔ اس لئے یہ مضاف ہے اور جس سے نسبت یا علاقہ ظاہر کیا جائے۔ اسے مضاف الیہ کہتے ہیں اس جملے میں احمد مضاف الیہ ہے۔

حروف اضافت واحد مذکر میں (کا) جمع میں (کے) اور واحد اور جمع مونث میں (کی) آتے ہیں۔

| | واحد | جمع |
|---|---|---|
| مذکر | احمد کا گھوڑا | احمد کے گھوڑے |
| مونث | احمد کی بلی | احمد کی بلیاں |

**طوری۔** جس سے طور طریقہ، اسلوب، ذریعہ، سبب اور مقابلہ وغیرہ معلوم ہو۔ جیسے شوق سے پڑھتا ہے، اس نے تلوار سے مارا۔ وہ مجھ سے بڑا ہے، وہ دولت سے بڑھا۔

## اسما کی تصغیر و تکبیر

**تصغیر:۔** کے معنی چھوٹا کرنے کے ہیں۔ بعض اوقات الفاظ میں کسی قدر تغیر کرکے یا بعض حروف کے اضافے سے اسماء کی تصغیر بنا لیتے ہیں۔

(۱) کبھی تصغیر محبت کے لئے بنائی جاتی ہے، مثلاً بھائی سے بھیا۔ بہن سے بہنا۔

۲۔ کبھی حقارت کے لئے مرد سے مردوا۔ جورو سے جوروا۔

۳۔ کبھی چھٹائی کے لئے جیسے شیشہ سے شیشی یا شیشیا۔ اردو میں اسماء کی تصغیر کئی طرح آتی ہے۔

(۱) الفاظ کے آخر میں (۲)(ا دا) بڑھا دینے سے جیسے جورو سے

www.taemeernews.com



جردا۔ مرد سے مردوا۔ بھائی سے بھیّا۔ لونڈا سے لونڈیا

(۲) بعض اوقات مذکر کو مؤنث بنانے سے مثلاً شیشہ سے شیشی لڑکا سے لڑکی۔

(۳) بعض اوقات مختلف علامت ڑا، ڑی، لی، لا، یا۔ وغیرہ بڑھا دینے سے اور الفاظ میں کسی قدر تبدیلی کرنے سے جیسے آنکھ سے انکھڑی گٹھا سے گٹھڑی، مکھ سے مکھڑا۔ پلنگ سے پلنگڑی، جی سے جیوڑا، کونڈا سے کنڈالا، ناند سے نندولہ، کھاٹ سے کھٹولا، سانپ سے سنپولا، یا سپھ لیا۔ کاگ (کوا) سے کگیلا۔ چور سے چرٹیا، آدم سے (آنبہ) انبیا، لونڈا سے لونڈیا[1] باندی سے بندر۔

بعض اوقات محض حقارت کے لئے روپیہ کو ردپلی بولتے ہیں سودا نے ایک جگہ شاہ کو حقارت سے شاہ لا لکھا ہے، بعض اوقات اسم خاص کی تصغیر (تحقیر کے لئے) بنا لیتے ہیں، جیسے لکھنؤ سے لکھنؤا، کانپوری سے کانپوریا، پورب سے پوربیا۔

فارسی میں چہ ک وغیرہ علامات تصغیر ہیں، مثلاً باغچہ، مردک، شگیزہ تصغیر کی ضد تکبیر ہے جس کے معنی ہیں، بڑا کرنا یا بڑھانا، بعض اسموں کو عظمت کے لئے کسی قدر تغیر سے بڑ بڑا یا بھاری بھرکم کر کے دکھاتے ہیں، جیسے مخدوم سے مخادیم، اگرچہ مخادیم، جمع ہے، لیکن بعض اوقات کسی شخص کو تحقیر سے (جو بڑا بنتا ہے) مخادیم کہتے ہیں، جیسے بڑا مخادیم بنا بیٹھا ہے

---

[1] لونڈیا کے معنی لڑکی ہیں " لونڈی " اس عورت کو کہتے ہیں جس کی حیثیت غلام کی سی ہوتی ہے انکسار سے عورتیں بجائے واحد متکلم، کے یہ استعمال کرتی ہیں، جیسے " بندی " کا لفظ۔

www.taemeernews.com



اسی طرح پگڑی سے پگڑ، گٹھری سے گٹھر، بات سے تبنگڑ۔

کبھی شہ (شاہ) کا لفظ شروع میں لگا کر بناتے ہیں۔ جیسے شہتیر، شہباز۔ شاہ بلوط۔ شاہراہ۔ شہزور۔ شاہکار یہ اصل میں فارسی ترکیب ہے اور اردو میں عام طور پر مروج ہے۔

اسی طرح ہندی الفاظ کے شروع میں "مہا" سنسکرت لفظ بڑھا کر بنا لیتے ہیں، جیسے مہا کال، مہاراج وغیرہ۔

www.taemeernews.com



# ۲۔ صفت

الفاظ صفت وہ ہیں جو کسی اسم کی حالت یا کیفیت یا کمیت ظاہر کریں۔ صفت ہمیشہ اسم کی حالت کو محدود کر دیتی ہے۔ مثلاً بے کار لوگ، جاہل آدمی، شریر لڑکا۔

## اس کی کئی قسمیں ہیں :۔

۱ ۔ صفت ذاتی

۲ ۔ صفت نسبتی

۳ ۔ صفت عددی

۴ ۔ صفت مقداری

۵ ۔ صفت ضمیری

## (۱) صفت ذاتی

وہ ہے جس سے کسی چیز کی اندرونی حالت یا خصوصیت ظاہر ہو۔ جیسے ہلکا، ٹھوس، سبز، شریر، چالاک۔

۱۔ بعض اوقات یہ صفات دوسرے اسماء یا افعال سے بھی بنائی جاتی ہیں۔ مثلاً لڑاکا (لڑنے سے) ڈھلوان (ڈھال سے) کھلاڑی (کھیل سے) بلی (بل سے) جوٹ، لا تا دنت، سنبوڑ، بھاگوان (جی)، لانے ہنس اور بھاگ سے۔

۲۔ یہ صفت بعض اوقات بلکہ اکثر دو الفاظ سے مرکب ہوتی ہے مثلاً ہنس مکھ، سن چلا، منہ پھٹ وغیرہ۔

www.taemeernews.com



(۳) بعض فارسی علامتیں عربی، ہندی کے الفاظ کے ساتھ آکر صفت کا کام دیتی ہیں، جیسے سعادت مند، ناخوشگوار، بے فکر، بے چین۔ بے بس بے ڈھب وغیرہ۔

(۴) فارسی عربی، ذاتی صفات بھی اردو میں کثرت سے مستعمل ہیں جیسے دانا، احمق، بینا۔ شریف نفیس، خوب وغیرہ۔

(۵) سے کا حرف مقابلے کے لئے آتا ہے، جیسے: شہد سے میٹھا۔ دودھ سے سفید۔ یعنی شہد سے زیادہ میٹھا، اور دودھ سے بڑھ کر سفید۔ وہ مجھ سے بڑا ہے، یہ کپڑا اس سے اچھا ہے۔ جماعت میں لڑکا سب سے ہی ہوشیار ہے۔

کبھی (میں) بھی ان معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے سب میں بڑا یہی ہے،

(۶) بعض اوقات صفات میں زیادتی، زور یا مبالغہ پیدا کرنے کے لئے بعض الفاظ بڑھا دئیے جاتے ہیں، وہ لفظ یہ ہیں۔

بہت۔ جیسے بہت اچھا۔ تمہارا بھائی اس لڑکے سے بہت بڑا ہے

بڑا۔ بڑا گہرا تالاب، بڑا لمبا سانپ۔

زیادہ۔ یہ زیادہ اچھا ہے، زیادہ سستا ہے۔

نہایت۔ نہایت عمدہ، نہایت نفیس، عربی فارسی صفات کے ساتھ آتا ہے۔

کہیں۔ یہ اس سے کہیں بہتر ہے۔

سے۔ بڑے سے بڑا۔ اچھے سے اچھا۔

بعض اوقات (ایک) کا لفظ بھی مبالغہ کے لئے آتا ہے۔ جیسے (۵)

www.taemeernews.com



ایک چھٹا ہوا ہے، ایک بدذات ہے۔

یہ جو چشم پر آب ہیں دونوں
ایک خانہ خراب ہیں دونوں

لیکن اس کا استعمال ذم کے موقع پر ہوتا ہے۔

کبھی بہت، اور زیادہ مل کر بھی آتے ہیں، جیسے وہ بہت زیادہ لالچی ہے۔

کبھی، بدرجہا، بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے، جیسے یہ اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ یہ اس سے ہزار درجے اچھی ہے۔

اسی طرح اعلیٰ درجہ کا، اول نمبر کا، اول درجے کا، پرلے درجے کا، پرلے سرے کا۔ کے الفاظ بھی کام دیتے ہیں، جیسے اعلیٰ درجے کا ماہر اول نمبر کا چور، پرلے درجے کا بیوقوف، پرلے سرے کا احمق۔

**منفی صفات ذاتی:۔** اردو میں چند حروف یا علامتیں بندی کی ایسی ہیں جن کے لگانے سے صفات میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ا | جیسے | اٹل | امر (نہ مرنیوالا) |
| ان | جیسے | انجان | ان مل |
| نہ | جیسے | نڑمل | نماسں |
| بے | جیسے | بےڈھڑک | بےسرا، بےجوڑ |
| ک | جیسے | کرہ | کڈھب |
| بن | جیسے | بن سرا | بن جتی (زمین) |
| ن | جیسے | نڈر | نکما، نگوڑا۔ |

www.taemeernews.com



مگر فارسی عربی الفاظ کے ساتھ فارسی عربی کی علامتیں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً نالائق ۔ نابینا ( فارسی علامت ) غیر ممکن ( عربی علامت ) بے وقوف ( فارسی علامت )

## ۲۔ صفات نسبتی

صفات نسبتی وہ ہیں جن میں کسی دوسرے شے سے لگاؤ یا نسبت ظاہر ہو۔ مثلاً ہندی عربی وغیرہ :

۱۔ عموماً یہ لگاؤ اسمار کے آخر میں یائے معروف کے بڑھانے سے ظاہر ہوتی ہے جیسے فارسی، ترکی، ہندوستانی ۔ آبی، ہسپانوی وغیرہ۔

(۲) جب کسی اسم کے آخر میں (ہ) یا (ہ یا ا) ہوتا ہے تو اسے واؤ سے بدل کر (ی) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے دہلی سے دہلوی ۔ سندیلہ سے سندیلوی موسیٰ سے موسوی، عیسیٰ سے عیسوی ۔

: (۳) بعض اوقات (ہ) کو حذف کر دیتے ہیں جیسے مکہ سے مکی۔ مدینہ سے مدنی ۔

(۴) بعض اوقات (انہ) بڑھانے سے نسبت ظاہر کرتے ہیں جیسے ظالمانہ جاہلانہ، مردانہ (یہ فارسی ترکیب ہے ۔)

(۵) ہندی میں بھی چند علامتیں ہیں ۔ جن کے اسم کے آخر میں آنے سے صفت نسبتی بن جاتی ہے ۔

ہالا (ہندی میں) (ہ، اور (ل) کا بدل عام طور پر ہوتا ہے جیسے سنہرا، رو پہلا، پچھیرا، میرا۔

والا ۔ جیسے گیہواں

ار ۔ جیسے گنوار (گاؤں سے)

www.taemeernews.com



لا، ا۔ جیسے سانولا، رنگیلا۔ مٹیلا، اکیلا، منجھلا، پچھلا، اگلا۔

والا۔ جیسے کلکتے والا۔

کا۔ جیسے۔ قیامت کا غضب کا

سا۔ جیسے چاند سا۔

## (۳) صفت عددی

جس سے تعداد کسی اسم کی معلوم ہو۔

(۱) تعداد دو قسم کی ہوتی ہے ایک جب ٹھیک عدد کسی شے کا معلوم ہو، جیسے پانچ آدمی، چھ گھوڑے اسے تعداد معین کہتے ہیں۔

دوسرے جب ٹھیک ٹھیک تعداد کسی شے کی معلوم نہ ہو، جیسے چند لوگ، بعض شخص۔ اسے تعداد غیر معین کہتے ہیں۔

۲۔ تعداد غیر معین کے لئے اکثر یہ الفاظ مستعمل ہوتے ہیں۔

کئی۔ چند، بعض، سب، کل، بہت، سے، تھوڑا، تھوڑے، کم۔ کچھ

۳۔ تعداد معین کی تین قسمیں ہیں۔

ایک تعداد معمولی، جیسے دو، تین، چار، وغیرہ کل اعداد۔

(نوٹ) پراکرت سے ہندی الفاظ بنانے میں آخری حرف علت عموماً گر جاتا ہے۔ حرف ربط خارج کرکے درمیانی حرف علت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یہاں سنسکرت اور پراکرت کے اصل ہندسوں کا لکھنا اور یہ بتانا کہ موجودہ ہندی ہندسے کیسے بنتے ہیں، دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۔ | سنسکرت | ایک | پراکرت | ایکا | ہندی | ایک |
| ۲ | ″ | دوی | ″ | دو | ″ | دو |
| ۳ | ″ | تری | ″ | تنی | ″ | تین |

www.taemeernews.com



| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴ | سنسکرت | چتر | پراکرت | چتاری | ہندی | چار |
| ۵ | " | پنچم | " | پانچا | " | پانچ |
| ۶ | " | ششت | " | چھا | " | چھ |
| ۷ | " | ستپم | " | ستا | " | سات |
| ۸ | " | اشٹم | " | اٹھا | " | آٹھ |
| ۹ | " | نوم | " | نا | " | نو |
| ۱۰ | " | دشم | " | دسا | " | دس |

دس کے آگے کے ہندسے اکائیوں اور دہائیوں کے ملنے سے بنے ہیں اور ان میں جو تبدیلی ہوئی ہے، وہ ظاہر کی جاتی ہے۔ اول پراکرت (دسا) بدل کر (دھا) ہوا، اس کے بعد (دھا) سے (رہا) ہوگیا یہ وہی رہا ہے جو گیارہ وغیرہ میں آتا ہے۔

۱۱ - سنسکرت اکادش (یعنی ایک اور دس) پراکرت، بارہا ہندی اگیارہ سے گیارہ۔

(ہندی میں سنسکرت کا ک گ سے بدل گیا۔ اور اول کا حرف علت گر گیا)

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۲ | سنسکرت | دوادش | پراکرت | وادھا | ہندی | بارہ |
| ۱۳ | " | تریودش | " | تیرھا | " | تیرہ |
| ۱۴ | " | چتردش | پراکرت | چودھا | " | چودہ |
| ۱۵ | " | پنچ دسن | " | پاتادھا | " | پندرہ |

---

لہ ش چھ کا سے بدل گیا۔

www.taemeernews.com



| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶ | سنسکرت | شوڈشو | پراکرت | سورہا | ہندی | سولہ |
| ۱۷ | " | سپت دشن | " | سترہا | " | سترہ |
| ۱۸ | " | اشٹدشن | " | اٹھارہا | " | اٹھارہ |
| ۱۹ | " | ان ویشتی | " | الیونارسی | " | انیس |
| ۲۰ | " | ویشتی | " | ویسئی | " | بیس |

ان ہندسوں میں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ خلاف معمول نو کا ہندسہ ہر دہائی کے ساتھ اگلی دہائی سے ایک کم کرکے ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً انیس اصل میں ایک اور ان ایس ہے۔ اون کے معنی کم اور ایس پراکرت وی، سی کا بگڑا ہوا ہے۔ یعنی ایک کم بیس اسی طرح انتیس ایک اون تیس، یعنی ایک کم تیس ہے علیٰ ہذا القیاس انتالیس انچاش، انسٹھ، انہتر، اناسی، ہیں گر نواسی (نو اور اسی) سنا نوے (نو اور نوے) مستثنیٰ ہیں۔

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۰ | سنسکرت | تریشتی | پراکرت | تیسا | ہندی | تیس |
| ۴۰ | " | چترشتی | " | چتالیسا | " | چالیس |
| ۵۰ | " | پنچاشت | " | پان ناسا | " | پچاس |
| ۶۰ | " | ششٹی | " | سٹھی | " | ساٹھ |
| ۷۰ | " | سپ تتی | " | سترّی | " | ستر |
| ۸۰ | " | اشیتی | " | اسی ای | " | اسی |
| ۹۰ | " | نوتی | " | ناوے | " | نوے |
| ۱۰۰ | " | شتت | " | ستا | | سو |

(شت) پراکرت (سار) سے (سو)

تعداد معین کی دوسری قسم تعداد ترتیبی ہے جس سے ترتیب کسی شے

www.taemeernews.com

کی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے ساتواں، پانچواں وغیرہ۔ اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ تعداد معین کے آگے (واں) لگاتے ہیں لیکن پہلے چار عدد اور چھ کا عدد اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ ان کی تعداد ترتیبی یہ ہے۔ پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، چھٹا۔

بعض اوقات اعداد کے آگے (وں) اظہار کلیت کے لئے بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے پانچوں۔ تینوں۔ چھیوں جاتے رہے، چاروں موجود ہیں دونوں آگئے۔

دونوں میں لفظ (دو) بجائے دو کے استعمال ہوا ہے اور اس کے آگے وں بڑھا یا گیا ہے بعض اوقات مزید تاکید کے لئے اسے دہرا دیتے ہیں جیسے دونوں کے دونوں چلے گئے۔ ساتوں کے ساتوں موجود ہیں۔

فارسی میں عدد کے آخر میں (میم) بڑھا دیتے ہیں جیسے یکم، دوم سوم۔ چہارم وغیرہ۔

تیسری قسم تعداد معین کی تعداد اضافی ہے۔ جس میں کسی عدد کا ایک یا ایک سے زائد بار دہرانا پایا جاتا ہے۔ اردو میں کئی طرح مستعمل ہے۔

(۱) عدد کے آگے گنا بڑھا دینے سے جیسے دگنا، تگنا وغیرہ۔ گنا یا گونہ (فارسی) دراصل سنسکرت کے لفظ گُن سے ہے۔ جس کے معنی قسم کے ہیں۔

(۲) چند (فارسی) کے بڑھا دینے سے جیسے دوچند، سہ چند، دہ چند وغیرہ

(۳) ہرا بڑھا دینے سے جیسے دوہرا، تہرا، چوہرا۔

در حقیقت ہارا کا مخفف ہے، جو سنسکرت کے لفظ ارا سے بنا ہے۔

www.taemeernews.com



بعض اوقات تعداد معین کے آگے ایک کا لفظ بڑھا دینے سے تعداد غیر معین ہو جاتی ہے۔ جیسے پچاس ایک آدمی بیٹھے تھے۔ جس کے معنی ہوں گے تخمیناً یا کم و بیش پچاس اسی طرح بیس ایک، دو ایک، ایک آدھ وغیرہ۔

دس، بیس، پچاس، سیکڑہ ہزار لاکھ، کروڑ جمع کی حالت میں تعداد غیر معین کے معنوں میں آتے ہیں، اور اس سے کثرت کا اظہار ہوتا ہے جیسے مجھے دسوں کام ہیں، اس مکان میں بیسیوں (یا بیسیوں) کمرے ہیں۔ ہر روز سیکڑوں آدمی سے ملنا پڑتا ہے، ہزاروں آدمی جمع تھے، لاکھوں روپیہ صرف ہوگا۔

اسی طرح ان کی فارسی جمع صدہا، ہزارہا، لکھوکھا، کروڑہا بھی اسی طور سے استعمال ہوتی ہے۔

کسری اعداد بہت بے قاعدہ ہیں۔ زیادہ معروف ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| پاؤ | ($\frac{1}{4}$) | پونے | ($\frac{3}{4}$) |
| چوتھائی | ($\frac{1}{4}$) | سوا | ($1\frac{1}{4}$) |
| تہائی | ($\frac{1}{3}$) | ڈیڑھ | ($1\frac{1}{2}$) |
| آدھا | ($\frac{1}{2}$) | ڈھائی/اڑھائی | ($2\frac{1}{2}$) |
| پون | ($\frac{3}{4}$) | ساڑھے | ($\frac{1}{2}$) |

پاؤ اکثر تنہا پاؤ سیر وغیرہ کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے، وضاحت اور رفع اشتباہ کے موقع پر چوتھائی کے لفظ کو ترجیح دی جاتی ہے پونے کے معنی ہیں کہ اس عدد یا مقدار میں سے ایک چوتھائی کم، یہ اعداد زر، مقدار اور پیمائش کے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ سوا کا بھی یہی

www.taemeernews.com

استعمال ہے۔ جب کسی اسم کے ساتھ آتا ہے تو یہ معنی ہیں کہ وہ عدد یا مقدار اور
ایک چوتھائی جیسے۔ سوا دو، سوا سو، ڈیڑھ بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے
جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس عدد اور مقدار کا ایک اور آدھا گنا جیسے ڈیڑھ
سیر، ڈیڑھ گز، ڈیڑھ سو۔ اڑھائی کے معنی ہیں دو اور آدھا۔ لیکن جب کسی
عدد یا اسم کے ساتھ آتا ہے تو اس عدد یا مقدار کا دو اور آدھا گنا ظاہر کرتا ہے جیسے
اڑھائی سیر۔ اڑھائی سو۔ ساڑھے کبھی تنہا استعمال نہیں ہوتا۔ جب یہ کسی عدد یا
اسم کے ساتھ آتا ہے تو وہ عدد یا مقدار اور ایک نصف زیادہ بتاتا ہے جیسے،
ساڑھے چار سیر یعنی چار سیر اور آدھا سیر۔ ایک اور دو کے اعداد کے ساتھ
نہیں آتا۔ ایسے موقع پر ڈیڑھ اور اڑھائی کے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔
"پونے" کے معنی ہیں۔ ایک چوتھائی کم۔ جیسے پونے چار یعنی ایک چوتھائی
کم چار پونے۔ جب تنہا بغیر دوسرے عدد کے آتا ہے تو پون پونے کی جگہ بولا جاتا
ہے، جیسے پون روٹی، پون گز، پون سو۔

## صفت مقداری

اعداد جس طرح گنتی کے لئے بطور صفت کے استعمال ہوتے ہیں، اسی طرح
وہ مقداری یعنی وزن یا ناپ کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے چار
سیر گھی، چار گز کپڑا

بعض اور الفاظ بھی شمار اور مقدار کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن
اعداد کی طرح وہ کسی معین تعداد یا مقدار کو نہیں بتاتے، جیسے کتنے آدمی بیٹھے
ہیں۔ (تعداد) پانی کتنا چڑھا ہے (مقدار) جتنا کھانا کھاؤ گے (مقدار)
اتنا پانی مت پیو (مقدار) اتنے آدمی یہاں نہیں سما سکتے (تعداد)
علاوہ اتنا، جتنا، کتنا کے یہ اور بھی کبھی کبھی مقداری صفت کے

www.taemeernews.com



معنوں میں آتے ہیں، جیسے یہ ڈھیر کتابوں کا پڑا ہے۔ برسات کا وہ زور ہے کہ خدا کی پناہ۔

# صفت ضمیری

وہ ضمیریں جو صفت کا کام دیتی ہیں، وہ یہ ہیں،

وہ ، یہ ۔ کون ۔ جو ۔ کیا ۔

مثالیں :۔ وہ عورت آئی تھی۔ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا، کون شخص ایسا کہتا ہے، جو کام تم سے نہیں ہو سکتا اسے ہاتھ کیوں لگاتے ہو، کیا چیز گر پڑی۔

یہ الفاظ جب تنہا آتے ہیں تو ضمیر ہیں، اور جب کسی اسم کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو صفات ہیں۔

صفت کی تذکیر و تانیث اور واحد جمع :- اردو میں انہیں صفات میں تذکیر و تانیث یا واحد جمع کا امتیاز ہوتا ہے جن کے واحد کے آخر میں الف یا ہائے مختفی کی آواز دیتی ہے ہوتی ہے اسی طرح مذکورہ صفات کے آخر کا الف مذکر کی علامت ہے اور یائے معروف تانیث کی ہے جمع کی حالت میں واحد کا آخر الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے مونث میں واحد اور جمع کی صورت یکساں رہتی ہے۔

| | واحد | جمع |
|---|---|---|
| مذکر | اچھا مرد | اچھے مرد |
| مونث | اچھی عورت | اچھی عورتیں۔ |

وہ فارسی اور عربی الفاظ جو کثرت استعمال سے اردو میں گھل مل گئے ہیں۔ اس قاعدے کے تحت میں آجاتے ہیں۔

جیسے

سادہ سے سادی ۔ تازہ سے تازی۔ دیوانہ سے دیوانی ۔ جدا سے

www.taemeernews.com

جیدی۔ لیکن عمدہ سے عمدی فصیح نہیں سمجھا جاتا۔

جن صفات کے آخر میں الف یا ہ یا ی معروف نہیں ہوتی ان کی صورت واحد اور جمع، تذکیر و تانیث میں ایک ہی رہتی ہے۔ اور کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

| | واحد | جمع |
|---|---|---|
| مذکر | گرم کھانا | گرم کھانے |
| مونث | گرم روٹی | گرم روٹیاں |

صفات عددی (با ترتیب) میں مذکر کا (ف) مونث (یں ی) معروف) اور وں سے بدل جاتا ہے۔ لیکن مذکر کے بعد حرف ربط آتا ہے، تو الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے

میں حرف ربط کے بعد بھی وہی حالت رہتی ہے۔

# مثالیں

| | | |
|---|---|---|
| مونث | پانچویں | (یائے معروف) عورت |
| | پانچویں | (یائے معروف) عورت نے |
| مذکر | پانچواں مرد | |
| | پانچویں (یائے مجہول) مرد نے | |

اردو میں اکثر صفاتی لفظ ایسے ہیں جو تنہا بطور اسم عام کے استعمال ہوتے ہیں۔ اور ان کی جمع بھی اسماء کی طرح آتی ہے۔ اچھا آدمی (صفت)

چاہئے اچھوں کو جتنا چاہئے (اسم) یہ بنگالی لڑکا بہت ذہین ہے۔ (صفت)

بنگالی بہت ذہین ہوتے ہیں (اسم)

**صفات کی تصغیر:۔** بعض اوقات صفات کی تصغیر بھی آتی ہے

جیسے۔ لمبے سے لمبو۔ موٹے سے مٹلا۔ چھوٹے سے چھٹکا۔

www.taemeernews.com



# ۳۔ ضمیر

وہ الفاظ جو بجائے اسم کے استعمال کئے جاتے ہیں ضمیر کہلاتے ہیں۔ جیسے۔ وہ نہیں آیا۔ میں آج نہیں جاؤں گا۔ اس میں (وہ) اور (میں) ضمیریں ہیں۔ ضمیر سے فائدہ یہ ہے کہ بار بار انہیں اسماء کو جو گذر چکے ہیں دہرانا نہیں پڑتا اور زبان میں الفاظ کے دہرانے سے جو بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے، وہ نہیں ہونے پاتی۔

## ضمیر کی قسمیں

(۱) شخصی (۲) موصولہ (۳) استفہامیہ، (۴) اشارہ (۵) تنکیر۔

(۱) ضمیر شخصی وہ ہے جو اشخاص کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

ایک وہ جو بات کرتا ہے، اسے متکلم کہتے ہیں۔

دوسرا وہ جس سے بات کی جاتی ہے، اسے مخاطب کہتے ہیں۔

تیسرا وہ جس کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے اسے غائب کہتے ہیں۔

ضمائر کی حالتیں وہی ہوتی ہیں جو اسم کی ہیں۔ سوائے حالت جری کے! ہر ایک کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

## ضمائر متکلم

| | واحد | جمع |
|---|---|---|
| فاعلی حالت | میں | ہم |
| مفعولی حالت | مجھے یا مجھ کو | ہمیں یا ہم کو |

www.taemeernews.com

| | | |
|---|---|---|
| اضافی حالت | میرا | ہمارا |

## ضمائر مخاطب

| | واحد | جمع |
|---|---|---|
| فاعلی حالت | تو | تم |
| مفعولی حالت | تجھے یا تجھ کو | تمہیں یا تم کو |
| اضافی حالت | تیرا | تمہارا۔ |

## ضمائر غائب

| | واحد | جمع |
|---|---|---|
| فاعلی حالت | وہ | وہ |
| مفعولی حالت | اسے یا اس کو | ان کو یا انہیں |
| اضافی حالت | اس کا | ان کا |

اردو ضمائر میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔

ضمائر غائب میں واحد اور جمع دونوں کے لئے وہ آتا ہے اور اس میں اشخاص اور اشیاء کا امتیاز نہیں ہوتا۔ پرانی اردو میں واحد کے لئے وہ اور جمع کے لئے وے استعمال ہوتا تھا۔

(تو) بے تکلفی اور محبت کے لئے آتا ہے۔ جیسے ماں بچے سے۔ گرو چیلے سے باتیں کرتا ہے۔ یا مخاطب کی کم حیثیتی کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے آقا نوکر سے باتیں کرتے وقت استعمال کرتا ہے، بعض اوقات بہت بے تکلف دوست بھی تو کہہ کر باتیں کرتے ہیں۔

نظم میں اکثر مخاطب کے لئے (تو) لکھتے ہیں یہاں تک کہ بڑے بڑے لوگوں اور بادشاہوں کو بھی اسی طرح خطاب کیا جاتا ہے۔

بعد شاہان سلف کے تجھے یوں ہے تفضیل (ذوق)
جیسے قرآں پس توریت و زبور و انجیل

دعا پر کروں ختم اب یہ قصیدہ
کہاں تک کہوں تو چنیں ہے چناں ہے (میرزا

دعا مانگتے وقت خدا سے بھی (تو) سے خطاب کیا جاتا ہے۔ دوسرے مواقع پر واحد مخاطب کے لئے (تم) ہی استعمال کرتے ہیں، لیکن اصل بات یہ ہے کہ سوائے بے تکلفی کے موقع کے تم بھی اکثر نوکروں اور چھوٹے لوگوں سے خطاب کرتے وقت بولا جاتا ہے، ورنہ اکثر اور عموماً واحد مخاطب اور جمع مخاطب دونوں کے لئے (آپ) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

آپ تعظیماً واحد غائب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ لوگ طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے تھے، مگر آپ کو کبھی ملال نہ ہوتا۔ یا جب کوئی شخص کسی کو دوسرے سے ملاتا ہے، تو تعظیماً کہتا ہے کہ آپ فلاں شہر کے رئیس ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں وغیرہ وغیرہ

(ہم) ضمیر متکلم جمع میں استعمال ہوتا ہے، لیکن بڑے لوگ بجائے واحد متکلم کے بھی استعمال کرتے ہیں، جیسے ہم نے جو حکم دیا تھا اس کی تعمیل کیوں نہیں کی گئی۔ نظم میں یہ تخصیص نہیں، وہاں اکثر واحد متکلم کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تیری عادت ہی سہی

ایک ہم ہیں کہ دیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

کبھی متکلم عمومیت کے خیال سے (ہم) استعمال کرتا ہے جیسے ایک لڑ

www.taemeernews.com



ہمیں یہ سب کچھ چھوڑنا پڑے گا تب بھی ہماری حالت ہی اس قابل نہیں ہے۔
کبھی متکلم اپنے لئے (ہم) کا استعمال کرتا ہے، جیسے یہ چند روزہ صحبت ہی غنیمت ہے، ورنہ پھر ہم کہاں تم کہاں، ہماری قسمت ہی بری ہے، جو کام کیا بگڑ گیا وہ بڑے ضدی ہیں کسی کو کیوں ماننے لگے۔ آخر ہمیں کو دبنا پڑا۔
بعض اوقات اس کا استعمال مبہم ہوتا ہے، اور یہ صحیح طور سے نہیں معلوم ہوتا کہ متکلم کے ساتھ اور کون شریک ہیں۔ مثلاً کوئی کہے میرا ساتھ کون دے گا اس کے جواب میں دوسرا شخص کہے "ہم سب تمہارا ساتھ دیں گے"۔ اگرچہ کہنے والا واحد ہے مگر دوسرے کو بھی شریک کر لیتا ہے
بعض اوقات اس کے ساتھ دوسرے الفاظ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔
جیسے ہم رعایا نے سرکار، ہم شرکائے مجلس۔
کبھی کبھی عجز انکسار کی غرض سے جب کہ اپنی شخصیت کا اظہار سننے والوں کے سامنے مناسب خیال نہیں کیا جاتا۔ گویا متکلم اپنی رائے یا فعل کو بھی دوسروں کی آڑ میں چھپا لیتا ہے، جیسے ہماری رائے میں تعلیم کی اصلاح میں نہایت سرگرمی سے کوشش کرنی چاہئے۔
اس کا استعمال زیادہ تر اخباروں کے ایڈیٹر کرتے ہیں جو گویا اہل ملک کے نائب ہیں۔
بعض اوقات یار اور یاروں کا لفظ واحد متکلم کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے یار تو گوشۂ تنہائی میں رہتے ہیں کہیں آتے نہ جاتے، یاروں سے بچ کر کہاں جائیے گا۔ یاروں کا لفظ واحد متکلم اور جمع متکلم دونوں کے لئے آتا ہے، مگر عموماً بے تکلفی کے موقع پر استعمال ہوتا ہے، یہ استعمال کسی قدر رعامیانہ سمجھا جاتا ہے۔

www.taemeernews.com



کیا مدِ نظر تم کو ہے یاروں سے تو کہئے
گر منہ سے نہیں کہتے اشاروں سے تو کہئے

(ذوقؔ)

جب کسی جملے میں کوئی اسم یا ضمیر فاعلی حالت میں ہو، اور وہی مفعول بھی واقع ہو تو بجائے ضمیر مفعولی کے آپ کو۔ اپنے تئیں۔ یا اپنے آپ کو استعمال کرتے ہیں، جیسے احمد آپ کو دور کھینچتا ہے۔ یا اپنے تئیں بڑا آدمی سمجھتا ہے۔ یا اپنے آپ کو فاضل خیال کرتا ہے۔

اسی طرح جب کوئی اسم یا ضمیر فقرے میں فاعل ہے اور اس کی اضافی حالت لانی منظور ہو تو بجائے اصل ضمیر اضافی کے اپنا، اپنی، یا اپنے۔ حسب موقع استعمال ہوں گے۔ جیسے احمد اپنی حرکت سے باز نہیں آتا۔ تم اپنا کام کرو مجھے اپنے کام سے فرصت نہیں، وہ خود تو چلے گئے مگر اپنا کام مجھ پر چھوڑ گئے یہ اسی حالت میں ہے جب کہ فاعل ایک ہو، اگر فاعل الگ الگ ہوں تو (اپنے) کی ضمیر نہیں آئے گی۔ بلکہ جس ضمیر کا موقع ہوگا اسی کی اضافی حالت لکھی جائے گی جیسے وہ تو چلے گئے مگر ان کا کام مجھ پر آ پڑا یہاں چلے گئے۔ کا فاعل وہ ہے اور آ پڑا کا فاعل ان کا کام ہے جیسے تم تو چلے گئے، مگر تمہارا کام انہوں نے مجھے سونپ دیا۔ یہاں چلے گئے۔ کا فاعل تم ہے اور سونپ دیا کا فاعل انہوں نے اپنا، اپنی، اور اپنے مضاف کے لحاظ سے حسب ترتیب واحد مذکر۔ واحد و جمع مونث اور جمع مذکر کے لئے آتے ہیں۔ اگر حروف ربط میں سے کوئی مضاف کے بعد آ جاتا ہے تو (اپنا) بدل کر (اپنے) ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ اپنے کام سے غافل ہے وہ اپنے ہوش میں نہیں۔

دراصل ایسے فقروں میں اصل ضمیریں اپنا، اپنے، اپنی سے

www.taemeernews.com



بدل گئی ہیں، مثلاً مجھے اپنے کاموں سے فرصت نہیں۔ اصل میں تھا۔ مجھے میرے کاموں سے فرصت نہیں۔

آپ اور اپنا دوسرے ضمائر کے ساتھ تاکید کے لئے بھی آتے ہیں مثلاً حالت فاعلی میں۔ میں آپ گیا تھا۔ وہ آپ آئے تھے۔ ہم آپ آئے تھے۔ تم آپ گئے تھے۔ حالت اضافی میں جیسے میرا اپنا کام تھا۔ یہ ان کا اپنا باغ ہے۔

میرا اپنا جدا معاملہ ہے (غالب)
اور کے لین دین سے کیا کام

فارسی کا لفظ خود بھی (جس کے معنی آپ آپنے آپ کے ہیں) انہیں معنوں میں آتا ہے۔ جیسے انہوں نے خود فرمایا۔ خود بعض حالتوں میں زیادہ فصیح ہے۔ اور خصوصاً حالت مفعولی میں جیسے میں نے خود اسے دیا۔ یہاں خود کے استعمال سے ابہام پایا جاتا، کہ خود کا تعلق (میں) سے ہے یا۔ (اسے) سے بھی ہے۔ اس کے رفع کرنے کے لئے ایسے موقعوں پر استعمال کی یہ صورت ہونی چاہئے کہ جس لفظ سے اس کا تعلق ہو اسکے اوّل استعمال کیا جائے۔ مثلاً اگر یہاں خود کا تعلق (میں) سے ظاہر کرنا مقصود ہو تو یوں کہا جائے، خود میں نے اسے دیا: مگر حالت اضافی میں خود کا استعمال فصیح نہیں ہے، ایسے مواقع پر اپنا زیادہ فصیح ہے۔ مثلاً خود کا کام خود کرنا چاہئے کی بجائے اپنا کام آپ کرنا چاہئے۔ زیادہ فصیح ہے۔

## ۲۔ ضمیر موصولہ

وہ ہے جو کسی اسم کے بجائے آتی ہے، مگر اس کے ساتھ ہمیشہ ایک جملہ ہوتا ہے۔ جس میں اس کے اسم کا بیان ہوتا ہے جیسے وہ

www.taemeernews.com



کتاب جو کل چوری گئی تھی مل گئی ہے۔ آپ کے دوست جو چیچک رو ہیں مجھے ملے تھے۔ پہلے میں جو کتاب کے لئے اور دوسرے میں (جو) دوست کے لئے اور ساتھ کے جملوں میں دونوں اسموں کا بیان ہے۔

ضمیر موصولہ صرف (جو) ہے۔ جس کی مختلف حالتیں یہ ہیں۔

| | واحد | جمع |
|---|---|---|
| فاعلی حالت | جس نے | جنہوں نے |
| مفعولی حالت | جس کو یا جسے | جن کو یا جنہیں |
| اضافی حالت | (مذکر) جس کا | جن کا۔ |
| | (مونث) جس کی | جن کی |

جن کو جنہیں، جنہوں نے۔ جن کا اگرچہ جمع ہیں مگر تعظیماً واحد کے لئے آتے ہیں۔ جس اسم کے لئے یہ ضمیر آتی ہے۔ اسے مرجع بھی کہتے ہیں۔

ضمیر موصولہ ہمیشہ ایک جملے کے ساتھ آتی ہے اور دوسرا جملہ اس کے جواب میں ہو۔ مثلاً وہ کتاب جو کل خریدی تھی، دوسرا " وہ کتاب باقی رہی۔ اس میں، جو، ضمیر موصولہ ہے۔

(جو) حالت فاعلی میں واحد اور جمع دونوں میں یکساں استعمال ہوتا ہے مگر فاعل کے ساتھ جب ہو " ہو تو واحد میں (جو) بدل کر (جس) اور جمع میں (جنہوں) ہو جاتا ہے۔ مثلاً جس نے ایسا کیا برا کیا۔ وہ لوگ جنہوں نے قصور کیا تھا معاف کر دیئے گئے۔

کبھی (جو) کے جواب میں فقرہ ثانی میں (سو) آتا ہے جیسے جو ہو سو ہو جو پڑھے گا سو گرے گا۔

(جون) بھی ہندی میں ضمیر موصولہ ہے۔ مگر اردو میں (سا) کے ساتھ مل کر آتا ہے۔ جیسے ان میں سے جون سا چاہو لے لو۔ جمع (جون سے) اور واحد جمع مونث میں (جون سی) استعمال ہوتا ہے۔

کبھی (کہ) بطور ضمیر موصولہ کے استعمال ہوتا ہے، جیسے

ہم کہ آشوبِ جہاں سے تھا ستم دیدہ بہت
اس کو سمجھا غنیمت دلِ غم دیدہ بہت
(آزاد)

جو، جس اور جن بہ تکرار بھی آتے ہیں۔ اور واحد یا جمع کی حالت میں ان کا اطلاق فرداً فرداً ہوتا ہے، جیسے جو پسند ہو لے لو، جن جن کے پاس گیا انہوں نے یہی جواب دیا۔

## ضمائر استفہامیہ

جو سوال پوچھنے کے لئے آتے ہیں وہ یہ ہیں۔ کون اور کیا، کون، جاندار کے لئے آتا ہے، کیا، بے جان کے لئے۔

جیسے:-

کون کہتا ہے کیا چاہئے

(کون) کی مختلف حالتیں ہیں۔

| | واحد | جمع |
| --- | --- | --- |
| فاعلی حالت۔ | کون (بے نے کے ساتھ) | کون (نے کے ساتھ) |
| مفعولی حالت۔ | کسے یا کس کو، کس سے | کن کو یا کنہیں، کنھوں سے۔ |
| اضافی حالت۔ | کس کا | کن کا |

جیسے کون کہتا ہے، کس نے کہا، کس کے پاس گئے، کس کو دیا، کن اب صورتِ تنہا میں ضمیر کے بجائے نہیں آتا ہے، بلکہ اسم کے ساتھ آتا ہے جیسے کن لوگوں نے کہا

www.taemeernews.com



کس کس، کن کن۔ اور کیا کیا میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے کس کس کو دوؤں۔ کن کن سے لبھوں، کیا کیا کر دوں؟

کون کون میں بولتے ہیں، جیسے وہاں کون کون تھے۔

ان فقروں میں فعل کئی اشخاص یا اشیاء پر فرداً فرداً واقع ہوتا ہے۔ اور جمع کا ہونا بتاتا ہے۔

کون سا، کون سی، کون سے میں بجائے ضمیر مستعمل ہے، کون اور کون سا میں فرق اتنا ہے، (کون سے) میں ذرا خصوصیت پائی جاتی ہے اور یہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جبکہ کئی چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب مقصود ہو۔ مثلاً ان میں سے کون سا چاہئے۔ یہاں کون نہیں کہیں گے (سا) کے ساتھ، کون۔ اشخاص اور اشیاء دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

**ضمیر اشارہ** جو بطور اشارہ کے استعمال ہوتی ہے، وہ، بعید کے اور، یہ " قریب کے لئے ضمائر اشارہ اور ضمائر غائب شخصی ایک ہی ہیں، لیکن جب بطور اشارہ استعمال ہوتی ہیں، تو انہیں ضمائر اشارہ کہتے ہیں، جیسے وہ لوگ یا یہ حرف ربط کے آنے سے وہ اس سے اور یہ اس سے بدل جاتا ہے، اور جمع میں ان اور ان ہو جاتا ہے۔

دین اور دفتر تھے کبھی کچھ چیز

اب دوسرا کیا ہے اس میں اور اس میں

**ضمائر تنکیر** وہ ہیں جو غیر معین اشخاص یا اشیاء کے لئے آئیں ضمائر تنکیر دو ہیں، کوئی۔ اور، کچھ

کوئی۔ اشخاص کے لئے اور کچھ اشیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے کوئی ہے؟ کوئی نہیں بر مثلہ، کچھ ہے یا نہیں؟ کچھ نہ کہو، کچھ تو ہے جس

www.taemeernews.com



کی پردہ داری ہے۔؟

حرف ربط کے آنے سے کوئی، کی صورت، کسی ہو جاتی ہے، جیسے ؎
کسی کے پاس نہیں، کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔

جب یہ ضمائر تکرار کے ساتھ کوئی کوئی اور کچھ کچھ استعمال ہوتی ہیں تو اس میں خاص زور پایا جاتا ہے، مگر معنی قلت کے آتے ہیں، جیسے اب بھی کوئی کوئی نظر پڑ جاتا ہے، اگرچہ نایاب ہے، مگر کسی کے پاس اب بھی مل جاتی ہے۔ ابھی کچھ کچھ درد باقی ہے۔ نفی کے ساتھ بھی بہ تکرار آتا ہے، جیسے ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا۔ کوئی نہ کوئی مل جائے گا۔

عربی کے الفاظ، بعض اور بعضے بھی ضمیر تنکیر کا کام دیتے ہیں، بعض کا یہ خیال ہے، بعض نے کہتے ہیں، بعض، تکرار کے ساتھ بھی آتا ہے، جیسے بعض بعض ایسے بھی ہوتے ہیں، اسی طرح، فلاں کل، اور بھی بطور ضمیر تنکیر کے استعمال ہوتے ہیں۔

ضمائر تنکیری دوسرے ضمائر کے ساتھ مل کر مرکب بھی آتی ہے جیسے جو کوئی جو کچھ جس کسی، ہر کوئی۔ جیسے جس کسی سے کہتا ہوں، وہ اسے اچھی کو قائل کرتا ہے، جو کچھ کہو بجا ہے، ہر کوئی یہی کہتا ہے، جو کچھ ہے غنیمت ہے، اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔

**صفات ضمیری** — یہ وہ صفات ہیں، جن میں کم و بیش ضمیر کی خاصیت بھی پائی جاتی ہے، یہ الفاظ بناں میں داخل ہیں یا صفات ہوتے ہیں، یہ ضمیر اسم کے ساتھ آنے سے صفات ہو جاتے ہیں، اور بغیر اسم کے ضمیر، ان میں سے ایک تو وہ ہیں جو ضمیری مادوں کے آگے "سا" اور ایسا، بڑھا کر بنائے گئے ہیں، اور باقی دوسرے الفاظ ہیں۔ ضمیری مادے

www.taemeernews.com

ہندی میں پانچ ہیں۔

(۱) یا (या) ای (यह) (۲) دا (दा) اور (और) (۳) جا آتی (जाति) جی (जी)

(۴) سبا (सभा) تی (ति) (۵) کا (का) کی ([illegible])

ان صفات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک صفات ذاتی دوسری صفات ..

مقداری

| صفات مقداری | | صفات ذاتی |
|---|---|---|
| اتنا | (اِتنا) | ایسا |
| اتنا | (اُتنا) | ویسا |
| جتنا | (جتنا) | جیسا |
| کتنا | (کتنا) | کیسا |

ان کے علاوہ دوسرے الفاظ یہ ہیں، ایک، دوسرا دونوں، اور بہت بعض، بعضے، نیز سب، ہر، فلاں، فلانا، کئی، کے، چند، کل۔

ایک: صفت عددی ہے جب ضمیر ہوتا ہے تو اس کے جواب میں دوسرا آتا ہے، جیسے ایک یہ کہتا ہے، دوسرا یہ کہتا ہے کبھی جواب میں دوسرے کے بجائے، (ایک) ہی استعمال ہوتا ہے، جیسے ایک آتا ہے ایک جاتا ہے، کبھی ایک اور دوسرا مل کر آتے ہیں اور اپنا تعلق باہمی ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے ایک دوسرے سے محبت کرو۔"

ہر کبھی اکیلا اور بطور اسم کے استعمال نہیں ہوتا، بلکہ ہمیشہ (ایک) یا (کوئی) کے ساتھ مل کر آتا ہے، ہر ایک۔ ہر کوئی ایسی حالت میں اسے ضمیر کہہ سکتے ہیں۔

www.taemeernews.com

اور جیسے مجھے اور سے کیا مطلب۔ اس کی جمع بھی آتی ہے۔ جیسے مجھے اوروں سے کیا غرض۔

"بہت" کی ایک اور صورت "بہتیرا" ہے جس سے کثرت ظاہر ہوتی ہے، اور اکثر تمیز فعل واقع ہوتا ہے، اس کے علاوہ بہت سا بھی مستعمل ہے۔ بہت سے بہتیرے، بطور ضمیر کے استعمال ہوتے ہیں جیسے بہتیرے عیدانے رکھتے ہیں، بہت سے یہ سمجھتے ہیں کہ "اور" کے بطور ضمیر کے بھی آتے ہیں کئی کے ساتھ ایک بھی ملکر آتا ہے جیسے کئی ایک اور اسی طرح کتنے ایک بھی مستعمل ہے مثلاً کے چاہئیں کئی ایسے ہیں جو اسے نہیں ملتے کئی ایک کہتے ہے بعض کی رائے ہے سب چلے گئے وغیرہ،

## ضمائر کے ماخذ

اردو کی تمام ضمیریں ہندی میں جو سنسکرت اور پراکرت سے ماخوذ ہیں، ان کی اصل کا پتہ لگانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ لہذا مختصر طور پر یہاں بحث کی جاتی ہے۔

میں، سنسکرت میں ضمیر واحد متکلم "سیا" پراکرت میں "ہے"؛ اور دور افعال متعدی میں جز "میں" کے ساتھ "نے" استعمال ہوتا ہے وہ زائد ہے۔ چنانچہ مارواڑی، قدیم بیسواڑی اور دیگر پرانی ہندی اور دکنی میں، میں، بغیر "نے" کے استعمال ہوتا ہے، پنجابی میں بھی، میں "ہے" مرہٹی میں (می) آتا ہے،

تو سنسکرت کی واحد صورت فاعل "توم" سے اب ہے ہندی کی بعض زبانوں مثلاً مارواڑی اور قدیم بیسواڑی نیز پرانی اردو میں "تو" اور "تیں" استعمال ہوتا ہے۔

مجھ اور تجھ پراکرت کی اضافی حالت مجھا اور تجھا سے پیدا ہوئے ہیں مجھ بجائے مہ اور توہ کے ہیں مہا اور توہا عام کا پراکرت میں

www.taemeernews.com

استعمال ہوتا تھا۔ پراکرت صورت تجّا اور تجّا کے آگے (ہی) کا اضافہ، کرنے سے تجھا ہی ہوا، اور اس سے مجھے تجھے بنے۔

میرا، تیرا اسی طرح بنے کہ قدیم اضافی صورت مہا کے، ان آگے حرف اضافت کیرا یا کیرد بجائے کیرا کو (سنسکرت کرتا) بڑھا دیا گیا۔ قواعد نویسوں نے عوام کی پراکرت کی صورت اضافی مہا کیرد بتائی ہے جن سے میرا بنا ہے۔ چنانچہ مارواڑی اور میواڑی میں مہا نرو، مہانو مستعمل ہے یہاں پراکرت کا کاف، اڑ گیا، اس کے بعد میرو یا میرا لعد تیرا بن گیا۔

(۴) پراکرت کی جمع متکلم حالت فاعلی ہے (ا ہے) سے بنا ہے۔ یہ صورت مارواڑی زبان میں اب تک قائم ہے۔ بنگالی، اُڑیہ گجراتی اے، مرہٹی ا ہی۔ مفعول حالت، ہمیں بھی اسی سے بنی ہے کیوں کہ اس کی پراکرت صورت۔ ہما ئیں ہے، اور اسی طرح تہیں تہا ئیں سے بن گیا ہے۔ ہمارا تمہارا کی اصل یہ ہے کہ اہما، اور تہا کے آگے پراکرت علامت، کی ا کا ہ، بڑھا دی گئی ہے اس سے اہما کرا کو اور تہا کرا کو بنا۔ اس سے برج کا ہمارو اور تہارو ہوا، اور اس سے ہندی ہمارا تہارا۔

(۵) سنسکرت کے لفظ ایش سے نکلا ہے، ہندی کی مختلف شاخوں میں یہ لفظ ذرا سے فرق سے موجود ہے، مثلاً یاہ، یہ۔ یہو، اید، ہے، لیکن یہ سب صورتیں ا شہ سے نکلی ہیں، اور ان سب میں وہ موجود ہے۔ لیکن ایک دوسری صورت یہ اور یا ہے جو پورب میں مستعمل ہے یہ غالباً پراکرت "امہ" سے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جس طرح اشارہ قریب کی صورتیں۔ اشہ۔ اور اماہ سے نکلی ہیں۔

www.taemeernews.com

اسی طرح اشارہ بعید دو اشہ اور اماہ سے نکلا ہوگا پرانی دکنی اردو میں یہ کے لئے " اسے " بھی استعمال ہوا ہے۔

جو، سو اور کون سنسکرت کے ضمائر یہ، سہ اور کہ سے نکلے ہیں کون کے متعلق۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ سنسکرت کی مفعولی حالت سے کم بنا ہے، اسی طرح جول پر قیاس کرنا چاہیئے۔

سنسکرت کی واحد اضافی حالت یسیا تھی، پراکرت جسا (جیم کا زبر) یا جسا (جیم کا زیر) ہو گیا۔ آخری حرف علت گر گیا۔ اور جس کی صورت قائم ہو گئی۔

سنسکرت " کا کوپی " پراکرت میں " کوبی " ہوا اور اسی سے ہندی کوئی نکلا۔ کا یا کی تمام ضمائر تنکیر اور ضمائر استفہامیہ کا اصل مادہ ہے " کسی " بھی اسی مادے سے نکلا ہے، سنسکرت میں اضافی حالت کسیا تھی، اس سے " کسی " بنا۔

کیا، ہندی دکاہ، یا دکہا ) اس کی اصل جی . کی . معلوم ہوتی ہے۔

سنسکرت کے کنچت سے کچھک اور اس سے کچھ بنا۔
آپ ( بمعنی خود ) کی اصل سنسکرت کا لفظ اتمن ہے،
آپ نے ادر اپنا پراکرت کی صورت آتمکا سے ماخوذ ہے۔
آپس کی نسبت یہ خیال ہے کہ وہ پراکرت کی صورت اضافی آپسا سے بنا ہے۔

آپ ( تعظیمی ) بھی اتمن سے ماخوذ ہے جو بعض ہندی بولیوں میں آپن اور آپو ہوا اور وہاں سے آپ بنا۔

www.taemeernews.com

# فعل

فعل وہ ہے کہ جس سے کسی شے کا ہونا یا کرنا ظاہر ہوتا ہے جیسے تماشا شروع ہوا۔ اس نے خط لکھا۔ ریل چلی۔

فعل کی بلحاظ معنوں کے تین قسمیں ہیں۔

۱۔ لازم
۲۔ متعدی
۳۔ ناقص۔

فعل لازم وہ ہے جس میں کسی کام کا کرنا پایا جاوے۔ مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک رہے۔ اور بس جیسے احمد آیا پپیہا بولا۔

فعل متعدی وہ ہے جس کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے (مفعول یعنی جس پر فعل واقع ہو) جیسے احمد نے خط لکھا۔ یہاں لکھا فعل ہے۔ احمد اس کا فاعل اور خط (جس پر لکھنے کا فعل ہوا ہے) مفعول ہے۔

فعل ناقص وہ ہے جو کسی پر اثر نہ ڈالے بلکہ کسی اثر کو ثابت کرے جیسے احمد بیمار ہے، اس جملہ میں فعل کا کرنا نہیں بلکہ ہونا پایا جاتا ہے احمد جو یہاں فاعل ہے کام کرنے والا نہیں بلکہ فعل کا سہنے والا ہے اور بیمار اس کی حالت کی خبر دیتا ہے۔

افعال ناقص اکثر یہ آتے ہیں، ہونا، بننا، نکلنا، رہنا، پڑنا، لگنا، نظر آنا دکھائی دینا۔ ان میں ہونا تو ہمیشہ فعل ناقص کے طور پر استعمال برتا ہے

لیکن باقی افعال کبھی لازم ہوتے ہیں اور کبھی ناقص، علاوہ انکے ہو جاتا بن جاتا - معلوم ہونا بھی افعال ناقص کا کام دیتے ہیں جیسے وہ سکار معلوم ہوتا ہے، وہ پاگل ہو گیا ہے۔

# مثالیں

وہ چالاک ہے۔ احمد بے خبر تھا۔ (ہونا فعل ناقص) (

| | | | |
|---|---|---|---|
| وہ جاہل ہی رہا۔ | ناقص | وہ شہر میں رہتا ہے | لازم |
| وہ بڑا بے وقوف نکلا | ایضاً | وہ دروازے سے نکلا | ایضاً |
| وہ امیر بن گیا۔ | ایضاً | میں ڈاکٹر بنوں گا۔ | ایضاً |
| وہ بیمار نظر آتا ہے | ایضاً | مجھ کو کچھ نظر نہیں آتا | ایضاً |
| وہ ہشیار دکھائی دیتا ہے | ایضاً | وہ مجمع میں کہیں دکھائی | |
| | | تو دیتا تھا۔ | ایضاً |
| وہ بھلا لگتا ہے | ایضاً | اس کے اینٹ لگی | ایضاً |
| وہ بیمار پڑا ہے۔ | ایضاً | میں وہاں پڑا رہا | ایضاً |

ان کے علاوہ چند افعال ایسے بھی پائے جاتے ہیں، جو بصورت تو لازم ہیں لیکن معناً ان کا میلان مجہول کی طرف ہوتا ہے، فعل کی یہ سب سے سادہ اور ابتدائی قسم ہے، جیسے۔ پٹنا، کھلنا، بجنا، بکنا، کھلنا، کٹنا وغیرہ وغیرہ، مثلاً دروازہ کھلا، مال بکا، احمد پٹا۔ اس میں کسی قدر مجہول کی شان پائی جاتی ہے جس کا ذکر آئے گا۔ یہ افعال در حقیقت نہ تو متعدی ہیں نہ لازم، کیونکہ فاعل کا فعل ثابت نہیں۔

# لازم فعل

افعال میں علاوہ جنس و تعداد کے تین چیزیں اور بھی پائی جاتی ہیں۔

www.taemeernews.com



۱۔ طور ۲۔ صورت ۳۔ زمانہ

طورِ فعل۔ وہ حالت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام خود فاعل سے صادر ہوا۔ یا کام کا اثر کسی پر واقع ہوا۔ دو فعل کے طور ہیں۔

جب فاعل کے کام کا اثر کسی دوسری شے یا شخص پر واقع ہو تو اسے معروف کہتے ہیں جیسے احمد نے نوکر کو مارا۔ یہاں فاعل کے کام کا اثر نوکر پر واقع ہوتا ہے مگر جب صرف وہ شے یا شخص معلوم ہو جس پر واقع ہوا ہے اور فاعل معلوم نہ ہو تو اسے مجہول کہتے ہیں جیسے اسے خط سنایا گیا یہاں سنانے والا یعنی فاعل نامعلوم ہے، اس لئے اسے مجہول کہتے ہیں، مجہول کے معنی نامعلوم کے ہیں۔

ہر فعل کی کوئی نہ کوئی صورت ہوتی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فعل (کام) کس ڈھنگ سے ہوا۔

فعل کی پانچ صورتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ خبری ۲۔ شرطی ۳۔ احتمالی

۴ امری ۵۔ مصدری

۱۔ خبری صورت وہ ہے جو کسی واقعے کی خبر دے۔ یا کسی امر کے متعلق استفسار کرے جیسے حامد گر پڑا۔ آپ پانی پئیں گے؟

۲۔ شرطی صورت۔ فعل کی وہ صورت ہے، جس میں شرط یا تمنا پائی جائے خواہ حرفِ شرط ہو یا نہ ہو، جیسے وہ آتے تو میں بھی چلتا، اس میں بعض اوقات توقع اور خواہش کا بھی اظہار ہوتا ہے، جیسے وہ آتا تو خوب ہوتا۔ یہ مکان مجھے مل جاتا تو اچھا ہوتا۔

۳۔ احتمالی صورت جس میں احتمال یا شک پایا جائے جیسے اس نے

www.taemeernews.com

کھا ہوگا، ممکن ہے کہ وہ نہ گیا ہو، شاید وہ آجائے۔

۴۔ امری صورت جس میں حکم یا التجا پائی جا سکے جیسے ہاں لا، تشریف لائیے۔

۵۔ مصدری صورت۔ جس میں کام کا ہونا بلاتعین وقت کے ہو، اس کے آخر میں ہمیشہ (نا) ہوتا ہے۔ جیسے ہونا، کرنا، کھانا حقیقت میں ایک قسم کا فعلی اسم ہے جو تجریدی طور پر فعل کے کام یا حالت کو بتاتا ہے اور زمانہ اور تعداد سے بری ہوتا ہے۔

زمانہ فعل کے لئے زمانے کا ہونا ضروری ہے۔ زمانے تین ہیں، گذشتہ جسے ماضی کہتے ہیں۔ موجودہ۔ جسے حال کہتے ہیں، اور آئندہ جس کا نام مستقبل ہے ہر فعل یا کام کا تعلق بلحاظ زمانے کے ان تینوں میں سے کسی کے ساتھ ضرور ہوگا، مادہ۔ مصدر کی علامت (نا) گرادینے سے فعل کا مادہ رہ جاتا ہے اور اس سے اکثر باقاعدہ افعال بنتے ہیں، مثلاً ملنا کا مادہ مل ہے اور چلنا کا چل ہندی فعل کا مادہ صورت میں امر مخاطب کے مشابہ ہوتا ہے حالیہ ناتمام و تمام فعل کے مادے سے حالیہ ناتمام و تمام بنتے ہیں۔

۱۔ حالیہ ناتمام، مادے کے آخر میں تا بڑھانے سے بنتا ہے،

۲۔ حالیہ تمام مادے کے آخر میں (ا) بڑھانے سے بنتا ہے۔

ذیل کی مثالوں سے پوری کیفیت معلوم ہوگی۔

| مصدر | مادہ | حالیہ ناتمام | حالیہ تمام |
|---|---|---|---|
| ٹلنا | ٹل | ٹلتا | ٹلا |
| ڈرنا | ڈر | ڈرتا | ڈرا |
| کھلنا | کھل | کھلتا | کھلا |

لیکن جہاں مادے کے آخر میں (ی) یا (د) ہوگا۔ وہاں (یا) بڑھانا

www.taemeernews.com



پڑے گا، جیسے کھانے سے کھایا۔ پی سے پیا، کھونے سے کھویا۔

یہ بھی خیال رہے کہ جب آخر میں (ی) معروف ہے تو حالیہ تمام کے اول اس کی صورت صرف زیر کی رہ جاتی ہے۔ جیسے پی سے پیا۔

مونث اور جمع کی صورت میں تبدیلی عام قاعدے کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے۔

| مونث جمع | مونث واحد | مذکر جمع | مذکر واحد |
| --- | --- | --- | --- |
| لاتیں | لاتی | لاتے | لاتا |
| لائیں۔ | لائی | لائے | لایا |

سہ حرفی مادوں میں دوسرے حرف کی حرکت ساکن ہو جاتی ہے، جیسے نکل سے نکلا، پھسل سے پھسلا وغیرہ۔

البتہ کچھ مفصلۂ ذیل مصادر میں حالیہ خلاف مادۂ افعال آتا ہے۔ ہونا سے ہوا، مرنا سے مرا۔ کرنا سے کیا۔ دینا سے دیا۔ لینا سے لیا۔ جانا سے گیا۔

تیسری صورت حالیہ معطوفہ کی ہے۔ جو مادے کے آخر "کے" یا لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے کھا کر۔ لی کے۔ سن کے۔

جب حالیہ کے ساتھ (ہوا) آتا ہے تو صفت کے معنے دیتا ہے جیسے کھویا ہوا، رُرتا ہوا، وغیرہ۔ بعض اوقات ہوا کے بغیر بھی صفت کا فائدہ دیتا ہے جیسے کھلا مکان چلتا جوتا، رُرتی صورت۔

افعال کے مختلف صیغوں کے بنانے کا طریقہ۔

افعال کے مختلف صیغے تین طرح سے بنتے ہیں، اول مادہ سے دوم حالیہ تمام اور امدادی افعال کے ذریعہ سے سوم حالیہ

www.taemeernews.com



ناتمام اور امدادی افعال کی مدد سے

ہر کام کی تین حیثیتیں ہوتی ہیں، (۱) کام جو ختم ہو چکا ہے (۲) جو شروع ہو چکا ہے، اور ختم نہیں ہوا، (۳) جو ابھی شروع نہیں ہوا۔

افعال کے تمام صیغے ان تین شقوں میں آجاتے ہیں۔ اب ہم زمانے کے لحاظ سے مختلف افعال کے بنانے کا ذکر کرتے ہیں، لیکن اس سے قبل فعل (ہونا) کی گردان لکھ دینی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ماضی اور حال کے اکثر صیغے اس فعل کی مدد سے بنتے ہیں۔

## ماضی

| واحد | جمع |
|---|---|
| وہ تھا | وہ تھے |
| تو تھا | تم تھے |
| میں تھا | ہم تھے |

## حال

| واحد | جمع |
|---|---|
| وہ ہے | وہ ہیں |
| تو ہے | تم ہو |
| میں ہوں | ہم ہیں |

## امر

| واحد | جمع |
|---|---|
| تو ہو | تم ہو |

www.taemeernews.com



ہو جیئے، ہو جیئے گا۔

ہونا

## مستقبل

| جمع | واحد |
| --- | --- |
| وہ ہوں گے | وہ ہو گا |
| تم ہو گے۔ | تو ہو گا۔ |
| ہم ہوں گے۔ | میں ہوں گا۔ |

(دراصل ہونا کا تعلق ان صیغوں سے کچھ نہیں۔ کیونکہ ہونا سنسکرت کے فعل (بہو) سے نکلا ہے۔ حالانکہ حال کے صیغے سنسکرت کے مادے (اس) سے اور ماضی کے صیغے (ستھا) سے نکلے ہیں لیکن اب ہندی اور اردو میں یہ تمام صیغے ہونا ہی کے تحت میں لکھے جاتے ہیں۔

## ماضی

افعال ماضی کے اقسام یہ ہیں۔ ماضی مطلق۔ ناتمام، تمام شرطیہ، تمنائی احتمالی۔

ماضی مطلق وہ ہے جس سے محض ایک فعل کے گذشتہ زمانے میں واقع ہونے کی خبر ملے اور بس۔ جیسے احمد گیا، موہن بھاگا۔

ماضی مطلق اس طرح بنتی ہے کہ مادہ فعل کے آخر (ا) بڑھایا جاتا ہے جیسے بھاگ سے بھاگا لیکن۔ اگر مادہ فعل کے آخر میں (الف) یا (واؤ) ہو تو بجائے ،الف کے (یا) بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً رو سے رویا، کھا سے کھایا ہے اور دے میں، الف، کے اضافے سے دل ،، اور (د) کا تلفظ زیر سے کیا جاتا ہے۔ جیسے لیا، دیا۔

www.taemeernews.com



جا سے گیا۔ کر سے کیا۔ اور مرے ہوا، بے قاعدہ ہیں، لیکن ہوا اب نہیں بولتے اس کے بجائے مرا آتا ہے۔ ہوا صرف مرکبات میں صفت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے ادہ موا۔ موئی ہی۔

ماضی ناتمام یہ ظاہر کرتی ہے کہ گذشتہ زمانے میں کام جاری تھا جیسے وہ کھا رہا تھا، یا کھاتا تھا، آخری حالت سے بعض اوقات عادت ظاہر ہوتی ہے جیسے جب کبھی وہ آتا تھا تو ان سے ملنے ضرور جاتا تھا۔ اس کے ظاہر کرنے کی دو اور صورتیں بھی ہیں۔ جیسے کھایا کرتا تھا کھاتا رہتا تھا اس کے علاوہ ماضی ناتمام ایک اور طرح بھی ظاہر کی جاتی ہے۔ مثلاً کہتا رہا۔ کیا تا رہا، بکتا رہا۔ اکثر یہ صورت فعل کے متواتر جاری رہنے کو ظاہر کرتی ہے یا کسی ایسی حالت کو بتاتی ہے، جب کہ دو کام برابر ہو رہے ہوں، مثلاً میں ہر چند منع کرتا رہا مگر وہ بکتا رہا، بارش ہوتی رہی اور وہ نہاتا رہا۔ سوائے ان صورتوں کے ماضی ناتمام کے ظاہر کرنے کی ایک اور صورت بھی ہے، جیسے پکارا کیا، بکا کیا، سنا کیا۔ معنا اس کی حالت بھی گذشتہ صورت کی سی ہے:

بعض اوقات آخری علامت حذف ہو جاتی ہے، جیسے، اس میں لڑائی کی کیا بات تھی، وہ اپنا کام کرتا تم اپنا کام کرتے (یعنی کرتے رہتے) ایسی عادت تھی کہ پہلے کھانا کھاتا پھر پڑھنے جاتا (یعنی کھاتا تھا اور جاتا تھا) جب کبھی وہ آتے ہزاروں باتیں سنا جاتے (آتے تھے اور سنا جاتے تھے)

ماضی تمام (بعید) جس سے فعل کا زمانہ گذشتہ میں ختم ہو جانا پایا جاتا ہے حالیہ تمام کے بعد تھا، بڑھانے سے بنتی ہے جیسے دل گیا تھا، اس کی دوسری صورت چکا تھا، بڑھانے سے بھی پیدا ہوتی ہے اس میں زیادہ زور ہوتا ہے اور اکثر اس وقت استعمال ہوتی ہے جب کہ اس سے پیشتر

www.taemeernews.com



ایک اور کام ہو چکا ہو، جیسے وہ میرے پاس آنے سے پہلے نکل چکا تھا، میں جاکر کیا کرتا، اس کا کام پہلے ہی ہو چکا تھا۔

ماضی احتمالی (یا شکیہ) جس میں احتمال یا شک پایا جائے۔

حالیہ تمام کے بعد ہوگا، بڑھانے سے بنتی ہے جیسے آیا ہو، لایا ہو، آیا ہوگا، لایا ہوگا۔ آیا ہو، میں احتمال کا پہلو زیادہ ہے اور آیا ہوگا میں کم جیسے وہ حاضر آیا ہوگا، ممکن ہے وہ آیا ہو۔

ماضی شرطیہ (یا تمنائی) جس میں شرط یا تمنا پائی جائے۔

مادۂ فعل کے بعد (تا) بڑھانے سے بنتی ہے جیسے آتا، جاتا، کرتا، اگر وہ آجاتا تو اچھا ہی ہوتا، بعض اوقات ماضی شرطیہ سے بھی احتمال کے معنی پیدا ہوتے ہیں، جیسے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ بن بلائے آجاتا، میرا خیال ہے کہ وہ آجاتا۔

دوسری صورت اس کی حالیہ تمام کے بعد، ہوتا، بڑھانے سے بنتی ہے جیسے گرا ہوتا، کھایا ہوتا، پہلی صورت میں فعل کے وقوع سے تعلق نہیں بلکہ ایک فرضی صورت ہے۔ دوسری صورت میں شرط فعل کے وقوع کے ساتھ ہم کبھی یہ زمانہ گذشتہ میں محض وقوع فعل کو ظاہر کرتی ہے، شرط یا تمنا کا کوئی لگاؤ نہیں ہوتا، جیسے، تمہیں کیا وہ اپنا کام کرتا یا نہ کرتا، اول میں تمہارے پاس آتا، پھر وہاں جاتا یہ کیوں کر ممکن تھا۔

## فعل حال

فعل حال سے زمانۂ موجودہ کا اظہار ہوتا ہے
اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ سب سے اول وہ سادہ اور قدیم حال مطلق ہے جس کی صورت سے

www.taemeernews.com



اب تک اس کی اصل ظاہر ہے، مگر موجودہ حالت میں وہ صاف صاف زمانۂ حال کو ظاہر نہیں کرتا، بلکہ زمانۂ حال کے ساتھ اس میں کئی قسم کے معانی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اردو قواعد نویسوں نے مضارع کے نام سے اسے ایک الگ فعل قرار دیا ہے۔ اور ماضی، حال اور مستقبل تینوں میں سے کسی ایک زمانہ کے اندر رہو، بعض انگریز قواعد نویسوں نے اسے مستقبل کے لئے لکھا ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں ہے، درحقیقت یہ حال ہے اور اب بھی اس میں حال کے معنے پائے جاتے ہیں، اس لئے ہم نے اسے حال ہی کے تحت میں رکھا ہے اگرچہ نام اس کا مضارع ہی مناسب ہوگا۔

مادۂ فعل کے آخر یائے مجہول بڑھانے سے مضارع بنتا ہے جیسے "لا" سے "لائے"، جمع غائب میں لائیں، مخاطب میں لاؤ اور لائیں، متکلم میں لاؤں اور لائیں۔

مضارع کی موجودہ صورت سے پہلے قدیم حال مطلق تھا، مثلاً جانے ہے دیکھو عرصہ پہلے بطور حال مطلق کے استعمال ہوتا تھا، اور اب بھی کہیں کہیں بول چال میں استعمال ہوتا ہے، اسی سے موجودہ حال مطلق "جاتا ہے" بنا ہے۔ یعنی اس کے تغیرات کی صورت یہ ہوئی۔ جاوے، جاوے ہے، جائے ہے، جاوت، اور حیات ہے اور جاتا ہے۔ موجودہ فصیح حال مطلق ہے، باقی صورتیں ملک کے مختلف حصوں میں مستعمل ہیں، مگر فصیح نہیں سمجھی جاتیں، لیکن موجودہ حال مطلق انہیں سے تراش خراش کر بن گیا ہے۔ زبان میں افعال اور دیگر اجزائے کلام کے متعلق وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، لیکن پھر بعض قدیم صورتیں باقی رہ جاتی ہیں اور وہ خاص خاص حالتوں میں استعمال ہونے لگتی ہیں یہی حالت مضارع کی ہے، اصل ماہیت پر غور نہ کرنے سے

www.taemeernews.com



ڈھولتہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ امر یہ دوسری سادہ صورت حال کی ہے۔ امر کے معنی حکم کے ہیں یہ عموماً حکم اور التجا کے لئے آتا ہے۔ جیسے جاؤ، چلو، دُور رہو، تشریف رکھیے۔ اس کا فاعل اکثر محذوف ہوتا ہے، اس لئے کہ مخاطب کے سامنے موجود ہے، علامت مصدر گرا دینے کے بعد باقی امر رہ جاتا ہے، جیسے کھانے سے کھا۔ آنے سے آ، لیکن بہ نظر ادب و اخلاق واحد کے لئے جمع بولتے ہیں، جیسے دوسرے افعال میں بھی ہوتا ہے، جمع مخاطب امر میں واحد کے بعد واؤ یا یے بڑھا دیتے ہیں اکریئے، بیٹھو، بیٹھئے، واحد سوائے بے تکلفی، بچوں یا نوکروں کو خطاب کرنے یا نظم میں خدا کو خطاب کرنے کے دوسرے مواقع پر استعمال نہیں ہوتا، آخری صورت صرف آپ کے ساتھ استعمال ہوتی ہے جیسے بیٹھئے آپ ابھی نہ جائیے۔ مخاطب کے لئے امر غائب جمع صیغہ تعظیماً استعمال کرتے ہیں جیسے آپ تشریف رکھیں، آپ وہاں نہ جائیں، کبھی اور زیادہ تعظیم کے لئے امر کے بعد (ی) اور ہمزہ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے بیٹھئیے، کھائیے وغیرہ، یہ دونوں صورتیں آپ کے ساتھ استعمال ہوتی ہیں، جس سادہ امر کے آخر میں ،ی، ہوتی ہے تو وہاں امر تعظیمی کے لئے قبل ،ی، اور ہمزہ کے ج بڑھا دیتے ہیں ... کیونکہ ،ی، ،یا، اور ہمزہ کے ایک جگہ جمع ہونے سے تلفظ میں بہت دقت ہوتی ہے، مثلاً کیجئے، پیجئے، دیجئے، چونکہ یا اور جا کا اکثر بدل ہوتا ہے اس لئے سہولت کے خیال سے ج کا استعمال ہوا ہے۔ اس صورت میں امر کے آخر کی یائے مجہول بھی معروف ہو جاتی ہے۔ جیسے دینا اور لینا کی دے، دیجئے، لیجئے ہیں، کیجئے کرسے نہیں بنا بلکہ کیا سے بنایا گیا ہے۔

کبھی اس تعظیمی صورت کے آخر میں مزید تعظیم کے لئے گا بھی بڑھا دیتے

www.taemeernews.com



دیں۔ جیسے آئیے گا، فرمائیے گا، کیجیے گا۔ یہ درحقیقت مستقبل کی صورت ہے۔
کبھی امر مخاطب کی جمع علامت آخر واؤ کے پہلے ایک دی، بڑھا دیتے ہیں، جیسے رہو سے رہیو، بچو سے بچیو، یہ صورت تو اور تم کے ساتھ استعمال ہوتی ہے، آپ کے ساتھ نہیں آتی۔ جیسے یہاں آئیو۔ عموماً یہ صورت دعا کے لئے استعمال ہوتی ہے، خدا تم کو زندہ و سلامت رکھیو۔ صد و بست سال کی عمر جیو، مشرکوں پر لعنت ہو جیو۔ اب یہ صورت بہت کم استعمال ہوتی ہے۔
کبھی لیجئے اور دیکھئے (بغیر) بھی مخاطب کے لئے استعمال ہوتے ہیں، جیسے۔ آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجئے
جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجئے
لیکن اب اس کا استعمال نہیں ہوتا۔

۳۔ حال مطلق جس سے زمانہ حال عام طور پر بلا کسی تخصیص کے ظاہر ہوتا ہے، کھاتا ہے، یہ ناتمام کے آگے واحد غائب ہیں اور مخاطب میں دے، جمع مخاطب میں دہو، اور واحد متکلم میں دہوں، بڑھانے سے بنتا ہے۔ جمع غائب اور جمع متکلم کی ایک صورت ہے، وہ آتے ہیں، آئے ہے، جائے ہے، اب متروک سمجھا جاتا ہے، اگرچہ بول چال میں اب بھی کہیں کہیں مستعمل ہے۔

۴۔ حال ناتمام۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام جاری ہے اور ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ جیسے وہ آرہا ہے، وہ کھا رہا ہے، میں پڑھ رہا ہوں۔
مادہ فعل کے آگے رہا ہے، رہے ہیں، رہا ہوں، بڑھانے سے بنتا ہے۔

www.taemeernews.com



حال ناتمام ایک دوسری طرح سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے مثلاً وہ جاتا ہے، ایک کو ایک کھانے جاتا ہے، اس میں کسی قدر زیادہ زور اور فعل کا پے در پے یا متواتر ہونا پایا جاتا ہے۔

۵۔ حال تمام جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام ابھی ابھی ختم ہوا ہے، جیسے وہ آیا ہے، پیغام لایا ہے۔ حالیہ تمام کے بعد "ہے، ہیں، ہوں بڑھانے سے بنتا ہے۔

کبھی مادہ فعل کے بعد چکا ہے، چکا ہوں، چکے ہیں، بڑھانے سے حال تمام ظاہر ہوتا ہے، جیسے وہ کھا چکا ہے، میں کھا چکا ہوں اس صورت میں مزید تاکید اختتام فعل کی پائی جاتی ہے۔

۶۔ حال احتمالی جس سے زمانۂ حال کے کسی فعل میں احتمال پایا جاتا ہے جیسے وہ آتا ہو، یا وہ آرہا ہو، آتا ہو سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام قریب ماضی میں واقع ہوا ہوگا، اگرچہ احتمال ہے اور آرہا ہو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنے کا فعل جاری ہے۔ یعنی ظن غالب ہے، کہ وہ چل دیا ہے، یا حالت رفتار میں ہے، اور آنے کی امید ہے، یہی معنی آتا ہوگا، اور آرہا ہوگا سے بھی پیدا ہوتے ہیں، اور دونوں جائز ہیں،

(بعض اوقات "گا" کے اضافے سے ماضی احتمالی کے معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسے آیا ہوگا، لایا ہوگا، کرتا ہوگا سے عادت پائی جاتی ہے مثلاً ہم کسی سے سوال کریں کہ تم نے کبھی اسے ایسا کرتے دیکھا وہ جواب میں کہے میں نہیں جانتا کرتا ہوگا۔

## فعل مستقبل

۱۔ مستقبل مطلق جس سے محض زمانۂ آئندہ پایا جائے۔

www.taemeernews.com



مضارع کے بعد گا، (یا گے یا گی) بڑھا دینے سے بنتا ہے جیسے کھائے گا۔ مگر مصدر ہونا سے ہو گا مستثنیٰ ہے، پرانی اردو میں ہوئے کا استعمال ہوتا تھا، مگر اب متروک ہے، رہے گا۔ اب بھی بول چال میں مستعمل ہے، اور حال یعنی (ہے) کے معنوں میں آتا ہے، مگر غیر فصیح ہے۔ اسی طرح ہوگا بعض اوقات حال کے معنی دیتا ہے، جیسے تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی بیوقوف ہوگا۔ (یعنی ہے)

۲۔ مستقبل مدامی جس میں آئندہ زمانے میں کام کا جاری رہنا پایا جائے جیسے کرتا رہے گا۔ چلتا رہے گا۔

جو اس شور سے میر روتا رہے گا۔
تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا۔

حالیہ ناتمام کے بعد رہے گا، بڑھانے سے بن جاتا ہے۔
مگر "جاتا رہے گا" مستقبل مطلق ہے۔ جیسے اس کا کام جاتا رہے گا:
یعنی ہاتھ سے نکل جائیگا یا بگڑ جائیگا۔ اسکا مصدر جاتا رہنا۔ ضائع ہونا، مصدر مرکب ہے۔
"رہے گا" سے ایک قسم کا استغنا بھی ظاہر ہوتا ہے جیسے آپ جائیے وہ آتا رہے گا:
کبھی ماضی بھی مستقبل کے معنی دیتا ہے، جیسے اگر وہ آگیا تو ضرور جاؤں گا۔ وہ آیا اور میں چلا۔ (یہاں دونوں ماضیاں مستقبل کے معنی میں ہیں)۔
کبھی حال بھی مستقبل کے معنی دیتا ہے، جیسے میں کل صبح جاتا ہوں اگرچہ زیادہ فصیح نہیں ہے) مصدر کے بعد "والا" کا لفظ بھی استقبال کے معنی دیتا ہے۔ اور مصدر ہونا کے حال کے ساتھ اکثر استعمال ہوتا ہے جیسے :۔

www.taemeernews.com



میں کتاب لکھنے والا ہوں، وہ اب جانے والا ہے۔ اس سے قریب کا آئندہ زمانہ ظاہر ہوتا ہے۔

بعض اوقات علامت مستقبل گر جاتی ہے، جیسے ایسا کبھی ہوا اور نہ ہو (یعنی نہ ہو گا)

"گا" علامت مستقبل جدید تراش ہے، پراکرت اور قدیم ہندی میں اس کا کہیں پتہ نہیں۔ قدیم ہندی میں زمانہ مستقبل کو مضارع کے ذریعہ سے ظاہر کرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ طریقہ ناکافی سمجھا گیا اور زیادہ تر امتیاز کے لئے مستقبل کے لئے ایک الگ علامت قائم کی گئی۔

"گا" دراصل سنسکرت کے مصدر گم (بمعنی جانا) کے حالیہ تمام مجہول گتو اور پراکرت گئو سے ماخوذ ہے، ہندی میں بھی مصدر جانا کا ماضی گیا ہے۔ زمانہ وسطیٰ کے شعراء نے گیا کا اختصار "گا" کر دیا جو مذکر میں استعمال ہوا۔ اور "گائی" اس کی تانیث ہوئی جو بعد میں "گی" رہ گئی۔

مصدر کے بعد کا، کے، کی، لانے سے بھی مستقبل مطلق کے معنی پیدا ہوتے ہیں، لیکن یہ ہمیشہ نفی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور تاکیدی معنی دیتا ہے، جیسے وہ نہیں آنے کا، میں نہیں جانے کا۔

## فعل کی گردان

فعل کی گردان میں تین باتوں کا لحاظ ہوتا ہے۔ جنس، تعداد اور حالت

## جنس و تعداد

جنس کے معنی تذکیر و تانیث، تعداد کے معنی واحد اور جمع کے ہیں۔

اردو میں فعل مذکر و مونث کی صورت میں فرق ہوتا ہے۔ واحد مذکر غائب میں الف اور مونث میں یائے معروف جیسے آیا اور آئی۔ کھا، اور کھاتا

www.taemeernews.com



اور آتی، ہوگا اور ہوگی۔ جمع مذکر غائب میں یائے مجہول، مونث میں اس کے آگے حرف ں بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے، آ، آئے، اور آئیں۔ جن افعال میں اصل فعل کے بعد کوئی دوسرا فعل یا علامت لگائی جاتی ہے، ان کی گردان میں ذرا اختلاف ہے۔ مثلاً ماضی بعید و تمام، و فعل حال مطلق و تمام میں بحالت مذکر اصل اور علامت دونوں کو بدلنا پڑے گا، جیسے آئے تھے، آیا ہے۔ آئے ہیں، آتا ہے، آتے ہیں، تو آتا ہے، تم آتے ہو۔ مگر بحالت مونث صرف امدادی فعل کو بدلنا پڑے، جیسے آئی تھی، آئی تھیں، آئی ہے، آئی ہیں آتی تو آتی ہے، تم آتی ہو۔

مگر فعل مستقبل میں یہ حالت مذکر ہو تو یہی صورت قائم رہے گی۔ یعنی اصل اور علامت دونوں بدل جائیں گی۔ لیکن مونث کی صورت میں اصل فعل تو حسب معمول بدل جائے گا۔ لیکن علامت مونث ایک ہی رہے گی۔ جیسے آئے گی، آئیں گی، آؤ گی۔ وغیرہ

حال امر۔ میں مونث اور مذکر کی کوئی تمیز نہیں جیسے چل اور چلو مذکر و مونث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ تمام افعال کے جمع متکلم میں تذکیر و تانیث کے صیغے یکساں آتے ہیں غالباً اس کی وجہ یہ ہے بالمشافہ باتیں کرنے میں تذکیر و تانیث کا امتیاز فضول ہے، لیکن جہاں عورتوں وغیرہ کا لفظ یا اور کوئی قرینہ موجود ہو تو فرق کر دیا جاتا ہے، جیسے ہم سب عورتیں جائیں گی، ہم سب سہیلیاں یا بہنیں جائیں گی۔

## حالت

فعل کی تین حالتیں ہیں۔ ۔ غائب، واحد اور متکلم اور ان میں سے ہر ایک کی بہ لحاظ تعداد دو حالتیں ہیں اس لئے کل چھ ہوئیں اور پھر

www.taemeernews.com



بہ لحاظ جنس کے ان چھ کی دو دو حالتیں ہیں۔ اس لئے ہر فعل کی بارہ حالتیں ہوئیں۔ ان میں سے ہر ایک کو صیغہ کہتے ہیں۔

# گردان افعال

## ماضی

### ۱۔ ماضی مطلق

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لایا | وہ لائے | تو لایا | تم لائے | میں لایا | ہم لائے |
| مؤنث | وہ لائی | وہ لائیں | تو لائی | تم لائیں | میں لائی | ہم لائیں |

### ۲۔ ماضی تمام (بعید)

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لایا تھا | وہ لائے تھے | تو لایا تھا | تم لائے تھے | میں لایا تھا | ہم لائے تھے |
| مؤنث | وہ لائی تھی | وہ لائی تھیں۔ | تو لائی تھی | تم لائی تھیں | میں لائی تھی۔ | ہم لائیں تھیں۔ |

www.taemeernews.com

## ۳۔ ماضی ناتمام

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لایا تھا یا لایا کرتا تھا | وہ لائے تھے یا لایا کرتے تھے | تو لایا تھا یا لایا کرتا تھا | تم لائے تھے یا لایا کرتے تھے | میں لایا تھا یا لایا کرتا تھا | ہم لائے تھے یا لایا کرتے تھے |
| مونث | وہ لائی تھی یا لایا کرتی تھی | وہ لائی تھیں یا لایا کرتیں تھیں | تو لائی تھی یا لایا کرتی تھی | تم لائی تھیں یا لایا کرتی تھیں | میں لائی تھی یا لایا کرتی تھی | ایضاً |

## ۴۔ ماضی احتمالی

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لایا ہو لایا ہوگا | وہ لائے ہوں لائے ہوں گے | تو لایا ہو لایا ہو گا | تم لائے ہو لائے ہوں گے | میں لایا ہوں لایا ہوں گا | ہم لائے ہوں لائے ہوں گے |
| مونث | وہ لائی ہو لائی ہوگی | وہ لائی ہوں لائی ہوں گی | تو لائی ہو لائی ہو گی | تم لائی ہو لائیں ہوں گی | میں لائی ہوں لائی ہوں گی | ایضاً |

www.taemeernews.com



## ۵- ماضی شرطیہ

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ گرتا گرا ہوتا | وہ گرتے گرے ہوتے | تو گرتا گرا ہوتا | تم گرتے گرے ہوتے | میں گرتا گرا ہوتا | ہم گرتے گرے ہوتے |
| مونث | وہ گرتی گری ہوتی | وہ گرتیں وہ گری ہوتیں | تو گرتی تو گری ہوتی | تم گرتیں یا تم گری ہوتیں | میں گرتی میں گری ہوتی | ایضاً |

# فعل حال

### ۱- حال قدیم یا مضارع

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لائے[۱] | وہ لائیں | تو لائے | تم لاؤ | میں لاؤں | ہم لائیں |
| مونث | ایضاً | ایضاً | ایضاً | ایضاً | ایضاً | ایضاً |

۱؎ ماضی مطلق جمع غائب اور مضارع واحد غائب کی صورت یکساں ہے. ان میں تمیز کرنا ضروری ہے خصوصاً جبکہ ضمیر غائب واحد اور جمع میں ایک ہی ہے

www.taemeernews.com



## ۲- حال مطلق

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لاتا ہے | وہ لاتے ہیں | تو لاتا ہے | تم لاتے ہو | میں لاتا ہوں | ہم لاتے ہیں |
| مؤنث | وہ لاتی ہے | وہ لاتی ہیں | تو لاتی ہے | تم لاتی ہو | میں لاتی ہوں | ایضاً |

## ۳- حال ناتمام

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لا رہا ہے | وہ لا رہے ہیں | تو لا رہا ہے | تم لا رہے ہو | میں لا رہا ہوں | ہم لا رہے ہیں |
| مؤنث | وہ لا رہی ہے | وہ لا رہی ہیں | تو لا رہی ہے | تم لا رہی ہو | میں لا رہی ہوں | ایضاً |

www.taemeernews.com



## ۴- حال تمام

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لایا ہے | وہ لائے ہیں | تو لایا ہے | تم لائے ہو | میں لایا ہوں | ہم لائے ہیں |
| مؤنث | وہ لائی ہے | وہ لائی ہیں | تو لائی ہے | تم لائی ہو | میں لائی ہوں | ایضاً |

## ۵- حال احتمالی

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ آتا ہو<br>آتا ہو گا<br>یا<br>آرہا ہو گا | وہ آتے ہوں<br>آتے ہوں گے<br>یا<br>آرہے ہوں گے | تو آتا ہو<br>آتا ہو گا<br>یا<br>آرہا ہو گا | تم آتے ہو<br>تم آتے ہو گے<br>یا<br>آرہے ہو گے | میں آتا ہوں<br>آتا ہوں گا<br>یا<br>آرہا ہوں گا | ہم آتے ہوں<br>آتے ہوں گے<br>یا<br>آرہے ہوں گے |
| مؤنث | وہ آتی ہو<br>آتی ہو گی<br>یا<br>آرہی ہو گی | وہ آتی ہوں<br>آتی ہوں گی<br>یا<br>آرہی ہوں گی | تو آتی ہو<br>آتی ہو گی<br>یا<br>آرہی ہو گی | تم آتی ہو<br>آتی ہو گی<br>یا<br>آرہی ہو گی | میں آتی ہوں<br>آتی ہوں گی<br>یا<br>آرہی ہوں گی | ایضاً |

www.taemeernews.com



## ۶۔ امر

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لائے | وہ لائیں | تو لا | تم لاؤ | میں لاؤں | ہم لائیں |
| مؤنث | ایضاً | ایضاً | ایضاً | ایضاً | ایضاً | ایضاً |

# فعل مستقبل

## ۱۔ مستقبل مطلق

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | وہ لائے گا | وہ لائیں گے | تو لائے گا | تم لاؤ گے | میں لاؤں گا | ہم لائیں گے |
| | وہ لائے گی | وہ لائیں گی | تو لائے گی | تم لاؤ گی | میں لاؤں گی | ایضاً |

## امر دوامی و مستقبل دوامی

رہنا اور اس کے مشتقات بعض دوسرے الفاظ کے ساتھ بطور امدادی فعل کے آتے ہیں۔ اس سے فعل میں دوام کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں جیسے جیتا رہ امر دوامی ہے۔ کھاتا رہے گا مستقبل دوامی ہے۔ آرہا تھا۔ جا رہا ہے ان سب میں یہی معنی پائے جاتے ہیں۔

# طورِ مجہول

اسے مجہول اس لئے کہتے ہیں کہ فعل کا فاعل معلوم نہیں ہوتا۔

طورِ مجہول عموماً اور اکثر افعال متعدی کا ہوتا ہے۔

جس فعل متعدی کا مجہول بنانا ہو اس فعل کی ماضی مطلق کے آگے مصدر جانا سے جو زمانہ بنانا منظور ہو وہی زمانہ بنا کر لگا دیا جائے۔ مثلاً کھانا سے حال مطلق مجہول بنانا منظور ہے تو کھانا کے ماضی مطلق کے آگے جانا کا حال مطلق لگا دیا جائے تو وہ ہوگا: کھایا جاتا ہے، اسی طرح کھایا جائے گا۔ (مستقبل) کھایا گیا (ماضی مطلق) کھایا جاتا تھا، (ماضی ناتمام) کھایا جائے (امر غائب یا مضارع)

وہ افعال جو طبعی طور پر مجہول واقع ہوئے ہیں، مثلاً پٹنا، لٹنا، پلنا، کھلنا.. بٹنا (تقسیم ہونا) چھدنا، بجنا، کٹنا، سلنا، کھلنا، جیسے وہ پٹا، اب یہاں بظاہر وہ فاعل معلوم ہوتا ہے، لیکن درحقیقت یہ نہیں ہے پیٹنے والا کوئی اور ہی ہے، "وہ" صرف قائم مقام فاعل ہے۔ اصل میں یہ تھا: وہ پیٹا گیا۔

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

اس شعر میں نہ لٹتا کے معنی ہیں نہ لوٹا جاتا۔ اسی طرح آٹا تلا۔ ظاہر ہے کہ آٹا خود بخود تلتا نہیں، تولنے والا کوئی اور ہے۔ اور اس لئے آٹا فاعل کیسے

www.taemeernews.com



ہو سکتا ہے۔ دراصل تھا۔ "آٹا تولا گیا" اسی طرح کپڑے سلے، روپے بٹے گھوڑا لدا۔ کان چھدا۔ دروازہ کھلا، لکڑی کٹی، وغیرہ وغیرہ

بعض اوقات فعل لازم کے ساتھ بھی طور مجہول استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مجھ سے وہاں جا کر آیا نہ گیا۔ مجھ سے اتنی دور نہیں چلا جاتا۔ مجھ سے آیا نہیں جاتا۔ لیکن یہ صورت ہمیشہ نفی کے ساتھ آتی ہے۔ اور اس کے معنی بھی خاص ہیں۔ یعنی یہ ہمیشہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کہ فاعل یا قائل کو کسی فعل کا کرنا منظور نہیں یا وہ اس کے کرنے سے معذور ہے۔ انہیں معنوں میں یہ طور مجہول افعال متعدی کے ساتھ بھی آتا ہے، جیسے مجھ سے کھانا کھایا نہ گیا۔

گل میں اس کی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا۔ (دبیر)
ہم کو بن دوش ہوا باغ میں لایا نہ گیا

یہاں گیا کے معنی "سکنے" کے ہیں، اگرچہ صورت مجہول کی ہے۔ لیکن بعض اوقات جانا بطور فعل امدادی کے دوسرے افعال کے ساتھ آتا ہے، مثلاً کھا جانا، دب جانا، اٹھ جانا۔ لہٰذا ان افعال میں اور طور مجہول میں فرق کرنا چاہئے۔ اس کا امتیاز بہ آسانی اسی طرح ہو سکتا ہے۔ اگر فعل کے ساتھ صورت فاعلی استعمال ہو سکتی ہے تو بطور معروف ہے اور اگر نہیں ہو سکتی تو وہ طور مجہول ہے،

طور مجہول میں جو جانا استعمال ہوتا ہے۔ وہ پراکرت کے طور مجہول سے ماخوذ ہے۔ پراکرت میں طور مجہول کے بنانے کے لئے "ا جا" مادۂ فعل کے آگے بڑھا دیتے ہیں (سنسکرت میں علامت مجہول یا ہے) مارواڑی میں اب تک پراکرت کی اصل کا پتہ لگتا ہے، مارواڑی میں طور مجہول کے لئے "اجو"

استعمال ہوتا ہے، جیسے۔ کرا جزو یعنی کیا جانا، مرور زمانہ لدہ نثر اصل پر نظر نہ رہنے سے خانہ اجاگر جا، جانا کا جا سمجھا گیا۔ اور رفتہ رفتہ طور مجہول کے لئے جانا استعمال ہونے لگا۔

## افعال کی نفی

۱۔ افعال کے شروع میں نہ یا نہیں لگانے سے فعل منفی ہو جاتا ہے۔ مثلاً
وہ اب تک نہیں آیا۔ تم کل کیوں نہیں آئے۔ اسے کچھ نہ ملا۔

بعض اوقات نہیں بعد میں آتا ہے۔ جیسے میں تمام دن انتظار کرتا رہا مگر وہ آیا ہی نہیں نہ۔ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں، وہ بیٹھا تو نہیں یہ اکثر تخصیص کے موقع پر ہوتا ہے، لیکن نظم میں پابندی نہیں۔

۲۔ نہ اور نہیں کے استعمال میں فرق ہے، ماضی شرطیہ اور مضارع کے ساتھ "نہیں" استعمال نہیں کرتے بلکہ "نہ" استعمال ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ آتا تو خوب ہوتا، اگر وہ نہ آئے تو میں کیا کروں۔ بجھ ہم دل بجھتے جو نہ بادہ تو قدر ہوتا:

نہ تھا کچھ تو خدا تھا اور نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

جملہ شرطیہ کے دوسرے حصے میں بھی جسے جزا کہتے ہیں "نہیں" نہیں آتا۔ اگر آتا تو اچھا نہ ہوتا۔ بعض اوقات اس کے استعمال میں غلطی ہو جاتی ہے مثلاً

ع ہم خدا تجھ کو سمجھتے گر خودی ہوتی نہیں۔

میں اگر بجائے "نہیں" کے "نہ" ہوتا تو بہتر اور فصیح تر ہوتا۔

ماضی مطلق میں بے شرط کے ساتھ بھی اکثر نہیں استعمال نہیں

www.taemeernews.com



کرتے۔ جیسے اگر وہ نہ آیا تو کیا ہوگا۔

وہ نہ آیا تو تو ہی چل رنگین!
اس میں کیا تیری شان گھٹتی ہے۔

۳۔ حال امریہ کی نفی "نہ" اور "مت" دونوں سے آتی ہے جیسے نہ کر، مت کر، مت میں مزید تاکید پائی جاتی ہے۔

۴۔ ماضی مطلق میں اکثر اور عموماً "نہیں" آتا ہے۔ لیکن بعض اوقات "نہ" بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

اسی طرح ماضی تمام و ناتمام و احتمالی کے ساتھ بھی "نہیں" آتا ہے۔ لیکن جب ماضی احتمالی کی آخری علامت "تھا" محذوف ہو تو ہمیشہ "نہ" استعمال ہوگا جیسے ممکن ہے کہ وہ نہ سمجھا ہو اور یوں ہی چلا گیا ہو۔

۵۔ فعل مستقبل کی نفی مثل دوسرے افعال کے آتی ہے کبھی مصدر کے بعد کا، کی، کے۔ لگا دینے سے مستقبل کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ صورت ہمیشہ نفی کے ساتھ آتی ہے۔ اور اس سے تاکید مخصوص ہوتی ہے جیسے میں نہیں آنے کا، ہم نہیں آنے کے، وہ نہیں آنے کی ایسی صورت میں نفی کے لئے ہمیشہ "نہیں" آتا ہے۔

۶۔ نفی حال مطلق میں آخری علامت ہے یا ہیں حذف ہو جاتی ہے جیسے میں نہیں آتا، وہ نہیں آتا، اس سے نہیں کہا جاتا۔

کوئی صورت نظر نہیں آتی    کوئی امید بر نہیں آتی

لیکن جب کسی جملے کے دونوں حصوں میں حرف نفی لانا مقصود ہو تو "نہ"

www.taemeernews.com



لکھنا چاہیئے۔ اس وقت آخر کا فعل امدادی (یعنی ہے یا نہیں) نہیں گرتا۔ جیسے نہ خود آتا ہے نہ دوسروں کو آنے دیتا ہے۔ حال تام کے ساتھ بھی "نہیں" استعمال ہوتا ہے اور آخر سے فعل امدادی (ہے) یا ہیں گر جاتا ہے۔ جیسے وہ اب تک نہیں آیا (آیا ہے[1])

۷۔ ایسے افعال کو جو کسی اسم یا صفت کے اول میں ہوتا ہے۔ ان کی نفی دو طرح سے ہوتی ہے۔ یا تو حرف نفی اسم یا صفت کے اول ہوتا ہے۔ یا فعل کے اول جیسے میں یہ کتاب نہیں پسند کرتا۔ اور میں یہ کتاب پسند نہیں کرتا۔ میں ان باتوں سے نہیں خوش ہوتا۔ اور میں ان باتوں سے خوش نہیں ہوتا ہماری رائے میں فعل کے ساتھ حرف نفی لانا بہتر ہے۔

۸۔ بعض افعال کے آخر میں حرف نفی بھی زائد بھی آتا ہے۔ مگر اس میں ایک قسم کی تاکید اشتیاق پائی جاتی ہے۔ جیسے آؤ نہ وہاں چلیں، آ مر کو گیا۔ نہ

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی!

"نہ" کے ساتھ "ہی" کا استعمال غیر فصیح ہے۔ جیسے وہ آیا نہ ہی تم آئے۔

# افعال تعدیہ

سوائے ایک آدھ کے باقی تمام افعال لازم متعدی بن سکتے ہیں اور متعدی سے متعدی المتعدی۔ جیسے ہنسنا سے ہنسانا، چلنا سے چلانا۔ یہ لازم سے متعدی ہوئے۔ دینا سے دلانا۔ کھانا سے کھلانا۔ متعدی سے متعدی المتعدی۔

[1] اس فعل امدادی (ہے) کے گر جانے کی وجہ یہ ہے کہ نہیں میں خود فعل (ہے) موجود ہے کیونکہ نہیں مرکب ہے "نہ" اور "ہیں" سے [illegible]

www.taemeernews.com



کی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ ایک قسم متعدی بالو اسطہ کی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ فعل کے وقوع کے لئے دو واسطوں کی ضرورت ہے، جیسے کھانا متعدی کھلانا متعدی بیک واسطہ ہے اور متعدی المتعدی کھلوانا۔ متعدی بہ دو واسطہ یعنی یہ متعدی بہ دو مفعول ہیں، لیکن فرق یہ ہے کہ "کھلایا": میں ایک فاعل اور دو مفعول ہیں جیسے میں نے اسے کھانا کھلایا اور میں نے اسے کھانا کھلوایا، میں فاعل بیما ہے۔ لیکن کھلانے والا کوئی دوسرا ہے، اس لئے دو واسطے ہی ہو گئے۔

۱۔ اول افعال لازم سے متعدی یا متعدی سے المتعدی بنانے کے قاعدے لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ عام قاعدہ فعل لازم متعدی اور متعدی المتعدی بنانے کا یہ ہے کہ فعل کے آگے (ا) بڑھا دیا جائے۔ جیسے چلنا سے چلانا، ملنا سے ملانا، اٹھنا سے اٹھانا

لیکن اگر ایسے افعال کا دوسرا حرف متحرک ہو تو متعدی بنانے کی حالت میں ساکن ہو جائے گا۔ جیسے پگھلنا سے پگھلانا، پکڑنا سے پکڑانا سمجھنا سے سمجھانا۔

(ب) کبھی مادۂ فعل کے آخر حرف سے قبل "ا" بڑھا دیا جاتا ہے، جیسے نکلنا سے، نکالنا، اترنا سے اتارنا، ابھرنا سے ابھارنا، بگڑنا سے بگاڑنا،

(ج) کبھی پہلے حروف کی حرکت اس کے موافق حرف علت سے بدلتے ہے یعنی زبر کو الف سے جیسے مرنا سے مارنا۔ تپنا سے تاپنا، ٹلنا سے ٹالنا، تھمنا سے تھامنا، کٹنا سے کاٹنا، زیر کو (ی) سے جیسے چرنا سے چیرنا، پھرنا سے پھیرنا، گھرنا سے گھیرنا، پسنا سے پیسنا، گھسنا سے گھیسنا، کھنچنا سے کھینچنا، بنٹنا

www.taemeernews.com



نبیڑ نا۔ پیش کو واؤ سے جیسے مڑنا سے موڑنا، جڑنا سے جوڑنا۔ کھلنا سے کھولنا لٹنا سے لوٹنا، گھلنا سے گھولنا، ان مصادر میں بعض اوقات "ٹ" "ڑ" سے بدل جاتی ہے، جیسے ٹوٹنا سے توڑنا۔ پھوٹنا سے پھوڑنا، پھٹنا سے پھاڑنا، چھٹنا سے چھڑنا۔

(ہ) کبھی مصادر چار حرفی میں جب کہ حرف دوم حرف علت ہو تو اس حرف علت کو ساقط کرکے اول کو اس کے موافق حرکت دیتے ہیں، اور اس کے آگے "ا" یا بجائے اُ کے "لا" بڑھا دیتے ہیں جیسے رونا سے رلانا، پینا سے پلانا۔ سونا سے سلانا، دھونے سے دھلانا۔ جینا سے جلانا، جتینا سے جتانا، کھانا سے کھلانا (اس کے خلاف قاعدہ کو پہلے حرف کو زیر دیا گیا ہے جاگنا سے جگانا، بیٹھنا سے بٹھانا (یا بٹھلانا جو فصیح نہیں) ڈوبنا سے پہلے ڈوبانا آتا تھا، لیکن اب وہ غیر فصیح سمجھا جاتا ہے، آج کل ڈبونا کہتے ہیں اسی طرح بھیگنا سے بھگونا آتا ہے۔

اگر مصدر پانچ حرفی ہے اور دوسرا حرف علت ہے، تو حرف علت حذف کرکے پہلے حرف کو اس کے موافق حرکت دے کر اس کے آگے الف بڑھا دیتے ہیں، جیسے، تیرنا سے ترانا، تیرنا سے ترانا جاگنا سے جگانا۔ بھاگنا سے بھگانا۔

۲۔ متعدی المتعدی کے بنانے کے یہ قاعدے ہیں،

۱۔ کبھی علامت مصدر کے اول الف بڑھا دینے سے جیسے کرنا سے کرانا (یہ) کبھی وا بڑھانے سے دوسرا حرف، حرف علت ہو تو گر جاتا ہے اور اس کے بجائے اس کے موافق حرکت آجاتی ہے جیسے۔ تولنا سے تلوانا اٹھانا سے اٹھوانا دبنا سے دبوانا، جھاڑنا سے جھڑوانا تیرا درجہ تھا

www.taemeernews.com



حرف علت بھی گر جاتا ہے جیسے نچوڑنا سے نچڑوانا ۔ بیچنا سے بکوانا آتا ہے، کیونکہ مصدر لازم اس کا بکنا تھا۔ اس سے متعدی بیچنا ہوا اور متعدی المتعدی بکوانا۔ متعدی المتعدی اکثر صورت اول کی طرح ہوا کرتا ہے۔

۳۔ بیٹھنا سے بٹھانا اور بٹھلانا، دیکھنا سے دکھانا اور دکھلانا، سیکھنا، سے سکھانا اور سکھلانے، سوکھنا سے سکھوانا اور سکھانا دو دو آتے ہیں، لیکن بٹھانا، سکھلانا، دکھانا۔ اور سکھلانا فصیح نہیں سمجھے جاتے یہی حال بتلانا کا ہے۔

ٹوٹنا لازم ہے، توڑنا اور تڑوانا دونوں اس کے متعدی ہیں۔ توڑنا عام طور پر ہر ایک چیز کے توڑنے کو کہیں گے، لیکن تڑانا صرف اسی وقت استعمال کریں گے جب کوئی جانور رسی توڑ کر بھاگ جائے۔ جیسے بیل رسی تڑا کر بھاگ گیا۔

اسی طرح گھلنا کے دو متعدی ہیں ایک گھولنا، دوسرا گھلانا۔ گھولنا جیسے دوا یا نمک اور اسی قسم کی اشیاء کے متعلق کہیں گے جو پانی وغیرہ میں گھل سکیں۔ لیکن گھلانا، اکثر مجازاً استعمال ہوتا ہے، جیسے غم نے اسے گھلا دیا طور لازم گھلنے میں بھی یہ معنی پائے جاتے ہیں، لیکن گھولنا جو متعدی ہے اس میں یہ معنی نہیں ہیں، البتہ دوسرے متعدی گھلانے میں یہ معنے ہیں۔

اسی طرح بھولنا اور بھلانا دونوں متعدی بہ یک مفعول ہیں۔ مگر معنوں میں فرق ہے، جیسے وہ مجھے بھول گیا، یعنی ذرا زیادہ مدت یا کسی اور وجہ سے اس نے مجھے بھلا دیا۔ یعنی جان بوجھ کر وہ لکھا پڑھا سب بھول گیا، اس نے لکھا پڑھا سب بھلا دیا پہلے فقرے میں ایسی وجوہ ہیں جو اختیاری نہیں ہیں دوسرے میں ارادہ یا ایسی وجوہ پائی جاتی ہیں جو ایک حد تک اختیاری تھیں۔

www.taemeernews.com



۵۔ کبھی امدادی افعال کے لانے سے متعدی بنتا ہے، جیسے دہ اسے لے ڈوبا۔ وہ اسے لے بھاگا۔ وہ مجھ پر آ پڑا، ڈوبنا، بھاگنا، اور پڑنا، افعال لازم ہیں۔ مگر افعال امدادی، کے آنے سے متعدی ہو گئے۔

۶۔ سنسکرت میں علامت تعدیہ (ایا) تھی، پراکرت (اے) ہوئی، یہ "اے" بعض اوقات مادہ فعل کے آگے بڑھا دی جاتی تھی، لیکن سنسکرت میں زیادہ تر "پ" بعض ایسے مادوں کے ساتھ آتی تھی جن کے آخر میں حروف علت ہوتے تھے، پراکرت میں اس "پ" کے قبل کا اضافہ کیا گیا تھوڑے ہی عرصہ بعد "پ" کا بدل (بے) اور (د) سے ہو گیا، یعنی ایے سے ابے سے اوبے ہوا اور یہ ہندی میں "وا" اور "آ" رہ گیا۔ مثلاً سنسکرت میں کری سے کاریا پراکرت میں کارے اور بعد ازاں کراوے (بجائے کرابے)، برج میں کاوا، ہندی میں کرا، بعض ہندی مصادر مثلاً بھگونا، اور ڈبونا اور گڑونا میں جو واؤ آ گیا وہ درحقیقت (وا) کا بگاڑ ہے۔

ایک سوال یہ ہے کہ بعض افعال کے تعدیہ میں "ل" کہاں سے آیا، مثلاً پینا سے پلانا۔ بعض کا خیال ہے کہ صرف کانوں کو اچھا معلوم ہونے کی وجہ سے (ل) بڑھا دیا گیا، مگر یہ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔

ایک توجیہہ یہ کی گئی ہے کہ سنسکرت میں "پا" کے معنی محفوظ رکھنے کے ہیں۔ متعدی بنانے کے لئے حسن صورت کے خیال سے بجائے "پ" کے "ل" کا اضافہ کیا گیا، جس سے "پالیا" (ہندی پالنا) خانبا پراکرت کی یہ صورت بہ کثرت استعمال ہونے لگی، اور یہی "ل" کی اصل بتائی جاتی ہے۔

www.taemeernews.com



# مرکب افعال

مرکب افعال دو طرح بنتے ہیں۔

۱۔ دوسرے افعال کی مدد سے جنہیں افعال امدادی کہتے ہیں۔

۲۔ افعال کو اسماء یا صفات کے ساتھ ترتیب دینے سے۔

## امدادی فعل

ہندی، اردو، افعال موجودہ حالت میں ان ترکیبی پیچیدگیوں سے آزاد ہوگئے، جیسے جو سنسکرت میں پائی جاتی ہیں، بلکہ اب ہندی فعل نے ترکیبی طرز چھوڑ کر تفصیلی طریقہ اختیار کیا ہے، یعنی بجائے خود فعل کے اندرونی تغیر سے نئے معنی پیدا کرنے کے دوسرے افعال کی مدد سے معنی پیدا کئے جاتے ہیں اصل فعل کے ساتھ بعض دوسرے فعل یا ان کے اجزاء کے آجانے سے اصل فعل کے معنوں میں تھوڑا بہت تغیر ہو جاتا ہے، یا تو اصل معنوں میں زیادہ قوت پیدا ہو جاتی ہے، یا کلام میں کوئی حسن اور خوبی آجاتی ہے۔ یہ طریقہ زیادہ آسان اور ترقی یافتہ ہے اور اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا بلکہ امدادی افعال کی مدد سے بے شمار لطیف اور نازک معنی پیدا ہو جاتے ہیں، اور اردو زبان میں امدادی افعال نے بڑی وسعت اور نزاکت پیدا کر دی ہے، اکثر اوقات امدادی افعال سے معنی میں جو فرق پیدا ہو جاتا ہے، وہ بہت نازک اور پرلطف ہوتا ہے۔ یہ ذکر زیادہ تر نحو سے متعلق ہے۔ لیکن چونکہ فعل کا بیان یہاں مفصل آچکا ہے۔ لہٰذا موقع کے لحاظ سے یہیں لکھا جاتا ہے۔

۱۔ سب سے زیادہ کارآمد اور کثیرالاستعمال امدادی فعل ہو (سنسکرت،

www.taemeernews.com



بھی ہے، اس سے اکثر افعال بنتے ہیں۔ مثلاً ماضی ناتمام، تمام، احتمالی
فعل حال کے مختلف اقسام اور مستقبل اسی کی بنیاد پہ بنتے ہیں۔

ہونا، کی مدد سے جو فعل بنتے ہیں اگرچہ ان کا ذکر فعل کے بیان میں ہو
چکا ہے، لیکن بعض خاص صورتوں کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ مثلاً آیا ہوتا، یا سنا یا ہوتا وغیرہ۔ اگر وہ آیا ہوتا تو مجھے ضرور
اطلاع ہوتی، یہ شرطیہ صورت کے ساتھ زمانہ ماضی کے لئے آتا ہے،

ماضی شرطیہ یہ ہے۔ اگر وہ آتا ہے تو مجھے ضرور اطلاع ہوتی، اس میں
اور اس میں کچھ یوں ہی سا فرق ہے، البتہ پہلی صورت میں زیادہ زور پایا جاتا ہے

ب۔ کیا ہو۔ سنا ہو وغیرہ۔ جیسے کہیں تم نے کبھی اس کا نام سنا ہے۔ دوسرا
شخص اس کے جواب میں کہے، ممکن ہے سنا ہو، مگر اس وقت یاد نہیں
یا کہیں سنا ہوگا۔

پہلی صورت احتمال خفیف ہے، دوسری میں قوی۔ یا مثلاً، ممکن ہے۔
اس نے ایسا کیا ہو۔ اور غالباً اس نے ایسا کیا ہوگا۔

ج۔ آتا ہوتا، کرتا ہوتا، وغیرہ جیسے اگر وہ ایسا کرتا ہوتا تو اب تک
نہ بچتا (یعنی وہ ایسا نہیں کرتا تھا)، گر پڑھتا ہوتا تو آج بڑے عہدے پر ہوتا،
یہ صورت بھی شرطیہ ہے اور عادت کو ظاہر کرتی ہے،

۲۔ بعض امدادی افعال تکمیل فعل میں تاکید اور زور ظاہر کرتے ہیں مثلاً
دینا، لینا، جانا، ڈالنا، پڑنا، رہنا۔

۱۔ دینا، سوائے پہلے دینا کے اکثر طور متعدی کے ساتھ آتا ہے، جیسے سمجھا
دینا۔ بتا دینا، نکال دینا، بٹھا دینا، بعض صورتوں میں اس میں جبر کی
جھلک بھی پائی جاتی ہے، جیسے، میں نے اسے گھر سے نکال دیا، اٹھا کے

www.taemeernews.com



پھینک دیا، ٹپک دیا وغیرہ۔

ب۔ لینا۔ اس میں تکمیل فعل کے ساتھ فاعل کی قربت، فائدہ یا جانبداری ظاہر ہوتی ہے جیسے۔ بلا لینا، یعنی اپنے پاس بلانا، رکھ لینا (اپنے پاس رکھ لینا) اسی طرح سن لینا، لے لینا، بچا لینا، دکھا لینا (دوسرے کو اپنے فائدے کے لیے) وغیرہ وغیرہ یہ بطور لازم و متعدی دونوں کے ساتھ آتا ہے۔ امدادی افعال دینا اور لینا میں فرق یہ ہے کہ لینا میں اپنا فائدہ یا قربت ظاہر ہوتا ہے اور دینا میں بخلاف اس کے دوسرے کا فائدہ یا قربت نکلتی ہے، گویا ایک دوسرے کے برعکس ہیں، معانی میں یہ فرق مثال ذیل سے بخوبی عیاں ہے۔

۱۔ میں نے اسے سمجھا لیا ہے۔

۲۔ میں نے اسے سمجھا دیا ہے۔

پہلے جملے سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے معاملہ اسے اس طرح سمجھا یا ہے جس میں میرا فائدہ ہے۔ دوسرے جملے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے جو کچھ سمجھایا گیا ہے وہ اسی کے فائدے کے لئے ہے، یا عام الفاظ میں یوں کہنا چاہئے کہ لینا میں فاعل کو اپنی غرض ملحوظ ہوتی ہے، مگر دینا میں ذاتی غرض سے کچھ تعلق نہیں ہوتا جیسے میں نے کتاب میز پر رکھ دی، اور میں نے کتاب جیب میں رکھ لی۔ اسی طرح بٹھا دینا اور بٹھا لینا۔ (یعنی اپنے پاس) بعض افعال جیسے پی لینا، کھا لینا میں صرف کی تکمیل ظاہر ہوتی ہے۔

ج۔ جانا بکثرت افعال کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور زیادہ تر فعل لازم کے ساتھ جیسے لوٹ جانا، بکھر جانا، چلے جانا وغیرہ وغیرہ، اس سے صرف تکمیل فعل ظاہر ہوتی ہے اور بعض وقت یہ بھی نہیں بلکہ سادہ فعل کی بجائے سمجھا جاتا

www.taemeernews.com



مرکب کر کے بولتے اور لکھتے ہیں جیسے مل جاتا، ہو جانا، ٹوٹ جانا، جانا سے بعض بہت ہی لطیف محاورے بن گئے ہیں، مثلاً پانا سادہ فعل ہے لیکن پا جانے کی معنی ہی دوسرے ہیں، یعنی تاڑ نا، اسی طرح کھونا سے کھو دئے جانا وغیرہ۔

د۔ آنا اور جانا میں وہی نسبت ہے جو لینا اور دینا میں ہے آنا بطور امدادی فعل کے بہت کم استعمال ہوتا ہے، اور وہ ایسی زیادہ افعال ابتدائی لازم کے ساتھ جیسے بن آنا اور رہنا نا، اکثر یہ افعال کے ساتھ اکر تکمیل فعل کے معنی دیتا ہے، اور ساتھ ہی ظاہر کرتا ہے کہ فاعل کسی کام کو انجام دے کر واپس آگیا ہے جیسے میں اسے دیکھ آیا ہوں، ہو آیا ہوں، اور معقول میں وہ لازم اور متعدی دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، مگر بعض اوقات تکمیل فعل کے زور کا اظہار کرتا ہے، جیسے ابھر آنا، اگ آنا وغیرہ

ہ۔ ڈالنا اس میں تکمیل فعل کسی قدر زیادہ زور کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے، نیز اس میں جبر کی شان بھی پائی جاتی ہے، جیسے مار ڈالنا، مسل ڈالنا، کاٹ ڈالنا، چیر ڈالنا، ادھیڑ ڈالنا وغیرہ

و۔ رہنا، جیسے بیٹھ رہنا، سو رہنا، اٹک رہنا، جیسے وہاں جا کے بیٹھ رہا اس سے فعل کا ایک حالت پر قائم رہنا پایا جاتا ہے، مگر جاتے رہنا کے معنی تلف ہو جاتے ہیں، اور ضائع ہونے کے ہیں۔

ز۔ پڑنا۔ جیسے دکھائی پڑنا، اس میں محض تکمیل فعل ہے، بعض افعال کے ساتھ جیسے ٹوٹا پڑنا۔ لڑ پڑنا وغیرہ میں ایک قسم کی حالت کو بتاتا ہے دوسرے معنی اس کے دوسری جگہ بیان کئے جائیں گے۔

ح۔ بیٹھنا، اس میں جبر اور تندرہی پایا جاتا ہے جیسے بن بیٹھنا بر چڑھ بیٹھنا لڑ بیٹھنا، دبا بیٹھنا۔

www.taemeernews.com



اس کے علاوہ وقت تسلیم و رضا کے معنے دیتا ہے۔ جیسے ہم تو اپنی قسمت کو رو بیٹھے، وہ اپنے ہر حس و حواس کھو بیٹھا۔

۳۔ چکنا۔ اختتام فعل کو کامل طور پر ظاہر کرتا ہے جیسے کام ہو چکا۔ کام کر چکا۔ میں خط لکھ چکا۔ وہ کھا چکا۔ ان تمام جملوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام ختم ہو گیا ہے۔

۴۔ بعض افعال سے امکانی حالت اور قابلیت یا اجازت ظاہر ہوتی ہے،

الف۔ سکنا۔ جیسے میں کر سکتا ہوں۔ وہ نہیں دیکھ سکتا۔ اس سے قابلیت فعل کی ظاہر ہوتی ہے۔

وہ نہیں بول سکتا، وہ نہیں جا سکتا، میں نہیں جا سکوں گا (امکانی صورت ہے) اجازت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وہ نہیں آ سکتا، کیا میں آ سکتا ہوں، سکنا کبھی تنہا استعمال نہیں ہوتا، ہمیشہ کسی نہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ بطور فعل امدادی کے آتا ہے۔

ب۔ دینا سے بعض اوقات اجازت کے معنی نکلتے ہیں، جیسے اسے آنے دو، اسے کس نے جانے دیا۔

ج۔ کبھی کبھی، پانا بھی سکنے اور اجازت کے معنوں میں آتا ہے۔ مگر ہمیشہ مصدر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جیسے وہاں کوئی نہیں جانے پاتا (یعنی کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے) کیا مجال کہ آدمی ٹھہرنے پائے (ٹھہر سکے)۔

اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے۔
آج اس سے کوئی ملنے نہ پایا (نہ مل سکا)

کسی کو اس شہ خوباں تلک جانا نہیں ملتا
مگر خلوت میں اس کے ایک میں ہی جانے پاتا ہوں

یہاں ملنے کے معنی بھی سکنے کے آئے ہیں۔ یہ بھی ہمیشہ مصدر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

د۔ جانا بھی سکنے کے معنوں میں آتا ہے، جیسے مجھ سے چلا نہیں جاتا اس سے کھانا کھایا نہیں جاتا۔

۸۔ بعض امدادی افعال سے جاری ہونے یا فاعل کی عادت کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے،

الف، کرنا۔ وہ آیا کرتا تھا۔ کہا کرتا تھا۔ آیا کر۔۔ اس طرح رویا کیا۔ سنوارا کیا۔

ب۔ رہنا جیسے وہ بولتا رہا، کہتا رہا، سوتا رہا۔ وہ کھیلتا رہتا ہے سوتا رہتا ہے۔ وہ کیا کھا رہا ہے۔ کھاتا رہ، کھاتا رہے گا۔

ج، جانا بھی کبھی ان معنوں میں آتا ہے، جیسے، بہزاد سنج کہہ گرد وہ اپنی سمجھے جاتا ہے۔ بکے جاتا ہے، ایک کو ایک کھائے جاتا ہے۔

ناامیدی مٹائے جاتی ہے
شوق نقشہ جمائے جاتا ہے

خاص یہ صورت صرف فعل حال ہی کے ساتھ استعمال ہوتی ہے، ماضی میں استعمال دوسری طرح ہوتا ہے، وہ پڑھتا جاتا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا یہی صورت حال میں بھی ہے۔ جیسے پانی بہتا جاتا ہے، اس سے فعل کا آہستہ آہستہ جاری ہونا پایا جاتا ہے۔

۹۔ بعض امدادی افعال کسی کام کے دفعتاً ہو جانے یا کرنے کے

www.taemeernews.com



معنوں کا اظہار کرتے ہیں۔

ا۔ بیٹھنا۔ جیسے کہہ بیٹھا، کر بیٹھا، پوچھ بیٹھا؛ وہ ایسے کام اکثر بے سوچے سمجھے کر بیٹھتا ہے۔ اس میں فعل کے یکا یک ہو جانے یا بے سوچے سمجھے کرنے کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔

ب۔ اٹھنا بھی انہیں معنوں میں آتا ہے، جیسے بول اٹھا، بلبلا اٹھا، بھڑک اٹھا، جھلا اٹھا۔

ج۔ پڑنا، جیسے لڑ پڑنا، بن پڑنا، بھڑ پڑنا، برس پڑنا۔

د۔ نکلنا۔ جیسے بہہ نکلا، چل نکلا، پھوٹ نکلا یعنی حالت سکون سے دفعتاً حرکت میں آجانے کے معنی دیتا ہے۔ ان معنوں میں نکلنا بہت کم استعمال ہوتا ہے اور شاید زیادہ تر انہیں تین مصدروں کے ساتھ آتا ہے،

۴۔ فعل کے شروع میں۔ آ یا، جا بھی انہیں معنوں میں آتے ہیں جیسے آپڑنا۔ آنکلنا، آملنا، جاپڑنا۔

۔ لگنا کام کے آغاز کو بتاتا ہے، جیسے۔ کہنے لگا، کھانے لگا، منہ سے پھول جھڑنے لگے۔ وہ کھانے لگا ہے، جیسے وہ بیان کرنے لگتا ہے، تو دو دو گھنٹے دم نہیں لیتا۔

۸۔ پڑا اور ماضی مطلق کسی دوسرے فعل کے شروع میں آنے سے فعل میں زور اور کثرت کے معنی پیدا کرتا ہے۔ اور عموماً ایسے افعال کے ساتھ آتا ہے جن کا کام جاری رہنا پایا جائے، جیسے منہ سے پڑے پھول جھڑ رہے ہیں۔ ایسی پڑا مارا پھرتا ہے، پڑا روتا پھرتا ہے، ہاتھوں کے تھپے پڑ رہے ہیں۔

۹۔ جا پڑا ما ایک تو فاعل کی خواہش ظاہر کرتا ہے، دوسرے یہ بتاتا ہے

www.taemeernews.com



کہ کام قریب زمانۂ آئندہ میں ہونے والا ہے مگر اصل فعل ہمیشہ ماضی کی صورت میں رہتا ہے، جیسے وہ بولا چاہتا ہے۔ دیکھئے کیا ہوا چاہتا ہے، یہ حالت صرف فعل حال میں استعمال ہوتی ہے،

دل اس بت پر شیدا ہوا چاہتا ہے
یہ کعبہ کیسا ہوا چاہتا ہے

خواہش ظاہر کرنے کے لئے اصل فعل صورت مصدریہ کے ساتھ ساتھ استعمال ہوتا ہے، جیسے اس نے بولنا چاہا، وہ بولنا چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہی معنی مصدر کے الف کو یائے مجہول سے بدلنے اور اس کے بعد (کو) اور (ہوتا) کے افعال ماضی و حال بڑھا دینے سے پیدا ہوتے ہیں، جیسے کہنے کو ہے، کہنے کو تھا، جانے کو ہے، جانے کو تھا، وغیرہ یعنی ابھی جانا چاہتا ہے، یا جانے والا ہے۔ جانا چاہتا تھا یا جانے والا تھا۔

۱۰۔ چاہتا سے چاہئے بطور امدادی فعل کے مستعمل ہے، یہ اخلاقی امر یا فرض منصبی کو جتانے کے لئے آتا ہے، اور ہمیشہ مصدر کے بعد استعمال ہوتا ہے، جیسے انہیں وہاں جانا چاہئے۔ تم کو وقت پر حاضر ہونا چاہئے انسان کو سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔

۱۱۔ (لے) فعل کے شروع میں آنے سے اپنے ساتھ کسی دوسرے شخص یا شے کو لے جانے یا مبتلا کرنے کے معنوں میں آتا ہے، جیسے لے بھاگی لے اڑنا لے ڈوبنا لے مرنا وغیرہ۔

۱۲۔ اسی طرح "دے" بھی فعل کے شروع میں بطور امدادی فعل کے آتا ہے، جیسے دے مارنا، دے پٹکنا۔ یہ محض کلام میں زور پیدا کرنے کے

www.taemeernews.com

لے آتا ہے،

۱۳۔ رہا اور چھوڑ اجب فعالیہ کے بعد آتے ہیں تو اس کے معنی ہوتے ہیں کہ باوجود مشکلات کے پوری سعی کے ساتھ کام کو انجام دیا جو منشا تھا اسے کسی نہ کسی طرح پورا کر دیا۔ جیسے کر کے رہا۔ مکان بنا کے چھوڑا۔

۱۴۔ رکھنا۔ بطور امدادی فعل کے کئی طرح استعمال ہوتا ہے،

(۱) کسی کی مرضی کے خلاف دوستی، محبت یا جبر یا کسی دوسرے اثر سے کام لینا جیسے اس نے مجھے صبح سے بٹھا رکھا ہے۔ اور جانے نہیں دیتا، اس نے میرا مال دبا رکھا ہے،

(۲) سکھا پڑھا کر پہلے سے تیار کر لینا۔ جیسے اس نے خوب بھا رکھا ہے میں نے اسے پہلے سے کہہ رکھا ہے یا بتا رکھا ہے،

(۳) محض تاکید کے لئے جیسے۔ بس رکھو، دیکھ رکھو،

(۴) محاورے میں، جیسے: میں نے یہ کام اگلے سال کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

(۵) کبھی فعل میں تکرار ہوتی ہے یعنی دوسرا فعل، اسی کا مترادف یا اس کا ہم آواز ساتھ آتا ہے، اور معنوں میں زور پیدا کرتا ہے جیسے دیکھ بھال کر سوچ سابچ کر۔ میں شام کو ماما تھکا گھر پہنچا۔ وہ مردوں کے گاڑنے زمانے میں معروف ہے جیسا اس کے مال اتیلا کر دیا۔ ڈھل ڈھلا کر خاما سنبھ ہو گیا، گرتے پڑتے گھر پہنچ گیا، اسی طرح چلنا پھرنا، سینا پرونا کھانا، پینا، رونا دھونا وغیرہ

۲۔ اسما، و صفات کی ترکیب سے،

۱۔ ہندی اسم یا صفت کے ساتھ سادہ سا دلا آ لاحقے پر لگا کرنا کام

www.taemeernews.com



دھرنا، برا بھلا کہنا، دم دینا، دم مارنا، دم توڑنا، مار کھانا، رکھوالی کرنا۔ اڑ ھار دینا، ڈینگ مارنا، چھلانگ مارنا۔ دھوکا کھانا جاڑا لگنا تاک لگانا۔ پتہ لگانا، ہل چلانا، رستہ دیکھنا وغیرہ وغیرہ بکثرت اور سب مستعمل ہیں۔ اس قسم کے مرکب افعال میں زیادہ تر یہ امدادی افعال آتے ہیں۔ ہونا، کرنا، کھانا، دینا، لینا، پڑنا، مارنا آنا۔ ڈالنا دھرنا پکڑنا بھرنا، لگنا، لگانا۔ رکھنا۔ ان کے علاوہ اور بہت سے فعل بطور امداد کے آتے ہیں، جن کی تفصیل لغت سے تعلق رکھتی ہے۔

۲۔ فارسی، اسم کے ساتھ ہندی مصدر کا آنا جیسے دل دینا، باز آنا باز رکھنا، دلاسا دینا، پیش آنا، برلانا وغیرہ۔

۳۔ عربی اسم کے ساتھ جیسے شروع کرنا، یقین کرنا۔ یقین لانا، علاج کرنا، جمع ہونا وغیرہ۔

۴۔ فارسی یا عربی صفت کے ساتھ جیسے قوی کرنا، روشن کرنا، مشہور کرنا، ضعیف ہونا وغیرہ۔

۵۔ بعض اوقات ہندی اسما یا صفات میں کسی قدر تغیر کر کے نا علامت لگا دیتے ہیں اور مصدر بنا لیتے ہیں جیسے پانی سے پنیانا جوتی سے جوتیانا ساتھ سے سٹھیانا۔ بکی سے بکیانا۔ پتھر سے پتھرانا، ٹھوکر سے ٹھکرانا، چکر سے چکرانا، لالچ سے للچانا، کچھ کچیانا، لنگڑے سے لنگڑانا۔ بھن بھن سے (جو مکھیوں کی آواز ہے) بھنبھنانا یا ٹھن ٹھن سے ٹھنٹھنانا، بڑ بڑ سے بڑبڑانا، من من سے منمنانا وغیرہ۔

۶۔ بعض مصدر اردو میں ایسے ہیں کہ عربی یا فارسی افعال یا اسماء کے آگے ہندی مصدر کی علامت نا لگا کر اردو بنا لیا گیا ہے،

www.taemeernews.com



مثلاً فارسی کے افعال سے فرمانا، بخشنا، آزمانا، نوازنا، فارسی اسم گرم سے گرمانا، نرم سے نرمانا، داغ سے داغنا، خرید سے خریدنا اسی طرح کے لفظ بدل سے بدلنا، بخش سے بخشنا، قبول سے قبولنا دفن سے دفنانا، کفن سے کفنانا۔

اس طرز سے مصدر بنانے کا رواج کم ہوتا جارہا ہے، حالانکہ اس سے زبان میں بڑی وسعت ہو سکتی ہے،

۷۔ بعض اوقات علامت مصدر حذف ہو جاتی ہے، مگر یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ دوسرا مصدر ساتھ ہو۔ جیسے بنا جاننا، بنا آنا وغیرہ

ایک ہم ہیں کہ دیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

۸۔ بعض اوقات حالیہ معطوفہ بھی اسی صورت سے آتا ہے، اس میں اور مرکب فعل میں فرق کرنا چاہیئے۔ مثلاً میں وہاں جو آیا ہوں، میں اسے دیکھ آیا ہوں۔

www.taemeernews.com



# ۵۔ تمیز یا متعلق فعل

تمیز فعل یا صفت کی کیفیت بیان کرتی ہے اور اس کے آنے سے فعل یا صفت کے معنوں میں تھوڑی بہت کمی بیشی واقع ہو جاتی ہے، چند تمیزی الفاظ ایسے ہیں، جو ہندی ضمائر سے بنتے ہیں اور چونکہ وہ سب سے سادہ ہیں لہذا ان کا ذکر اول کیا جائے گا۔ اور ان کے ساتھ اسی قسم کے دوسرے الفاظ بیان کئے جائیں گے جو اسماء سے بنے ہیں۔

۱۔ زمان یا وقت کے لیے۔ اب، جب، تب، کب،

یہ سب الفاظ سنسکرت سے ماخوذ ہیں، مثلاً جب اور تب سنسکرت کے الفاظ یادت اور تادت سے بنے ہیں، جو پراکرت میں جاوا اور تاوا بولے اور ان سے ہندی کے جب اور تب بنے، یہی حال اب اور کب کا ہے۔

ان کے علاوہ، دوسرے ہندی الفاظ جو تمیز زبان کا کام دیتے ہیں، یہ ہیں، آگے، پیچھے، پہلے، آج، کل، پرسوں، ترسوں، تڑکے، ترت، نت، سدا، سویرے، پھر۔

فارسی الفاظ ان معنوں میں مستعمل ہیں،

ہمیشہ، جلد، جلدی، یکایک، اچانک، ناگاہ، ناگہاں، بعد ازاں شب و روز۔

۲۔ مکان یا جگہ کے لئے: یہاں، وہاں، جہاں، تہاں، کہاں، یہ الفاظ بھی سنسکرت سے ماخوذ ہیں، ہاں، یاں یا آں جو سنسکرت کے لفظ ستھان

www.taemeernews.com



مختلف ہیں اور جس کے معنی جگہ کے ہیں، ضمیری مادے کے میل سے یہاں اور وہاں بن گئے۔ کہاں کا کاف سنسکرت کے لفظ کت سے ہے جس کا بگاڑ کدے جواب بھی قصبات و دیہات میں مستعمل ہے اور اسی سے مرہٹی میں اکا وے بنا ہے۔

اس کے علاوہ ہندی میں تمیز مکان کے لئے یہ الفاظ آتے ہیں آگے پیچھے۔ پرے، پاس، اوپر، نیچے، بھیتر، باہر، اندر۔

۳۔ سمت، ادھر ادھر، جدھر، ندھر (ہندی) کدھر،

۴۔ طور طریقہ، یوں، جوں، کیوں، کیونکر، کیسے (جیسے کیوں)

یہ الفاظ سنسکرت کے لفظ ایوم (پراکرت ایو) مات نکلتے ہیں جن کی صورت بعد میں امی اور رام ہوئی، اور ہندی میں۔ یوں

علاوہ ان کے دوسرے الفاظ یہ ہیں ٹھیک۔ اچانک، دھیرے ہولے لگاتار۔ برابر۔ تابڑ توڑ، سچ مچ، جھوٹ موٹ، تھوڑا، بہت، جھٹ جھٹ پٹ۔

فارسی عربی کے الفاظ ذرا، تخمینا، تقریبا، خصوصا، زیادہ، بالکل مطلق بعینہ، بجنسہ، ہرچند، اسواہ حسرت۔ یعنی من وعن، باہم، فورا، دفعتا، ناگہاں ناگاہ، یکایک، فی الفور، القصہ، الغرض، فی الجملہ وغیرہ۔

۵۔ تعداد کے لئے ایک بار، دوبارہ، وغیرہ اکثر ایک ایک، دو دو، تینو وغیرہ، اتنا، جتنا، کتنا

۶۔ ایجاب و انکار ہاں جی، جی ہاں، نہیں، نہ،

شاید غالبا، یقینا، بیشک، بلاشبہ، ہرگز، زنہار، بارے، البتہ، فی الحقیقت، درحقیقت۔

www.taemeernews.com



۷۔ سبب وعلت، اس لئے، اس طرح، چنانچہ، کیوں کہ، لہذا۔

۸۔ مرکب تمیز۔ کبھی مرکب ہوتی ہے، یعنی دو مل کر ایک تمیز کا کام دیتی ہیں، جیسے کب تک، جب کبھی، جہاں کہیں، جہاں جہاں، کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی، ادھر ادھر، اندر باہر، بعض اوقات تکرار کے ساتھ آتی ہیں، جیسے جب جب کہیں کہیں۔

۹۔ بعض اوقات ایک ایک دو دو لفظ مل کر بطور جزو جملہ کے تمیز کا کام دیتے ہیں، جیسے رفتہ رفتہ، خوشی خوشی، ایک ایک کر کے، روز روز، آئے دن، گھڑی گھڑی، ہو نہ ہو، وصوم وصام، دوچار دکت ملتے، آس پاس، اطراف وجوانب، جم جم، تت تت، کیوں نہیں، الگ الگ، صبح وشام، جلدی جلدی، آہستہ آہستہ، جوں توں، جوں کا توں۔

عربی کے جزو جملے۔ کما حقہ، حتی الامکان، کما ینبغی، من وعن، حتی المقدور، حاصل کلام، علی ھٰذا القیاس، الغرض، آخر الامر وغیرہ۔

۱۰۔ کبھی تمیز یا اسم کے بعد یک، میں وغیرہ آنے سے تمیز بن جاتی ہے، جیسے کب تک، بھولے سے، بھرتی نے اٹھتے ہیں، فارسی کی "ب"، فارسی کے الفاظ کے ساتھ آنے سے یہ کام دیتی ہے، جیسے بخوشی، بخوبی، بدل وجان

۱۱۔ بعض اسم "دار" کے ساتھ مل کر یہ معنی دیتے ہیں، جیسے تفصیل وار، ہفتہ وار، ماہوار، نہر وار وغیرہ

۱۲۔ بعض الفاظ صفات بھی تمیز کا کام دیتے ہیں، مثلاً خوب، ٹھیک، بجا، درست۔ جیسے خوب کہا، بجا فرمایا۔ ٹھیک کہتے ہو، درست فرماتے ہیں۔

ہزار اور لاکھ، کثرت کے معنوں میں تمیز کے طور پر استعمال ہوتے ہیں

www.taemeernews.com



جیسے۔

میں نے لاکھ سمجھایا۔ کچھ اثر نہ ہوا، ہزار سر مارا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا، لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا،

۱۳۔ کبھی اسمائے عام بھی تمیز کے معنوں میں آتے ہیں،

جیسے۔

انگلیوں بڑھتا ہے، بالشتوں اچھلتا ہے، گنگینوں چلتا ہے، بھوکوں مرتا ہے، جھوٹوں بھی نہ پوچھا، یہ سب الفاظ جمع میں استعمال ہوتے ہیں۔

۱۴۔ بعض اوقات حالیہ معطوفہ بھی تمیز کا کام دیتے ہیں۔ جیسے کھل کھلا کر ہنسنا، بلبلا کر رو دیا۔

www.taemeernews.com



# حروف

حروف وہ غیر مستقل الفاظ ہیں جو تنہا بولے یا لکھنے میں کوئی خاص معنی پیدا نہیں کرتے جب تک کسی دوسرے جملے میں یا دوسرے الفاظ کے ساتھ استعمال نہ ہوں جیسے کو، تک، جب وغیرہ

اردو میں ان کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ ربط

۲۔ عطف

۳۔ تخصیص

۴۔ فجائیہ

## (۱) ربط

حروف ربط وہ ہیں جو ایک لفظ کا علاقہ کسی دوسرے لفظ سے ظاہر کرتے ہیں۔

(۱) کا، کے، کی

(۲) نے

(۳) کو، تئیں۔ سے۔ میں۔ تک۔ پر۔

یہ حرف ربط سادہ قسم کے ہیں جو چھوٹا اسم یا ضمیر یا تمیز کے ساتھ آتے ہیں اور ان کی حالت کا پتہ دیتے ہیں مثلاً نمبر (۱) حالت اضافی کے لئے نمبر ۲ حالت فاعلی کے لئے نمبر (۳) حالت مفعولی ظرفی یا طوری کے لئے آتے ہیں۔

www.taemeernews.com



اگرچہ بظاہر یہ حروف بہت سادہ معلوم ہوتے ہیں لیکن جب ان کی اصل پر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنسکرت میں مستقل الفاظ تھے لیکن زمانے کے تغیرات سے رفتہ رفتہ ایسے ہو گئے کہ وہ اب محض ایک سادہ علامت کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً کنے، جو پرانی اردو میں پاس کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا، اصل میں کرن یا کرنے سے ہے، جس کے معنی کان کے ہیں چونکہ کان قریب کا عضو ہے، اس لئے یہ معنی ہو گئے، یہی حال دوسرے حروف کا ہے، (کا) مذکر (واحد کے) جمع مذکر (کی) واحد جمع مؤنث اسماء و ضمائر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں،

یہ لفظ کرتا کی خرابی ہیں جو سنسکرت کے فعل کری کا مفعول ہے پراکرت میں کرتا کے ساتھ مفعول، علامت کا اضافہ کیا گیا، بعد ازاں ت نکل گئی اور ری کا ی رسے بدل گیا اور لفظ کی صورت کیرا ہو گئی، پراکرت میں یہ لفظ اضافی حالت کے ساتھ استعمال ہوتا تھا، رفتہ رفتہ اضافت تو مٹ گئی اور یہ اس کی جگہ قائم ہو گیا۔ اسی لفظ سے بعد میں کیرو، کیرا، کرا کر نکلے جو قدیم ہندی میں حالت اضافی کے لئے استعمال ہوتے تھے اور انہیں کی مختلف صورتیں برج اور ہندی کے، کون، کو اور کا ہیں اور جب ان کے شروع سے ک نکل گیا، تو باقی را۔ اور اس کی دوسری صورتیں، ری اور رے پیدا ہو گئیں جو ضمیر ذاتی میں صرف متکلم کے ساتھ استعمال ہوتی ہیں۔

نے، صرف فاعل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، اور وہ بھی افعال متعدی میں سنسکرت کا مفعول، نگیا، پراکرت، میں نگیو، ہوا، وہاں سے ہندی نگے۔ لے۔ نے۔ بنے۔ گجراتی، اور پنجابی میں (نے) مفعول اور فاعل دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن چونکہ ہندی میں مفعول کی علامت کو موجود ہے

www.taemeernews.com



ہنڈا (رنے) صرف فاعل کے لئے مخصوص ہو گیا۔

کو بعض کا خیال ہے کہ یہ بھی کرتا سے اسی طرح نکلا ہے جیسے کا۔ لیکن زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ سنسکرت کے حروف کا کنئے سے بنا ہے، کا کشے کاکشاسے نکلا ہے، جس کے معنی بغل کے ہیں، اسی سے پنجابی کچھ بمعنی بغل ہے اور بنگالی کا بھی اور سے بنا ہے، جس کے معنی اس زبان میں نزدیک کے ہیں، کیونکہ بغل سب سے قریب ہے، اس لئے اس کے یہ معنی ہو گئے۔ قدیم ہندی میں کا کہ اور کہ کر ہوکا ہم سے معمولی تغیر و تبدل کے بعد کا ہاں، کہاں، کہا ذن، کا رن اور کو بنا۔

سے سنسکرت کے لفظ سانگے سے ہے، جس کے معنی معیت کے ہیں۔

میں سنسکرت کے لفظ مدھیا سے بنا ہے، مدھیا کی مختلف صورتیں رفتہ رفتہ مدھیا، مدھی، مہی، ماہی، اور ماہ ہوئیں، ان میں دھا، با اور یا سے بدلا اور بعد میں ای جوئی، اور پھر ای بھی غائب ہو گئی۔

مانجھ (جس کے معنی درمیان کے ہیں) بھی اسی سے ہے۔ اس کے بعد کی صورتیں ماہیں، ماں، میں، موں ہیں، غرض میں آخر میں ماہیا سے بنا ہے۔

پر سنسکرت کے اپری سے بنا ہے۔

تک سنسکرت میں ایک لفظ ترتیا سے ہے جس کی اصل تری ہے اور جو سنسکرت میں انہیں معنوں میں آتا ہے، جیسے اعداد میں تک تری کے ساتھ دکو) اضافہ کیا گیا، تو ترکیو ہوا اور، اڑ گئی تک رہ گیا۔

تلک کی بھی یہی اصل ہے، ترتیکو، میں ر، ل سے بدل گئی (ر اور ل کا بدل عام طور پر ہوتا ہے)، تو تلیکو بنا اور تلیکو سے تلک بن گیا

www.taemeernews.com



ہندی اور پرانی اردو میں آج کل کے دیہات میں بھی لگ معنی تک کے آتا ہے چونکہ الگ کے معنی قریب پہنچنے کے ہیں اور تک اور تلک حد کو بتاتا ہے کہ اسے جوڑ سکتے ہیں۔ اسی لئے لگ ان معنوں میں استعمال ہونے لگا۔

تئیں بھی غالباً سنسکرت کے لفظ ترتیا سے بنا ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے الفاظ ہیں جو حروف ربط کا کام دیتے ہیں مثلاً پاس، تلے پیچھے، آگے، بیچ، سمیت، اوپر، نیچے۔ باہر۔ لئے ساتھ سنگ، سامنے، مارے، لیکن یہ تمام الفاظ بجز "سمیت" کے اضافی حالت کے ساتھ آتے ہیں جیسے اس کے پاس۔ صندوق کے نیچے دھوپ کے مارے سر دکھنے لگا، گھر بچوں سمیت۔

اسی طرح بہت سے فارسی اور عربی کے الفاظ بھی حروف ربط کا کام دیتے ہیں، جیسے بغیر، اندر، نزدیک، باعث، واسطے، سبب، سوا طرح نسبت، بجا، موجب، پیش، پس، قبل، گرد، درمیان یہ الفاظ بھی اضافی حالت کے ساتھ آتے ہیں۔

ہندی کے بعض حروف ربط دو دو مل کر آتے ہیں، اور ایک حرف کا کام دیتے ہیں جیسے وہ چھت پر سے گر پڑا، نالی میں سے نکل گیا، یہ تو آپس کا ہے دیوار پر سے کود گیا۔

## ۲۔ حروف عطف

حروف عطف وہ ہیں جو دو یا دو سے زیادہ لفظوں یا جملوں کو ملانے کا کام کرتے ہیں جیسے جوان لڑکے بوڑھے سب تھے۔ ہرکارہ آیا اور خط دے کر چلا گیا۔ میں تو آگیا مگر وہ نہیں آیا۔ اگر ہم جاتے تو وہ نہ جاتا اخبار رسالے اور کتابیں نکال کر الگ رکھ دو۔

www.taemeernews.com



ان کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) وصل (۲) تردید، (۳) استدراک (۴) استثنا، (۵) شرط،
(۶) علت (۷) بیانیہ۔

(۱) وصل کے لئے اور، و، کیا...... کیا، کہ، یا، اس میں واو کہ، فارسی ہیں مثالیں۔

جوان اور بوڑھے سب تھے، ہرکارہ آیا اور خط دے کر چلا گیا بادشاہ وزیر کھڑے ہیں۔ کیا وہ اور کیا تم دونوں ایک ہو، اس نے کہا ابھی مت جاؤ (اور) اور (و) کے استعمال میں فرق ہے جس کا ذکر نحو میں کیا جائے گا، (یا) جیسے کوئی ہے یا نہیں۔

۲۔ تردید نہ، نہ خواہ چاہے، یا یا، مثالیں، نہ وہ آیا نہ تم آئے خواہ تم آؤ خواہ اسے بھیج دو، چاہے رہو چاہے چلے جاؤ۔ یا یہ تو یا وہ۔

۳۔ استدراک، پر، لیکن، بلکہ،

جہاں یہ لفظ آتے ہیں تو جملوں کے مضمون میں جو مغائرت ہوتی ہے، ان الفاظ کے آنے سے شک وشبہ رفع ہو جاتا ہے، یہ سب سچ ہے پر وہ نہیں مانتا۔ اس نے بہت سی شرطیں پیش کیں لیکن ہم نے ایک نہ مانی ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

۴۔ استثنا، مگر، الا۔

سب آئے مگر وہ نہ آیا۔ سب آئے الا وہ نہیں آیا۔

۵۔ شرط، جو، اگر۔

اور جو تم نے کچھ کہا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔

جو دوا کی پڑیا ہوتی تو دو چار ہوتا ر
(غالب)

www.taemeernews.com



اگر وہ نہ آیا تو مجھے جانا پڑے گا۔

ورنہ اور نہیں تو اور تو شرط کے جواب میں آتے ہیں جیسے وہ آیا تو آیا ورنہ مجھے خود جانا پڑے گا۔

کچھ کہتے ہو تو کہو نہیں تو میں جاتا ہوں۔

پہلے جملے میں حرف شرط آتا ہے، اور دوسرے جملے میں جواب کے لئے اکثر تو آتا ہے جسے جزا کہتے ہیں۔

۶۔ علت، سو، پس، اس لئے، لہذا، بنا بریں، کیوں کہ۔ مثالیں آپ نے اسے جانے کا حکم دیا تھا، سو وہ گیا۔ اس نے ہمیں حاضر ہونے کو کہا تھا، پس ہم حاضر ہو گئے۔

بعض حروف علت جوڑا جوڑا آتے ہیں یعنی ایک علت کے ساتھ دوسرا معلول کے ساتھ جیسے، چونکہ آپ نہ تھے اس لئے میں نہ آیا۔

کہ اور تاکہ اور مبادا کو بھی اسی ضمن میں سمجھنا چاہئے۔ مثلاً کتابیں بھیج دیجئے تاکہ جلد بندھوا دوں، آپ کہلا بھیجئے مبادا وہ نہ آئے۔

# ۳۔ حروف تخصیص

حروف تخصیص جب کسی اسم یا فعل کے ساتھ آتے ہیں تو خصوصیت یا حصر کے معنی پیدا کرتے ہیں۔

حروف تخصیص یہ ہیں۔ ہی، تو، بھی، ہو۔

www.taemeernews.com



جیسے میں نے اختر ہی سے سنا تھا۔

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی!
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی!

" ہیں جہاں سو ہزار ہم بھی ہیں۔"

فعل کے ساتھ بھی یہ حرف استعمال ہوتے ہیں۔

کسی نے ان کو بھی یا تو ہوتا! صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔

" ہر شخص اپنی فکر میں مبتلا ہے، ہر چیز میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے۔

ہر ایک کے ساتھ بھی مل کر آتا ہے جیسے ہر ایک آدمی پر لازم ہے کہ اپنا فرض ایمان داری سے ادا کرے۔ ہر ایک کا یہ مقدور نہیں۔

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
(غالب)

کوئی اور کسی کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ہر کسی کے کہنے کا یقین کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اب تو ہر کوئی تمہاری سی کہنے لگا ہے۔ بعض اسمار ضمائر اور حروف کے ساتھ مل کر مرکب لفظ کا جز بن جاتا ہے۔ مثلاً

| | | | |
|---|---|---|---|
| کب | ہی کے ساتھ مل کر | کبھی | ہوا |
| جب | " | جبھی | " |
| اب | " | ابھی | " |
| تب | " | تبھی | " |

www.taemeernews.com



| سب | ہی کے ساتھ مل کر | سبھی | بنا |
|---|---|---|---|
| کہاں | " | کہیں | " |
| وہاں | " | وہیں | " |
| یہاں | " | یہیں | " |
| وہ | " | وہی | " |
| یہ | " | یہی | " |
| اس | " | اسی | " |
| تم | " | تمہیں | " |
| ہم | " | ہمیں | " |
| تجھ | " | تجھی | " |
| مجھ | " | مجھی | " |
| جوں | " | جونہیں، جونہی | " |
| یوں | " | یونہیں، یونہی، یہیں | " |

## حروفِ فجائیہ

وہ الفاظ جو جوش یا جذبے میں بے تحاشہ زبان سے نکل جاتے ہیں جیسے ہیں، ہیں: اوہو، ہائے وغیرہ۔

مختلف جذبات اور تاثرات کے لئے الگ الگ حروف مستعمل ہیں بعض اوقات جز جملے بھی ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جیسے! ماشاء اللہ سبحان اللہ! استغفر اللہ، وغیرہ

۱۔ حرف ندا۔ اے۔ یا، جیسے اے صاحب، یا اللہ

۰ جو عموماً دور سے بلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن شائستہ

www.taemeernews.com



زبان میں اس کا استعمال نہیں ہے،

ارے، ابے، اجی، ارے او، ابے او، عموماً یا تو انتہائی بے تکلفی یا خفگی کی حالت میں چھوٹے درجے کے لوگوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

فارسی میں کبھی الف اسم کے آگے بڑھا دیا جاتا ہے، جیسے شاہا شاہنشاہا، بادشاہا، واعظا وغیرہ۔ مگر اردو میں یہ حرف شعر میں آتا ہے۔

جیسے بلاتے ہیں اسے منادیٰ کہتے ہیں۔ جب منادیٰ جمع کی حالت میں ہوتا ہے تو جمع کا آخری نون گر جاتا ہے۔ اے صاحبو اے بھائیو! بعض وقت حرف ندا محذوف بھی ہوتا ہے، جیسے لوگو دوڑو، صاحبو یہ کیا بات ہے۔

۲۔ خوشی اور مسرت کے لئے اہاہا، اوہو، واہ واہ، سبحان اللہ ماشاء اللہ۔

۳۔ رنج و تاسف کے لئے، ہائے، وائے، آہ، اف، اے وائے، ہائے رے، افسوس، حیف، ہیہات۔

۴۔ تعجب کے لئے سبحان اللہ، اللہ اللہ۔ اللہ اکبر۔ تعالیٰ اللہ صلے اللہ، اوہو، اہا۔

۵۔ نفرت کے لئے۔ در، دُر، دُر دُر۔ دُرر۔ تف، تھو، استغفراللہ معاذ اللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، ہشت، چھی۔

۶۔ تحسین و آفرین کے لئے سبحان اللہ، ماشاء اللہ، بارک اللہ خوب، شاباش، جزاک اللہ، واہ وا، اللہ اللہ صلِّ علیٰ

www.taemeernews.com



چشم بد دور۔

۷۔ پناہ مانگنے کے لئے:۔

الاماں، الحفیظ، الاماں الاماں، توبہ، الٰہی توبہ معاذ اللہ عیاذاً باللہ۔

۸۔ تنبیہ کے لئے:۔

ہیں ہیں۔ ہوں ہوں۔ خبردار، دیکھو، سنو!"

www.taemeernews.com



# فصل سوم

## مشتق اور مرکب الفاظ

اس فصل میں مشتق اور مرکب الفاظ کا ذکر کیا جائیگا

### مشتق

مشتق وہ ہے جو کسی دوسرے لفظ سے کسی قدر تغیر سے نکلا یا بنا ہو یہاں زیادہ تر ہندی الفاظ کے اشتقاق سے بحث کی جائے گی فارسی اشتقاق اکثر ہندی سے ملتا جلتا ہے، عربی فی الحال ہماری بحث سے خارج ہے۔

۱۔ اسمائے کیفیت عام طور پر اس طرح بنتے ہیں :۔

۲۔ اکثر افعال کے مادے (یعنی علامت مصدر کے گر جانے کے بعد) اسمائے کیفیت کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً ہار، جیت، مار، پھیر، تاک، بول، لوٹ، روک، ٹوک وغیرہ

بعض اوقات اعراب کو لمبا کر کے ، و، ن، صفت کی شکل میں لے آتے ہیں، جیسے۔ اترنا سے اتار . چلنا سے چال، ٹلنا سے ٹال، ملنا سے میل

ب۔ مادے کے آخر میں الف کے بڑھانے سے۔ جیسے جھگڑا ، جھیرا چھاپا۔

ج۔ ن کے بڑھانے سے جیسے چلن ، مرن ، لگن ، ترن ، کترن

www.taemeernews.com



سوجن وغیرہ۔)

ہ۔ بعض اوقات صفات کے آگے ن بڑھانے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں جیسے نچان، چھٹان، لمبان وغیرہ۔

۷۔ فعل کے آگے ان کے اضافے سے، جیسے، بھٹان، لگان، اڑان، ڈھلان،

و۔ فعل کے مادے کے آگے آئی معروف یا وائی بڑھانے سے لیکن اس میں ہمیشہ اجرت یا مزدوری کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے ڈھلائی، چرائی، پسوائی، دھلائی، سلائی، رنگوائی۔

ز۔ صفت کے بعد ای یا ئی بڑھانے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں، جیسے اچھائی، برائی، گولائی، بڑائی، چھٹائی۔

ح اسم کے بعد ی معروف بڑھانے سے چوری۔ خشکی، بھنی۔ بھی

ط۔ ت۔ یا تی کے بڑھانے سے جیسے بچت، کھپت، بھرتی، بڑھتی بھیتی۔

ی تا ت۔ کے اضافے سے جیسے بتات، جھلمناتہ

ک۔ اسم کے بعد ٹ، ہٹ، اٹ کے بڑھانے سے جیسے گھبراہٹ بناوٹ، رکاوٹ، لگاوٹ وغیرہ

ل۔ بعض اوقات صفات کے آگے یہی علامت بڑھانے سے بھی اسمائے کیفیت بنتے ہیں، جیسے چکناہٹ، کڑواہٹ، نیلاہٹ،

م۔ مادۂ فعل کے بعد آؤ کے اضافے کرنے سے جیسے بہاؤ، چڑھاؤ، چھڑکاؤ، بچاؤ، لگاؤ، رکاؤ وغیرہ۔

ن۔ پا، پن اور پنا اسم کے آگے بڑھانے سے، جیسے بڑھاپا

www.taemeernews.com



چھنا پا۔ مٹاپا۔ لڑکپن، بچپن، شہدا پن۔ دیوانہ پن، بچپنا
گنوارپنا۔ چھٹپنا۔

ص۔ ک کے بڑھانے سے، اسم یا فعل کے بعد جیسے ٹھنڈک، بھٹک۔

ع۔ کی کے اضافے سے جیسے چٹکی۔

ف۔ اس کے اضافے سے جیسے مٹھاس، پیاس، کھٹاس۔

ص۔ مادۂ فعل کے بعد آپ کے اضافے سے جیسے ملاپ۔

ق۔ ہٹ سے جیسے سیاہٹ، گنوارہٹ۔

ر۔ نا، کے لگانے سے جیسے چاندنا۔

ش۔ واس کے بڑھانے سے جیسے بکواس۔

ت۔ وا کے بڑھانے سے جیسے بڑھاوا، چھلاوہ، دکھاوا وغیرہ

ص۔ یت، جیسے۔ اپنایت

* سب ہندی صورتیں ہیں، لیکن بعض فارسی ترکیبیں بکثرت استعمال ہوتی ہیں، مثلاً ی کے لگانے سے بندگی، زندگی، مردانگی، دیوانگی۔ علامت ان فارسی الفاظ کے آگے اضافہ کی جاتی ہے جن کے آخر ہ ہوتی ہے۔

اسم کے بعد ی کے اضافے سے جیسے گرمی، نرمی، جوانی، روشنی وغیرہ

۱۱۔ امر کے آگے ش یا ئش، کے اضافے سے جیسے سوزش، آزمائش اور گردش وغیرہ

امر کے آگے اک بڑھانے سے جیسے خوراک، پوشاک۔

۲۔ اسم فاعل، جو کسی کام یا پیشے کے ظاہر کرنے کو استعمال ہوتا ہے حسب ذیل علامات کے اضافے سے بنتا ہے،

۳۔ والا۔ جیسے رکھوالا، گوالا، وغیرہ۔

www.taemeernews.com



ب۔ وال۔ جیسے دوال، رکھوال۔

ج۔ ہار، ہارا۔ جیسے پنہارا، لکڑ ہارا، پنہارا، گھسیارا، جاہنسارا۔ ہار سنسکرت کے لفظ کارک سے بگڑ کر بنا ہے، جس کے معنے آنے والے کے ہیں۔

بعض الفاظ میں ہارا کی ہ اڑ گئی ہے اور آرا، آر۔ یار، ہو گیا ہے جیسے کرتار، چمار، کمہارا، بنجارا، کھٹیارا۔ سنار۔ لوہار۔

د۔ اری یا اڑی کے اضافے سے بنتا ہے، جیسے بجاری، بھکاری، کھلاڑی۔

ی۔ ایرا کے اضافے سے جیسے لٹیرا، کمیرا، سپیرا، کسیرا۔

و۔ ا کے اضافے سے جیسے بھربھو نجے یعنی بھونجا جو پرانے فعل بھنجنا (بھوننا) سے نکلا ہے، جوتا در مین جوتنے والا، اچکا۔

ز۔ یا کے اضافے سے جیسے گڈریا (گڈر بھنے بھیڑ)، دلیا، پسا، نچنیا۔

ح۔ یا کے اضافہ سے جیسے گویا، بٹویا۔

ط۔ ہا کے اضافے سے جیسے چرواہا۔

ی۔ وا کے اضافہ سے جیسے، پچھوا، جبڑوا، (دھارشنے سے) بٹواو بیٹ ریشم ہے

ک۔ اک کے اضافے سے۔ جیسے۔ پیراک۔ لڑاک۔ تیراک، چالاک

ل۔ تا کے اضافہ سے جیسے داتا، یا رشتے کو ظاہر کرنے کے لئے، جیسے پتا (یہ سنسکرت علامت ہے)

م۔ کڑ کے اضافے سے، جیسے جھگڑ، کو دکڑ، بجھکڑ

ن، و کے اضافے سے، جیسے ڈاکو، پچھو۔

www.taemeernews.com



س۔ رد کے اضافے سے، جیسے بکھیرد، کھیرد۔
اس کے علاوہ فارسی علامتیں بھی اردو میں بکثرت استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً گر، گار، کار، جیسے کاریگر، نیل گر، زرگر، خدمت گار، مدد گار، دست کار۔
بر، جیسے، رہبر۔ دلبر۔ پیغامبر۔
بان دان، جیسے باغبان، گاڑی بان، کوچوان (اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں، موٹربان)
مند، جیسے دولت مند، حاجت مند،
ور آمد، دولت مند، جانور زور آور۔
ترکی علامت چی سے جیسے خزانچی، طبلچی، بندوقچی، باورچی ان فارسی علامات والے الفاظ کا ذکر تفصیل سے آئے گا۔
۳۔ اسمائے آلہ فعل کے بعد ان علامات کے بڑھانے سے بنتے ہیں، جیسے:۔
(۱) نی۔ نا۔ ن کے اضافے جیسے دھونکنی، اوڑھنی، بیلن، چھلنی، پالنا، مہانا۔
اسم کے بعد ن بڑھانے سے جیسے دتون۔
(ب) ا کے اضافے سے جیسے گجرا۔
ج۔ یل کے اضافے سے جیسے نکیل۔
(د) و کے اضافے سے جیسے جھاڑو۔
فارسی میں ہ کے اضافے سے جیسے دستہ، چشمہ
" آنہ " انگشتانہ، دستانہ۔

www.taemeernews.com



۴۔ اسمائے ظرف اسم کے بعد ان علامات کے لگانے سے بنتے ہیں۔

(الف)۔ باڑی، باڑہ، واڑہ۔ وارہ، واری جیسے بانس باڑی سید باڑہ

اعلم باڑہ، رسول باڑی، ڈھیرواڑہ، ہزاڑہ، پھلواری، پچھواڑا۔

(ب)۔ ستان، جیسے راجستان، ہندستان۔

(ج)۔ الا یا الی سے جیسے ہمالا، شوالا، مثالی۔

(د) ال یا ال سے جیسے سسرال۔ ننھیال۔

(ہ) سال یا شالہ سے، ٹکسال، گھڑ سال، پاٹ، شالہ، دھرم شالہ۔

(و) انہ جیسے سمدھیانہ۔ سرھا یا رو سے جیسے پیاؤ، ڈلاؤ۔

(ی) ددار یا دوارا سے جیسے۔ ہردوار، گردوارا۔

(۵) اسم کی تصغیر ان علامات کے اضافے سے بنتی ہے،

(۱) یا کے لگانے سے جیسے ڈبیا، چھریا، لٹیا۔

اس قسم کی تصغیر : ، ۔ سے اکثر پیار و محبت کا اظہار ہوتا ہے، جیسے

بٹیا، بہنیا، بچیا۔

(ب) ی معروف سے ٹوکری، رسی، شیشی

(ج) یا سے جیسے انبیا، کھٹیا، انگیا، (تال سے)

د۔۔ وا سے جیسے مردوا۔ جورروا۔ بھوا۔

ہ۔ ڑی، دی، اور ڑا۔ را۔ کے لگانے سے جیسے دمڑی (دام سے)

پلنگڑی، چمڑا، چھتری، کمہاری، کھلاڑی، ننگڑا، نکڑا (نک سے)

ٹھیکرا، ٹھیک سے۔ مکھڑا، جوڑا۔

و۔ ایلا یا ولا سے جیسے دھیلا، ھیلا یعنی آدھے سے) بگھیلا یا بگھیلا (باگھ

سے) کھٹولا۔ تتلا (لا) گھیلا، سپولیا، (ہندی سنپولا) جھنڈیا گریلا۔

(ز) ٹا یا وٹا سے جیسے ہرنوٹا، چھوٹا، بانٹا۔

(ح) نا سے جیسے بجھنا۔ ڈھونا۔

(ط) ک ہندی اور فارسی دونوں میں مشترک ہے، جیسے ڈھولک مردک، عینک، طفلک، بلبلک، بلک،

(ی) وڑ سے جیسے بھنوڑ۔

علاوہ ک کے فارسی علامت چی یا چہ اردو میں مستعمل ہے جیسے صندوقچہ، باغیچہ، دیگچہ، دیگچی۔ نیچہ۔ ڈولچی، بنچہ، سنچہ، دیگی۔

۱۔ اب ان صفات کا ذکر کیا جاتا ہے جو دوسرے الفاظ سے مشتق ہیں

(الف) ی کے اضافے سے جیسے شہری، پہاڑی، دیسی، کھاڑیا، اولی بلی وغیرہ۔

(ب) ا کے بڑھانے سے جیسے دودھیا، چھوٹا، میلا، بھوکا، نیلا، گیروا۔

(ج) اک سے جیسے لڑاک، پیراک یا تیراک،

(د) ایلا یا ی، معروف کے بڑھانے سے جیسے پتھریلا، خرمیلا، ارسیلا، نکیلا، سجیلا، رنگیلا، نشیلا، سریلا، وغیرہ۔

ایلا (یا ی کا مجہول) — اکیلا، سوتیلا، کسیلا۔ غصیلا۔

ایل، یل، ل — دو دھیل، رسیل، تندیل، غصیل / دو دھیل، بائل، گھائل، بوجھل

الا — مٹیالا، کوڑیالا

ایرا، وڑ — اچھیرا، ممیرا، کمھیرا، ہنسوڑ

www.taemeernews.com



الو	}	لجالو، شرمالو، جھگڑالو

(ہ) او، جیسے بکاؤ، دباؤ، گماؤ، کھاؤ

(و) ک جیسے دیدک، ساجک، پھونک۔

(ز) کا جیسے بکا۔

(ح) یت، پچیت، کڑکیت، پھکیت، ڈکیت۔

(ط) ونت، بلونت، بھگونت

(ی) ان یا وان، جیسے بھاگوان، بدہیمان، گنتمان، رضوان،

(ک) ر سے جیسے بازارو، دیدارو۔

(ل) ر سے جیسے پردا، پچھوا۔

(م) سا جیسے پیاسا، رواننسا، (روکھا) منڈا سا۔

(ن) والا جیسے متوالا۔

(س) وال، جیسے گیہوال، دھلوال، پھسلوال، گٹھوال،

(ع) نا، جیسے، پھسلنا دف) ہار جیسے ہونہار، ہابنہار مرن ہار، وغیرہ۔

(ص) ما ی، (تانیث کے لئے) جیسے فیلپا ؟

(ق) ہرا یا، ہری، اور ہلی جیسے سنہرا، سنہری، رپہلی۔

(ر) یرا۔ جیسے میرا، قلیرا، بہتیرا۔

اس کے علاوہ فارسی کی بعض علامات اسی طرح اردو میں مستعمل ہیں جیسے ی۔ ہندی اور فارسی دونوں میں یکساں استعمال ہوتی ہے،

اس کے علاوہ۔

آنہ جیسے مردانہ، سالانہ، ماہانہ

www.taemeernews.com



ایں یا این جیسے زریں، آتشیں، رنگین، شوقین، نمکین، ناک، جیسے غضبناک، ہیبتناک، خطرناک،

اس کے علاوہ اسم اور امر سے مل کر سینکڑوں فارسی صفات بنتے ہیں، جو اردو میں بلا تکلف بولے جاتے ہیں۔ لیکن اس کا تعلق مرکبات سے ہے۔

فارسی حروف بے، بر، با، بہ اسم کے ساتھ آ کر صفات بناتے ہیں جیسے برمحل، بروقت، برقرار، بجا، بے جا، باتدبیر، بے عقل وغیرہ۔

علاوہ اس کے ہندی میں اس خصوصیت کے لئے اوراک، صیب کے لئے بعض الفاظ کے شروع میں آتا ہے، مگر عموماً یہ تیاسی ہوتے ہیں، جیسے سڈول سپوت، سبھل، چیت، کپوت، کڈھب، کراہ وغیرہ

## مرکب

مرکب الفاظ دو قسم کے ہیں۔

اول وہ جہاں ایک خاص حرف یا علامت یا لفظ دوسرے مختلف الفاظ کے ساتھ مل کر خاص معنی پیدا کرتا ہے،

دوسرے، وہ جبکہ دو مختلف اسم یا ایک اسم اور صفت یا اسم و فعل یا صفت و فعل مل کر ایک لفظ بن جاتا ہے، ایسے مرکبات زیادہ تر ہندی ہوتے ہیں۔

اب ہم دونوں قسموں کا الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

(۱)

(۱) اول ان الفاظ کا بیان کیا جاتا ہے جن کے شروع میں آنے سے صفات کی نفی ہوتی ہے،

www.taemeernews.com



(۲) اہندی الفاظ جیسے ادھر، اٹل، امٹ، اچل، اچھوت، اچھوتا، وغیرہ
ان " " انجان، ان پڑھ، ان گھڑ، ان مول، ان مل، وغیرہ۔
ن " " نڈر، نہتا، نکما، نڈرپن، وغیرہ۔
نر " " نرادھار، نرمل، نربل، نرگن، وغیرہ
بن " " بن سلا، بن سرا، بن جتی (زمین)
ک، کو " " کڈھب، کراہ، کپوت، وغیرہ۔
پر (بمعنی غیر، دوسرا) پردیس، پرمال، پرتال، پرلوک وغیرہ
بعض فارسی اور عربی الفاظ بھی اسی طرح نفی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے۔
نا (فارسی۔) ہندی الفاظ کے ساتھ بھی آتا ہے) جیسے نالائق، نا ڈر، ناوقت، ناسمجھ، ناچار، نادان۔
بے " " بے ہوش، بے خبر، بے دل، بے مثل، بے صبر
ہندی الفاظ کے ساتھ جیسے بے چین
بے تھا، بے ڈھب، بے دھڑک، دھڑک
وغیرہ
کم " " کمزور، کمیاب، کم عقل، کم حوصلہ، کم اصل
غیر (عربی) " غیر حاضر، غیر مفید۔
خلاف " " خلاف عقل، خلاف شرع، خلاف قاعدہ
اسی طرح بد، تنگ، زشت، دون وغیرہ الفاظ، دوسرے الفاظ کے ساتھ آکر ذم کے معنی پیدا کرتے ہیں جیسے بدگمان، بدخصلت، بدچلن، تنگ دل، تنگ چشم، زشت رو، زشت خو، دون ہمت وغیرہ۔

www.taemeernews.com



(۲) مرکب صفات جو اکثر فارسی ہوتے ہیں، اور اکثر بطور اسم فاعل مستعمل ہیں۔ اسم کے ساتھ امر یا دوسرا اسم اضافہ کرنے سے۔

دار کے ساتھ جیسے دلدار، زردار، جان دار، وفادار، مالدار وغیرہ

بر کے ساتھ جیسے دلبر، فرماں بر۔

باز : جاں باز، سرباز، دغا باز۔

ساز : حیلہ ساز، دم ساز، سخن ساز، زمانہ ساز، لوہا ساز

آور : دور : نامور، زور آور، دلاور، قد آور، نام آور، جرخواہ

خواہ : دل خواہ، خاطر خواہ، عذر خواہ، خیر خواہ

اندیش : دور اندیش، خیر اندیش، کوتہ اندیش،

طلب : خیر طلب، عشرت طلب، شہرت طلب

شناس : ادا شناس، مردم شناس، قدر شناس، سخن شناس

دان : قدردان، سائنس داں، کاردان، مزاج دان

فہم : سخن فہم، شعر فہم، معاملہ فہم۔

پوش : عیب پوش، خطا پوش، پردہ پوش، خوان پوش

بخش : خطا بخش، زر بخش، صحت بخش

پرست : آشنا پرست، زن پرست، شکم پرست
بت پرست، خدا پرست، وطن پرست،

پسند : دل پسند، ترقی پسند، شہرت پسند

فروش : خود فروش، یار فروش، دل فروش، وطن فروش

گیر : جہانگیر، عالمگیر، دستگیر، دلگیر، دامنگیر، گلوگیر

خوار / خور : خوں خوار، آدم خور، غمخوار، شرابخوار، بسیار خوار

www.taemeernews.com



| | |
|---|---|
| گو کے ساتھ | راست گو، دروغ گو، کم گو، بد گو، ہیچ گو۔ |
| جو " | عیب جو، جنگ جو، نام جو۔ |
| بیں " | باریک بیں، خورد بیں، آخر بیں، پیش بیں۔ |
| نشین " | جیسے دل نشین، خانہ نشین، ذہن نشین۔ |
| رُبا " | دل ربا، ہوش ربا، اندوہ ربا۔ |
| چیں " | نکتہ چیں، سخن چیں، عیب چیں۔ خوشہ چیں۔ |
| ریز " | خوں ریز، شکر ریز، برگ ریز، اندوہ ریز، گوہر ریز۔ |
| فشاں (افشاں) | گل فشاں، نور افشاں، دُر افشاں، اشک فشاں |
| سوز کے ساتھ | جگر سوز، دل سوز، عالم سوز، جہاں سوز۔ |
| کن " | بیخ کن، گورکن، (اسم فاعل) |
| زدہ " | غم زدہ، آتش زدہ، قحط زدہ |
| آلودہ " | خون آلودہ، گرد آلودہ، شکر آلودہ |
| زن " | لاف زن، نیش زن |
| آزار " | دل آزار، مردم آزار، خلق آزار |
| افروز " | دل افروز، بزم افروز، جہاں افروز، عالم افروز۔ |
| آموز کے ساتھ | علم آموز، جنگ آموز، نو آموز |
| آمیز " | خاک آمیز، گلاب آمیز، مکر آمیز، مصلحت آمیز |
| انگیز " | فتنہ انگیز، آتش انگیز، بغاوت انگیز۔ |
| پرور " | غریب پرور، امیر پرور، شریف پرور، بندہ پرور، ناز پرور، زبان پرور، سخن پرور |
| افراز (فراز) | گردن افراز، سر افراز، سرفراز۔ |

www.taemeernews.com



نواز کے ساتھ — غریب نواز، بندہ نواز، ذرہ نواز، پلک نواز،
پرداز " — سخن پرداز، معنی پرداز۔
کشا " — دل کشا، مشکل کشا، عقدہ کشا
گداز " — دل گداز، تن گداز، جاں گداز
نما " — خوش نما، بدنما، خود نما، انگشت نما
بوس " — خاک بوس، قدم بوس، دست بوس، پابوس۔
لیس " — کاسہ لیس، رکابی لیس۔
بار " — بردبار، زیر بار۔ گراں بار، سبکبار۔
رو " — تیز رو، سبک رو، کج رو، گرم رو۔
دوز " — زمیں دوز، دل دوز۔
رس " — فریاد رس، [illegible] رس، شاہ رس، دربار رس، دادرس۔
گوں " — نیلگوں، گلگوں، (رنگ کے لئے)۔
فام " — گلفام، سیاہ فام، لالہ فام (رنگ کیلئے)

اسی طرح بعض خاص اسم دوسرے اسماء کے ساتھ آنے سے یہ معنی پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً۔

دوست کے ساتھ جیسے غریب دوست، وطن دوست، خانہ دوست
دشمن " — آشنا دشمن، زن دشمن
فریب " — دل فریب، مردم فریب، ابلہ فریب۔
مائل " — سبزی مائل، زردی مائل، سرخی مائل۔
خوش (لفظ کے اول میں) خوش رو، خوش خلق، خوش مزاج۔

www.taemeernews.com



| | | |
|---|---|---|
| نیک | " | نیک دل، نیک طینت، نیک مزاج۔ |
| خوب | " | خوب صورت، خوش شکل۔ |
| خود | " | خود نما، خود پسند، خود غرض، خود فریب، خود رو، |
| صاحب | " | صاحب نصیب، صاحب شعور، صاحب دل |
| اہل | " | اہل دل، اہل کمال، اہل علم وغیرہ (یہ لفظ ہمیشہ جمع میں استعمال ہوتے ہیں) |
| کار | " | بدکار، نیکوکار۔ |
| نیم | " | نیم پخت، نیم جاں، نیم بسمل، نیم بریاں، نیم رہ (نیم ملا، بطور اسم) |

ترکیب اضافی لائق اور قابل کے ساتھ جیسے قابل سزا، قابل اصلاح قابل داد، قابل رشک، قابل تحسین، لائق انعام، لائق تعریف وغیرہ

۳۔ بالکل اسی طرح اسم فاعل بھی بنتے ہیں، بلکہ اکثر اوقات صفات و اسماء فاعل مشترک ہوتے ہیں۔ مثلاً۔

بر کے ساتھ جیسے پیغمبر رہبر وغیرہ

بردار کے ساتھ عصا بردار حقہ بردار۔ علم بردار حکم بردار

| | | |
|---|---|---|
| گر | " | کاریگر۔ حیلہ گر، زرگر، بادشاہ گر، |
| کار | " | دستکار۔ کاشتکار۔ پیش کار، قلمکار۔ |
| دار | " | زمیندار، قرض دار۔ چوبدار۔ دکاندار، |
| باز | " | مرغ باز وغیرہ |
| کش | " | جریب کش، تارکش، ارہ کش، بادہ کش۔ |
| پوش | " | سرپوش، پلنگ پوش، پاپوش۔ |

www.taemeernews.com



فروش کے ساتھ۔ میوہ فروش، مے فروش۔
خوان ″ قصہ خوان، مسل خوان، مرثیہ خوان، فارسی خوان۔
انداز ″ گولہ انداز، تیرانداز، برقنداز، زیرانداز، پس انداز
نشین ″ جانشین، فیل نشین، کرسی نشین، تخت نشین۔
ربا ″ کاہ ربا، آہن ربا۔
کن ″ گورکن، پشتہ کن۔
دوز ″ خیمہ دوز، چکن دوز، کفش دوز
شو ″ مردہ شو، پاشو۔
چی ″ خزانچی، ارچی، طنبورچی، طبلچی۔

جس طرح شروع میں بعض حروف اور الفاظ ترکیب کے لئے آتے ہیں، اسی طرح آخر میں بھی آتے ہیں، شروع میں جو آتے ہیں انہیں سابقہ کہتے ہیں اور آخر میں آنے والے لاحقہ کہلاتے ہیں۔

فارسی لاحقوں کا ذکر آچکا ہے، اب یہاں چند فارسی سابقے لکھے جاتے ہیں جو عام طور پر مستعمل ہیں۔

پا کے ساتھ پاانداز، پابوس، پابند، پاجامہ، پازیب، پامال وغیرہ
پس ″ پس انداز، پس ماندہ، پس پا وغیرہ
پر ″ پرجوش، پرمعنی، پرمغز، پردرد وغیرہ
پنج ″ پنج روزہ، پنجتن، پنجگانہ، پنج شنبہ وغیرہ
پیش ″ پیشانی، پیشاب، پیش دست، پیش خیمہ، پیش کش وغیرہ
تہہ ″ تہہ خانہ، تہبند، تہہ بازاری، تہہ دیگی وغیرہ
خر ″ خرگاہ، خرمہرہ، خرمن، خرگوش وغیرہ

www.taemeernews.com



خوش کے ساتھ خوش اسلوب، خوشبو، خوش بیان، خوش خصال، خوش نصیب وغیرہ

| | | |
|---|---|---|
| در | " | در پردہ، در پیش، درکار، درگذر، در پے وغیرہ |
| زبر | " | زبردست وغیرہ |
| زیر | " | زیر بار، زیر دست، زیر لب وغیرہ |
| زود | " | زود رنج، زود فہم، زود نویس، زود آشنا وغیرہ |
| سر | " | سرخوش، سربلند، سرتاج، سررشتہ، سرمد، سرکش وغیرہ |
| سہ | " | سہ روزہ، سہ درہ، سہ منزلہ، سہ چند، سہ گوشہ وغیرہ |
| شاہ شہ | " | شاہراہ، شاہ رگ، شاہ نشین، شہ نشین، شہتیر، شہ باز شہ سوار وغیرہ |
| شش | " | شش جہت، شش ماہی، شش در وغیرہ |
| صاحب | " | صاحب خانہ، صاحب دل، صاحب کمال، صاحب علم صاحب نصیب وغیرہ |
| صدر | " | صدر مدرس، صدر اعظم، صدر اعلیٰ، صدر صاحب وغیرہ |
| غیر | | غیر ممکن، غیر مناسب، غیر موزوں، غیر ضروری غیر منقولہ وغیرہ |
| لا | " | (دل) لاابالی، لازوال، لاوارث، لامکان، لایعنی وغیرہ |
| میر | | میر فرش، میر آتش، میر عمارت، میر منشی، میر مجلس وغیرہ |
| نیم | | نیم حکیم، نیم روز، نیم راضی، نیم باز وغیرہ |
| نو | | نو آبادی، نو بہار، نو دولت، نو عمر، نو گرفتار وغیرہ |
| ہر | | ہر دلعزیز، ہر روزہ، ہرکارہ وغیرہ |

| | | |
|---|---|---|
| ہزار کے ساتھ | | ہزار داستان، ہزار دانہ، ہزار پا وغیرہ۔ |
| ہشت | " | ہشت اقلیم، ہشت ہزاری وغیرہ |
| ہفت | " | ہفت اقلیم، ہفت خوان، ہفت زبان وغیرہ |
| ہم | " | ہم آواز، ہم پیالہ، ہم نوالہ، ہم نشین، ہم درد وغیرہ |
| ہمہ | " | ہمہ دان، ہمہ گیر وغیرہ |
| یک | " | یک دل، یک چشم، یک رنگ، یک جہتی وغیرہ |

ہندی کے بھی بعض الفاظ بطور سابقہ کے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً

| | | |
|---|---|---|
| تر | کے ساتھ | ترپھلا، ترسول، ترلوک وغیرہ |
| چو | " | چوبولا، چوبارہ، چوپہلا، چوراہا۔ وغیرہ |
| سر | " | سرکٹا، سرمنڈا، سردھڑا، سرپیچ، سرتوڑ وغیرہ |
| مہا | " | مہاتما، مہابلی، مہابھارت، مہابیر، مہاجن، مہاراج وغیرہ |
| یک | (اک) | یکتگ [illegible]، یکتارا، اکتارا، اکلا، اک بیچا، اکڈال، اکلوتا |

یہاں صرف وہ فارسی ترکیبیں بیان کی گئی ہیں جو اکثر اسماء خاص الفاظ کے ساتھ آکر خاص معنی پیدا کرتے ہیں، اس ڈھنگ سے جو دوسرے نئے الفاظ مرکب بنتے ہیں، ان کا ذکر آگے کیا جاتا ہے۔

(۲)

اردو میں جب دو مختلف لفظ مل کر ایک بن جاتے ہیں تو اس کی دو حالتیں ہیں۔

اوّل۔ بلحاظ ترکیب لفظی یعنی جب دو لفظ مل کر ایک ہو جاتے ہیں تو لفظ کی صورت کیا ہوتی ہے،

دوسرے:۔ بلحاظ معنی یعنی معنی کے لحاظ سے ایسے الفاظ کی

www.taemeernews.com



کیا حیثیت ہوتی ہے۔

اول ہم پہلی حالت کا بیان کرتے ہیں اور وہ ہمارے خیال میں بہت ضروری ہے، تاکہ آئندہ جو نئے الفاظ ہم بنانا چاہیں تو اسی ڈھنگ سے ہوں، اور غیر مانوس نہ معلوم ہوں اور آسانی سے رائج ہو سکیں۔

(۲) دو لفظ مل کر اپنی اصلی حالت قائم رکھتے ہیں اور ان میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا، جیسے بھلا مانس، ان داتا، کرن پھول، کارخانہ، کارچوب، مانس گند، گرراشی، باگ ڈور، دیا سلائی۔

(۳) پہلے لفظ کے الف ممدودہ کا مد گر جاتا ہے اور صرف سادہ الف رہ جاتا ہے، جیسے ادھ کچرا، ادھ کھلا، ادھ مرا، امرس۔

(۳) دو لفظوں کے ملنے پر پہلے لفظ کے آخر کا ا یا ی گر جاتی ہے جیسے ادھ کچرا، ادھ کھلا، بڑ بھاگی، بڑ بہو، بڑ جا، بڑ دنتا، بڑ کنا، بر تنا، بھتیج بہو، بھیج واماد، کپڑ چھن، اپنڑ گند، پچھ بنیا، پچ بہو، کٹھ شا۔

(۴) پہلے لفظ کے بیچ کا حرف علت گر جاتا ہے، جیسے پت جھڑ، پن چکی، پن گھٹ، پن کپڑا، پن کٹی، (پان کا مخفف) ہت پھیری، ہت چھٹ ہت کڑی، جھنڈ، دھن کٹی، کن ٹوپ، کن چھیدن، گل جبا، گل تکیہ، گل پچھے گل مالا، گل چھلا، کن رس، کن رسیا، کن کٹا، ست نجا، کن پھٹا، پن کال، تل چٹا (تل تیل کا مخفف ہے) بیچ میں مجدھار، پھلجھڑی،

(۵) پہلے لفظ کے بیچ اور آخر کے دونوں حرف علت گر جاتے ہیں، جیسے گھر بس، گھڑ چڑھا، گھڑ دوڑ، گھڑ نال، گھڑ منہا۔

(۶) دونوں لفظوں میں حرف علت گرنا، جیسے جگ ٹٹ، بھلمنساہٹ، بھلمنسا۔

www.taemeernews.com



۷۔ جب پہلے لفظ کا آخر حرف اور دوسرے لفظ کا اول حرف ایک ہوں تو ایک گر جاتا ہے، جیسے کچالو، گمٹنا، بھرتال (مٹ تال کا مخفف ہے ت اور ٹ کے بجا آنے سے ٹ ڑ سے بدل گئی)

۸۔ اسم فاعل یا اسم عام صفت بنانے کی غرض سے آخر میں الف یا مؤنث کے لئے ی بڑھا دیتے ہیں، جو بغلا، کن رسیا، لم ڈھیار، سر کھنا (سر اور کھن سے مرکب ہے۔ کھن کے معنی مٹ ــ ــنے کے ہیں۔) ست لڑا، ست ماسا ست کھانا، گرکھا، بڑ دتا، بڑ بہو، ابڑ منہ، گھوڑ کڑ۔ کن پھٹا، بھڑ بھونجا، بھیڑ بھا دکا مخفف ہے اور بھونجا کے معنی بھونکنا کے ہیں (۹) بعض اوقات دو لفظوں میں بیچ میں نسبت یا تعلق ظاہر کرنے کے لئے الف بڑھا دیتے ہیں جیسے مثیا محل، ہیرا پھیری، وہجا، بیچ، دھڑا دھڑ

(۱۰) لبعض الفاظ عجب طرح سے مرکب ہوتے ہیں، مثلاً پھلیل، اصل میں پھول تیل تھا، پھول میں سے ل کو اور تیل میں سے ت کو حذف کرکے ایک لفظ بنا لیا، لوچون، لو ہے چورن سے ہے، (چون بمعنی سفوف)

اسی طرح بھتیجا اصل میں بھائی جایا اور بھانجا، بہن جایا تھا۔

(۱۱) آندہ کے معنی ہندی میں پر کے ہیں، اس سے کئی لفظ مرکب بنے ہیں مثلاً چراند، ساند، سراند، ہراند۔

(۱۲) ہندی میں مرکب الفاظ کی سب سے بہتر ترکیب ہندی اعداد میں نظر آتی ہے، جیسے ہم بالتفصیل صرف کے حصے میں لکھ چکے ہیں۔ یہ ہندی ترکیبیں قریب قریب اسی قسم کی ہیں، جو سنسکرت میں پائی جاتی ہیں ابتدا ان کی تقسیم بلحاظ معنی کے اس صورت سے کی جاتی ہے جو سنسکرت میں ہے۔

اول۔ مرکبات تابع، جن میں الفاظ کا تعلق اسم کی حالت کے تابع

www.taemeernews.com



ہوتا ہے۔

(دوم)۔ مرکباتِ ربطی جن میں الفاظ کا تعلق حرفِ ربط سے ظاہر ہوتا ہے۔

سوم۔ مرکبات توصیفی جن میں صفت کسی دوسرے اسم سے مل کر ہی آتی ہے۔

چہارم:۔ مرکبات اعدادی، جن میں اول جز عدد ہوتا ہے۔

پنجم:۔ مرکبات تمیزی، جن میں پہلا جز تمیز ہوتا ہے۔ اب ہم ان کی تفصیل ذیل میں لکھتے ہیں۔

اول:۔ مرکبات تابعی۔ اسما کی حالت کے مطابقت کے لحاظ سے مختلف قسم کے ہیں۔

(۱) تابع مفعولی جو عام طور سے مستعمل ہے۔ اس میں دوسرا اجزا فاعل یا فعل ہوتا ہے، اور پہلا جز حالت مفعولی میں دوسرے کے تابع ہوتا ہے، جیسے پیٹ مار، چڑیمار، ان داتا، تل چٹا، کھڑ پھوڑا، گھڑ کٹا۔

(۲) تابع ظرفی یا طوری جس میں پہلا لفظ دوسرے سے ظرفی یا طوری تعلق رکھتا ہو، جیسے دیش نکالا، پچھیل، ددھلا۔

(۳) تابع اضافی جس میں پہلا جز دوسرے سے اضافی تعلق رکھتا ہو یہ مرکبات کثرت سے مستعمل ہیں، جیسے لکھ پتی، پن گھٹ، پن چکی، امرس، کن رس، گھڑ پٹلی، راجپوت، سوت جلاپا، بھتیجے بہو، کنٹوپ، بٹ جھڑ، گھڑ گندہ، ماس گندہ، ہٹ کڑی، راتا ہٹ وغیرہ وغیرہ

(۴)۔ تابع ظرفی جس میں پہلے لفظ کا تعلق دوسرے سے ہے، بہ لحاظ مقام کے

www.taemeernews.com

ہو۔ جیسے گھڑ چڑھا، سورگ باسی، بن باسی، بن مانس، جل مانس، جل ککڑ، اوپر تلا، اوپر والی۔

دوم مرکبات ربطی وہ ہیں جن کے پہلے اور دوسرے جز میں حرف ربط واقع ہوتا ہے جیسے منیا محل، دھڑا دھڑ، اینچا تانی، بھاگا بھاگ، ٹھرا ٹھری آب و ہوا، سراسر۔ واسی قسم کے فارسی مرکبات بکثرت مستعمل ہیں۔

(۱) اکثر اوقات، حرف ربط محذوف ہوتا ہے، جیسے ماں باپ، دال روٹی تلپٹ، ان جل، دل گردہ، بول چال، جوڑ توڑ، گھر بار، خاک دھول جوتی پیزار، دم درود، دم دلاسا، دم خم وغیرہ

(۲) اجتماع ضدین جیسے ہار جیت، گھٹی، بڑھتی (کمی بیشی) سر پیر دن رات، جوڑ توڑ، ہرا بھرا، اجڑا بسا، دیر سویر۔

(۳) لفظی مناسبت اور قافیے کے لحاظ سے جیسے دم خم، مدماتا، دھوتا، بھولا، لبرا، تانا بانا، بھولا بھٹکا، پاس پڑوس۔

(۴) مذکر کا مونث بناکر بڑھا دیتے ہیں، جیسے دیکھا دیکھی

(۵) دو مترادف الفاظ کے ملنے سے، جیسے رونا چھینکنا، اینچا تانی، بھول چوک، دیکھ بھال، چھان بین، سوچ بچار، بھلا چنگا، کاٹ چھانٹ، مدک تڑک، بھولا لبرا۔

کبھی ہندی فارسی، مترادف، لفظ مل کر آتے ہیں، جیسے تن من دھن دولت۔

(۶) ایک ہی مادے کے دو لفظ جیسے چال چلن۔

اسی ضمن میں توابع مہمل بھی آسکتے ہیں، ان الفاظ کے کچھ معنی نہیں

www.taemeernews.com



ہوتے۔ لیکن بامعنی الفاظ کے ساتھ آ کر اس کے معنوں میں خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہیں، بول چال میں ان کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ ایک ہی لفظ کو اس طرح دہرایا جاتا ہے کہ یا تو پہلا حرف گرا دیا جاتا ہے یا پہلے حرف کے بجائے کوئی دوسرا حرف قائم کر دیا جاتا ہے، یا درمیانی حرف علت میں کچھ تبدیلی کر دی جاتی ہے، اس سے مذکور کے لوازم و متعلقات کا بیان مقصود ہوتا ہے، روٹی ووٹی یعنی روٹی اور اس کے ساتھ کی دوسری چیزیں یا ڈیرے دیرے وغیرہ

(۱) اکثر یہ ہوتا ہے کہ پہلے لفظ کو واؤ سے بدل کر دہرا دیتے ہیں جیسے روٹی ووٹی، ڈیرے دیرے پانی، وانی کاغذ وا غذ وغیرہ یہ طریقہ قیاسی ہے، اور تقریباً ہر لفظ کے ساتھ استعمال ہو سکتا ہے۔ مگر باقی طریقے سماعی ہیں، جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(ب) بعض توابع عموماً الفاظ کی مناسبت، وزن یا کسی قدر قافیے کے لحاظ سے بھی آتے ہیں، جیسے بچا کھچا میل جھول، ٹالا بالا، ٹال مٹول لت پینڈ، چوری چکاری، لوگ باگ ؛

(ج) بعض اوقات حرف پہلے ....... دو حرف ایک سے ہوتے ہیں اور باقی بدلے ہوئے ہوتے ہیں جیسے دانہ دنکا۔ گالی گلوچ، سودا سلف

(د) کبھی کلمۂ اول ہی کو کھینچ تان کر درمیانی حروف علت کو بدل کر تابع بنا لیتے ہیں، جیسے ٹپ ٹاپ، ٹھیک ٹھاک، ڈیل ڈول، تول تال۔

(ہ) کبھی تابع اول آجاتا ہے جیسے ادلا بدلا، آمنے سامنے، آس پاس اردگرد۔

سوم مرکبات توصیفی: وہ ہیں، جن میں کوئی صفت یا کوئی لفظ بطور

www.taemeernews.com

صفت کے دوسرے لفظ سے مل کر آئے۔ جیسے بھلا مانس، کمبا، کھٹا، چھاچھا
چہارا، راج کیگ، پرمیشور، پرم، پٹڑا، ایشور، مندا، لم ڈھینگ بڑ کٹا، ادھ موا
کٹھ حٹا، لکھ لٹ۔

بعض علامات ہندی لفظ کا جز ہیں خصوصاً ک (ذم کے لئے اور س
وصف کے لئے) جیسے کپوت، سپوت، کڑ صب، سڈول، سلونا۔ سودھی
ان کا ذکر علامات میں ہو چکا ہے۔

کبھی اسم بھی صفت کا کام دیتا ہے جیسے راج ہنس، لاٹ پادری
یہاں راج اور لاٹ صفت کا کام دیتے ہیں۔

چہارم مرکبات اعدادی وہ ہیں، جن میں پہلا جز عدد ہوتا ہے ہندی
اعداد مردجہ کو دیکھا جاوے تو درحقیقت سب سے عمدہ مثال مرکبات
کی ہے، اس کا مفصل ذکر ہم صفات میں دے چکے ہیں یہاں ہم صرف چند
مثالیں ایسے مرکبات کی دیتے ہیں جن میں ایک جز عدد ہے۔ جیسے۔
تراہا، دو پٹا، سہ نخا، ست ماسا، ست لڑا۔ ہشت پہل تر پولیا
چوراہا۔ دوتی، چوکی، چو برلا، تکنا، چو بغلا، پنج کھلا، چو نالا چوپہل
دو تارا، ستارا، دو شالا، دو غلا۔

پنجم مرکبات تمیزی، یہ مرکبات اردو میں ہندی علامات نفی کے
ساتھ آتے یا بعض علامات فارسی کے ساتھ مثلاً بے، بر، بہ وغیرہ
کے ساتھ جن کا بیان پہلے آچکا ہے۔

یہ صرف ہندی مرکبات کا بیان تھا، ان کے علاوہ فارسی مرکبات
کثرت سے اردو زبان میں اور خاص کر نظم میں مستعمل ہیں جن کا ذکر بخوف طوالت
نظر انداز کیا جاتا ہے، اگر ان تمام صورتوں کو جو بیان کی گئی ہیں، نظر میں رکھا
جائے تو آئندہ جدید الفاظ بنانے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔

www.taemeernews.com



# فصل چہارم

## نحو

اس باب میں دو امور سے بحث ہوگی۔

اوّل:۔ اجزائے کلام اور ان کے مختلف تغیرات کے عمل سے جو ان میں بلحاظ تعداد و حالت زمانہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کا ذکر صرف میں ہو چکا ہے۔ مگر یہاں یہ بحث دوسری نظر سے یعنی معنی مفہوم کے لحاظ سے ہوگی۔

دوم:۔ جملوں کی ساخت سے۔

اول کا نام نحو تفصیلی ہے اور دوسرے کا نحو ترکیبی۔

## نحو تفصیلی!

### جنس

زبانوں میں جنس کی حالت بھی بہت مختلف اور پیچیدہ ہے اور حقیقی اور نحوی (غیر حقیقی) جنس میں اختلاف پڑنے سے پیچیدگی اور بڑھ جاتی ہے۔ اردو میں اگرچہ بجائے تین کے دو ہی جنسیں ہیں لیکن بے جان چیزوں کی تذکیر و تانیث نے جو غیر حقیقی اور بے معنی ہے، زبان کی مشکلات کو اور بڑھا دیا ہے، کیونکہ اس کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ دقت اس وجہ سے اور بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قاعدہ ایسا نہیں کہ جس کے

www.taemeernews.com



بنا پر ہم ایک شے کو مذکر کہتے ہیں، اور دوسری کو مونث، یہ بالکل زبان کے عام رواج پر منحصر ہے۔

بعض عربی مونث لفظ جن کی تانیث عربی قاعدے سے بنائی گئی ہے، اردو زبان میں رائج ہو گئے ہیں، اور بلا تکلف استعمال ہوتے ہیں، جیسے ملکہ سلطانہ وغیرہ لیکن عربی مذکر لفظ کے آخر میں ہ بڑھا کر مونث بنا لینا ہماری رائے میں درست نہیں، بعض لوگ تو یہ غضب کرتے ہیں کہ فارسی اور انگریزی لفظوں کی تانیث بھی اسی قاعدے سے بنا لیتے ہیں، زبان کا رجحان اب اس طرف معلوم ہوتا ہے، کہ اس قسم کے اسم یا صفاتی الفاظ مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں استعمال کئے جائیں، مثلاً عالم فاضل، شاعر، لائق مصنف وغیرہ الفاظ جس طرح مردوں کے لئے بولے جاتے ہیں، اسی طرح عورتوں کے لئے استعمال ہونے چاہئیں، کچھ ضرور نہیں کہ عورت کے لئے عالمہ، لائقہ، شاعرہ مصنفہ کہا جائے، ایسا کہنا خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔ عام بول چال اور تحریر میں بیگم صاحب کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ کیوں نہ دوسرے لفظ بھی اسی طرح بولے یا لکھے جائیں، جوں جوں عورتوں کی تعلیم اور آزادی میں زیادہ ترقی ہوگی۔ یہ خیال زیادہ قوی ہوتا جائے گا، مثلاً جب عورتیں وکیل، بیرسٹر حکیم، یا ڈاکٹر ہونے لگیں گی، تو یہی نام بھی ان کے ساتھ لئے جائیں گے وکیلہ، بیرسٹرہ کوئی نہیں کہے گا البتہ بعض پیشے جیسے دائی وغیرہ ایسے ہیں جو اب تک عورتوں کیلئے ہی مخصوص رہے ہیں۔

جانوروں کی تذکیر و تانیث کے تین درجے معلوم ہوتے ہیں۔

ایک تو عام طریقہ کہ مذکر کے مقابل میں مونث، اور یہ مونث اکثر مذکر ہی سے بنتا ہے، جیسے گھوڑا، گھوڑی، ہاتھی، ہتھنی، ہرن، ہرنی وغیرہ

دوسرا درجہ یہ ہے کہ نر مادہ کے لفظ بڑھانے سے تذکیر و تانیث کی

www.taemeernews.com



شناخت ہوتی ہے۔ یہ اکثر وہ جانور ہیں جن کا تعلق انسان سے زیادہ نہیں ہے۔ جیسے مادہ خرگوش یا خرگوش کی مادہ،

تیسرے وہ کم درجے کے جانور ہیں، یا کیڑے مکوڑے کہ جن میں تذکیر و تانیث کی شناخت مشکل ہے یا اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جیسے مکھی چھچھوندر وغیرہ۔

بعض الفاظ مثلاً انسان، آدمی، شخص وغیرہ ایسے ہیں جو مذکر ہی استعمال ہوتے ہیں اور عام طور پر مردوں ہی کے لئے آتے ہیں، لیکن جمع کی حالت میں ان میں مرد اور عورتیں دونوں ہی شریک ہو سکتے ہیں، اور خاص حالتوں میں بھی استعمال ہوتا بھی ہے۔ چنانچہ ان سے جو انسانیت، آدمیت، شخصیت کے الفاظ مشتق ہوئے ہیں وہ سب کے لئے یکساں مستعمل ہیں۔

# تعداد

بظاہر تعداد بہت آسان معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ بھی مشکلات سے خالی نہیں، واحد ایک ہے، اور ایک سے زیادہ جمع دو، تین، چار وغیرہ لیکن اشیاء کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جن پر ایک دو تین کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ یعنی وہ شمار میں نہیں آ سکیں اور ان کے لئے بے شمار، لاتعداد۔ بے حد وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۲) اردو میں تعداد کی صرف دو ہی قسمیں ہیں، واحد اور جمع اور اکثر زبانوں کا یہی حال ہے، لیکن بعض زبانیں (مثلاً سنسکرت، عربی وغیرہ) ایسی بھی ہیں، جن میں تثنیہ (یعنی دو کا ہونا) پایا جاتا ہے، اور دو ایک ایسے بھی ہیں جن میں تثلیث پائی جاتی ہے۔

www.taemeernews.com

(۳) ایک سے زیادہ یعنی دو تین چار وغیرہ کا اطلاق ہم انہیں چیزوں پر کر سکتے ہیں، جو اگرچہ ایک نہیں ہیں مگر ایک قسم کی ضرور ہیں جیسے چار کیلیاں پانچ سیب دو عورتیں وغیرہ، خود جمع کے لفظ میں اختلاف کا خیال مضمر ہے، لیکن اگرچہ اختلاف زیادہ ہے، تو پھر ہم وہاں دو یا تین استعمال نہیں کر سکتے، ایک آم اور ایک امرود کو دو پھل کہہ سکتے ہیں، کن اشیاء کو ہم ملا کر بول سکتے ہیں، یہ ہر زبان کے طرز اظہار پر موقوف ہے۔

(۴) بعض الفاظ اگرچہ واحد استعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک سے زیادہ کا مفہوم ہوتا ہے۔ جوڑا، درجن، کوڑی، دہلتہ عشرہ، پھر ان کی بھی جمع آتی ہے، دو جوڑے، دو جوتے ........ چار درجن، بتیں وغیرہ۔

(۵) اکثر قیمت وقت، ناپ تول سمت کے الفاظ جمع کے موقعہ پر بھی واحد ہی استعمال ہوتے ہیں، جیسے یہ گھوڑا میں نے ایک ہزار روپے میں خریدا اس کی قیمت سو اشرفی ہے، وہ تین مہینے سے بیمار ہے، وہ چار ہفتے میں آجائے گا۔ وہ ساٹھ برس کا ہے، دو صدی سے یونہی چلا آیا ہے اس پر چاروں طرف سے حملہ ہوا، میرے پاس کئی قسم کا کتا بیچ ہیں ان کا کھیت چار بیگھے کا ہے،

(۶) اسی طرح شمار کے لئے علاوہ گنتی کے اعداد کے خاص خاص لفظ خاص اشیاء کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں، مگر وہ ہمیشہ واحد ہی رہتے ہیں، جیسے چار راس گھوڑے دس زنجیر ہاتھی پچاس قطار اونٹ. دس نفر مزدور چار منزل مکان مگر دانہ اور جلد فارسی ترکیب میں واحد اور اردو میں جمع استعمال

www.taemeernews.com



ہوتے ہیں جیسے دانہ سیب چار جلد کتب میں چار دانے سیب کے بجائے پچاس جلدیں کتابوں کی وغیرہ۔

۷۔ تعظیم یا عظمت کے لئے بجائے واحد کے جمع کے لفظ کا استعمال کرتے ہیں، جیسے حضرت ہمارے بڑے ہیں، یا ہماری آنکھوں کے تارے ہیں، اسی طرح بزرگوں اور بڑوں کے لئے باوجود واحد کے تعظیماً فعل وغیرہ جمع استعمال ہوتا ہے، جیسے آپ کے والد کہاں ہیں، تمہارے استاد نہیں آئے،

۸۔ بعض الفاظ اگرچہ واحد ہیں۔ مگر زبان کے روزمرہ محاورے میں جمع مستعمل ہیں۔ جیسے۔

| | |
|---|---|
| معنی | اس لفظ کے کیا معنی ہیں، |
| دام (یعنی قیمت) | اس کتاب کے کیا دام ہیں۔ |
| بھاگ (یعنی نصیب) | اس کے بھاگ کھل گئے۔ |
| کرم (نصیب) | کرم پھوٹ گئے۔ |
| نصیب | نصیب جاگ اٹھے (واحد میں مستعمل ہے) |
| کوتک | اس کے کوتک اچھے نہیں۔ |
| کرتوت، | تمہارے کرتوت اچھے نہیں۔ |
| درشن | آج ان کے درشن نہیں ہوئے۔ |
| اوسان۔ | اوسان خطا ہو گئے۔ |
| مسیں۔ | مسیں بھیگی ہیں۔ |

دستخط۔ پت اور فتنہ جمع اور واحد دونوں طرح مستعمل ہیں جیسے، میرے دستخط اور میری دستخط، تم میں پت نکلے، تم میں پت نکلی اس کا فتنہ ہو گیا، اس کے فتنے ہو گئے۔

www.taemeernews.com



(۹) بعض لفظ اگرچہ اصل میں جمع ہیں، لیکن واحد استعمال ہوتے ہیں جیسے اصول، کرامات، اخبار وغیرہ میرا یہ اصول ہے، یہ حضرت کی کرامات ہے۔ یہ روزانہ اخبار ہے۔

۱۰۔ تعداد وغیرہ معین مثلاً دسوں، بیسیوں، یا بیسویں، سینکڑوں ہزاروں لاکھوں، کروڑوں، صدہا، ہزارہا، لکھو کھا کے ساتھ اکثر الفاظ واحد استعمال ہوتے ہیں، اور معنی جمع کے دیتے ہیں، اور انہیں معنوں میں یہ الفاظ جمع کی صورت میں بھی استعمال ہوتے ہیں، یعنی دونوں استعمال جائز ہیں، جیسے۔

| | |
|---|---|
| ہزارہا مکان جل گیا۔ | ہزارہا مکان جل گئے۔ |
| ہزار ہا روپیہ بگڑ گیا | ہزاروں روپے بگڑ گئے۔ |
| صدہا تماشائی موجود تھا، | صدہا تماشائی موجود تھے۔ |
| قحط میں سینکڑوں جانور بھوکا مرگیا، | قحط میں سینکڑوں جانور بھوکے مرگئے۔ |

تعداد معین کے ساتھ بھی یہ استعمال جائز رکھا گیا ہے، جیسے دس ہزار گورا پڑا ہے، پانچ ہزار سوار اترا ہوا ہے، پندرہ ہزار پیدل کھیت رہا، پانسو آدمی کھڑا ہے، ایک ہزار کرسی پڑی ہے۔ اسی طرح انہیں جملوں میں یہ الفاظ جو واحد مستعمل ہوئے ہیں، جمع بھی مستعمل ہو سکتے ہیں دس ہزار گورے پڑے ہیں وغیرہ وغیرہ

(۱۱) یہی حال مقدار کا ہے، جیسے سیروں، منوں غلہ پڑا ہے۔ یا مقدار اور وقت کے لئے جیسے گھنٹوں، پہروں۔ برسوں وغیرہ۔

۱۲۔ بعض اسماء سوائے خاص صورتوں کے ہمیشہ واحد ہی استعمال ہوتے ہیں۔

www.taemeernews.com



(الف) اسمائے کیفیت جیسے درد، بخار۔ مطالعہ، رفتار وغیرہ

(ب) اسمائے خواص، خواہ اشخاص کے ہوں یا اشیاء کے لئے

(ج) اسمائے مادی۔

(د) دھاتوں اور دیگر معدنیات کے نام، جیسے سونا، چاندی، تانبا، رانگ، سیسا، جست۔ پیتل، پارہ۔ اس میں چاندی مونث ہے، باقی سب مذکر۔

(ہ) پیداوار میں اکثر غلوں وغیرہ کے نام۔ جیسے۔ باجرا، جوار، مکئی، موٹھ، مونگ، مسور، ارہر، شکر، گڑ، کھانڈ وغیرہ۔ سونٹھ، اجوائن، گاؤزباں، عقرقرحا اسی طرح اشیاء خوردنی جیسے گھی، شہد، سوجی، آٹا، نمک، ہلدی۔ تمباکو چھالیہ مگر الائچی پان کی جمع آتی ہے۔

جیسے ان پانوں میں وہ مزہ کہاں، کیونکہ یہ چیزیں گنتی میں آسکتی ہیں۔ لیکن غلوں میں گیہوں۔ چنا، تل، جو واحد اور جمع دونوں صورتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے آجکل گیہوں بہت اچھا آیا ہوا ہے یا اچھے آنے ایں واحد کے استعمال میں عموماً اس غلّہ کی قسم سے مراد ہوتی ہے۔ یہ چنا اچھا ہے وغیرہ

ان میں بعض اشیاء ایسی ہیں کہ جب ان کی مختلف قسمیں بیان کرنی ہوں تو صورت جمع استعمال کرتے ہیں۔ جیسے اس چمن میں ساتوں نمک ہیں، گیہوں چنا، جوار، ان تینوں کے آٹے ملا کر روٹی پکائی، سب دالیں ملا کر پکا دی،

(۳) فارسی ترکیب اضافی کا مضاف صورت واحد میں زبان فارسی کے استعمال کے خلاف اردو میں واحد اور جمع دونوں صورتوں میں واحد ہی رہتا ہے، جیسے۔

www.taemeernews.com

پیارے واعظ عصیاں تو کیا کیا رنگ لائیں گے
گناں گندے کو مد نظر ہیں جنت کے گلستاں کا (داغ)

پیری میں ہو سئے نالۂ گرم دل سرد!
معمول ہے چلتی ہے دم صبح ہوا سرد! (ناسخ)

قحط باراں نہیں، دے جلد شراب اے ساقی
لکئے ابر دھواں دھار چلے آتے ہیں! (امیر)

وہ ان انگشتیوں سے آتے ہیں!
فتنۂ خفتہ جاگ جاتے ہیں! (مجروح)

۴۔ دل ہے آرزو جب سے ملا اے نظم حیراں ہوں،
کسی کے منہ سے حرف آرزو دیکھو نکل جاتے ہیں! (نظم طباطبائی)

۴۔ محاورے میں بعض الفاظ جمع استعمال ہوتے، جیسے بھوکوں مرنا انگلیوں بڑھنا، جاڑوں مرنا، دردوں سے ہونا۔

## حالت

حالت کی کیفیت عجیب اور پیچیدہ ہے، کیونکہ ہر زبان میں اس کے متعلق اختلاف ہے، قدیم زبانوں میں مثلاً لاطینی، سنسکرت، عربی، قدیم انگریزی (تیز ترکی) میں اسم کی ہر حالت کے لئے آخر میں خاص علامت ہوتی ہے، جو اسم کا جز ہوتی ہے، ہر حالت کے تغیر کے لئے اس کی ساخت ہی میں تغیر ہو جاتا ہے، یعنی جس طرح گردان (تصریف) میں کسی اسم کے آخر حروف کی تبدیلی ہو جاتی ہے، اسی طرح اسم کی حالتوں میں بھی آخری حرف کی صورت بدل جاتی ہے، مثلاً عربی میں فاعلی حالت کے لئے آخر حرف پر رفع پیش اور مفعولی حالت میں نصب (زبر) اور اضافی اور ظرفی میں کسرہ

www.taemeernews.com



(زیر) ہوتا ہے اسی طرح لاطینی، ترکی اور سنسکرت میں لفظ کے آخر میں لاحقے یا علامتیں اسم کی حالت بتاتی ہیں سنسکرت میں اسم کی حالتیں آٹھ ہیں اور مختلف حالتوں کی صورت میں لفظ کے آخر حرف میں علامت یا حرف اضافت سے تبدیلی ہوجاتی ہے اگرچہ سنسکرت کا اثر ہندی اور اردو پر ظاہر ہے، لیکن ان کی صرف و نحو پر بہت کم یا بالکل نہیں ہوا، اردو اور ہندی میں اسماء کے آخری حرف میں جنس و تعداد کی وجہ سے یا بعض حروف کے آنے سے تبدیلی ہوتی ہے، جس کا ذکر صرف میں تفصیل سے ہوچکا ہے۔ اس لحاظ سے ہندی یا اردو میں کوئی اور حالت نہیں ہوسکتی، جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، قدیم زبانوں یا دوسری زبانوں میں اسم کی حالت حرف کی آخری علامت یا تبدیلی سے ہوتی ہے، اردو میں اس کے بجائے الگ حرف یا لفظ آتے ہیں، مثلاً نے، کو، کا، کے، کی وغیرہ اور اس کی ضرورت بھی بعض خاص صورتوں میں ہوتی ہے مگر لفظ کی صورت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور حالت کے مختلف ہونے پر بھی لفظ کی صورت وہی رہتی ہے، مثلاً احمد نے محمود کو کتاب دی۔ اگرچہ احمد اور محمود کی حالتیں مختلف ہیں، مگر لفظوں کی صورت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ دوسری مثال لیجئے۔ احمد روٹی کھاتا ہے۔

یہاں احمد اور روٹی کے ساتھ نہ کوئی علامت ہے نہ کوئی لفظ۔

حالانکہ ان کی حالتیں مختلف ہیں البتہ ضمیر میں وہی صورت ہے جو بعض قدیم زبانوں یا ترکی میں پائی جاتی ہے' مجھے تجھے میرا، تمہارا وغیرہ لیجئے

www.taemeernews.com



کچھ تو ضمیر کے خیال سے اور کچھ بلحاظ معنی ہمیں اردو میں بھی اسم کی حالتیں قائم کرنی پڑتی ہیں، حالت جن چیزوں کو بتاتی ہے وہ یہ ہو سکتی ہیں۔

۱۔ کام کرنے والا۔ (فاعلی)

۲۔ خطابات (ندائی)

۳۔ خبر (خبری)

۴۔ جس پر کام کا اثر ہو۔ (مفعولی)

۵۔ نسبت (اضافی)

۶۔ مقدار اور پیمائش، طور طریقہ، مکان و زمان وغیرہ (طوری)

اب ان صورتوں کو پیش نظر رکھ کر حالتوں کے تین درجے قائم کئے جا سکتے ہیں۔ درجہ اول کی حالتیں جنہیں اولیت حاصل ہے۔

فاعلی حالت۔

ندائی حالت

خبری حالت،

۲۔ الحاقی حالت یعنی اضافی۔

۳۔ تابع یا طوری حالت، جس میں مکان و زمان، طور و طریقہ، ذریعہ وغیرہ سب آجاتے ہیں۔

## فاعلی حالت

فاعل یا تو کام کرنے والا ہے، جیسے وہ کھاتا ہے، وہ پڑھ رہا ہے یا ہونے والا، یعنی اس سے کام کرنا نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ ہونا یا رہنا پایا جاتا ہے، جیسے وہ بیمار ہے، وہ مر گیا وغیرہ

ایسے جملوں میں دونوں اسم ایک ہی حالت میں ہوتے ہیں اور ایک دوسرے

www.taemeernews.com



کے بجائے آتا ہے، یا اس کا بدل ہوتا ہے
نے فاعل کی علامت ہے، یہ علامت فاعل کے ساتھ ہر جگہ نہیں آتی ہے۔ اس کے استعمال کے موقع مخصوص ہیں جن کا ذکر آگے کیا جاتا ہے۔

## "نے" علامت فاعل

نے فاعل کی علامت کے طور پر قدیم ہندی میں کہیں استعمال نہیں ہوا اور ہندی کی پوری شاخوں میں اس کا وجود نہیں۔ تلسی داس تک کے کلام میں بھی کہیں اس کا استعمال نہیں پایا جاتا۔ اس کا استعمال اس طور پر غالباً اس وقت شروع ہوا جبکہ اردو نے اپنا سکہ جما لیا۔ البتہ پنجابی میں اس کا استعمال اردو یا ہندی کی طرح ہوتا ہے، لیکن پہلے بطور علامت مفعول استعمال ہوتا تھا جس کا پتہ پنجابی اور گجراتی سے ملتا ہے، گجراتی میں "نے" فاعلی اور مفعولی دونوں حالتوں کے لئے آتا ہے، مگر اردو میں صرف فاعلی حالت کے لئے مخصوص ہے اس کے استعمال کے متعلق ذیل کے قاعدوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ نے علامت فاعل صرف فعل متعدی کے ماضی مطلق، اتمام، احتمال، اور حال قریب کے ساتھ آتا ہے، جیسے میں نے کھانا کھایا۔ اس نے احمد کو مار۔ یہ کس نے لکھا؟ میں نے لکھا ہوگا۔ میں نے لکھا ہے۔

اگرچہ لانا، بھولنا، شرمانا، بخشنا، بولنا، متعدی افعال ہیں۔ مگر اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں جیسے میں کتاب لایا، وہ رقعہ لے گیا، میں تمہارا نام نہیں بھولا۔ وہ دیر تک مجھ سے بخشا، وہ اس حرکت سے شرمایا، وہ بولے چل دور ہو، لیکن بعض اوقات بولنے کے ساتھ جب کوئی لفظ بطور مفعول ہوتا ہے تو "نے" لگا دیتے ہیں، جیسے اس نے جھوٹ بولا۔

www.taemeernews.com



مگر وہ جھوٹ بولا بھی صحیح ہے۔

۲۔ لیکن جب فعل متعدی کے ساتھ کوئی متعدی امدادی فعل آئے، تو جب قاعدہ فاعل کے ساتھ "نے" آئے گا۔ مگر جب فعل امدادی لازم ہو تو پھر یہ علامت "نے" متعدی فعل کے ساتھ بھی آوے گی اور پورا فعل لازم خیال کیا جائے گا۔ جیسے۔

| | |
|---|---|
| میں نے رقعہ بھیجا۔ | (فعل متعدی بلا فعل امدادی) |
| میں نے رقعہ بھیج دیا۔ | (فعل متعدی مع فعل امدادی متعدی) |
| میں رقعہ بھیج چکا | (فعل متعدی مع فعل امدادی لازم) |
| میں رقعہ نہ بھیج سکا | (ایضاً) |

اسی طرح اس نے مجھ سے دو روپیے لئے۔ وہ مجھ سے دو روپے لے گیا۔ اس نے سارے آم کھا لئے، وہ سارے آم کھا گیا، اس نے ہنس دیا، اور وہ ہنس دیا۔ اس نے رو دیا۔ اور وہ رو دیا۔ دونوں مستعمل ہیں لیکن بغیر نے کے زیادہ فصیح ہیں۔

فعل لازم کے ساتھ اگرچہ فعل امدادی متعدی ہو تو بھی علامت فاعل کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ جیسے وہ آ گیا۔ وہ سو گیا۔ لیکن آلینا جب مرکب فعل ہو جو خاص محاورے کے معنوں میں آتا ہے۔ تو "نے" آئیگا جیسے اس نے مجھے آ لیا۔

لیکن جب امدادی فعل کے آنے سے فعل لازم متعدی بن جائے تو "نے" آئے گا جیسے اس نے مجھے آ لیا، تم نے اسے کیوں ڈر دیا۔ اس نے بیمار کو سونے نہ دیا، ایسی حالت میں اصل فعل کے معنوں میں بہت تغیر ہو جاتا ہے۔ اور فعل لازم نہیں رہتا۔

www.taemeernews.com



۳۔ بعض متعدی فعل ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ "نے" کا استعمال ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا ہے۔

میں بازی جیتا، میں نے بازی جیتی۔ جب بطور لازم استعمال ہوتے ہیں تو نتیجہ
میں شرط ہارا، میں نے شرط ہاری، { مطلق نہیں آتا جیسے تم جیتے میں ہارا۔
میں بات سمجھا، میں نے بات سمجھی۔
میں کام سیکھا، میں نے کام سیکھا۔

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری،
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیئے (غالب)

یہ سبق بھی کوئی پڑھا ہے، کسی نے یہ سبق بھی پڑھا۔

۴۔ بعض افعال لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں جو متعدی ہونے کی صورت میں "نے" علامت فاعل فعل کے ساتھ استعمال ہوتی ہے، لازم کی حالت میں نہیں۔

جیتنے اور ہارنے کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، اور اس کی صورت مستثنیٰ ہے لازم اور متعدی دونوں ہیں، لازم ہونے کی صورت میں "نے" نہیں آتا مگر متعدی کی حالت میں "نے" آتا ہے۔ جیسے۔

| | |
|---|---|
| پکارنا۔ اس نے مجھے پکارا | متعدی |
| " — وہ پکارا | لازم |
| بھرنا۔ اس کا پیٹ بھرا۔ | لازم |
| " میں نے پانی بھرا | متعدی |
| پلٹنا۔ خط میں جب آپ نے تحریر سراسر پلٹی | متعدی |
| پلٹنا۔ میں نے جانا مرا تقدیر سراسر پلٹی | لازم |

www.taemeernews.com



بدلنا، جب سے وہ بدلا ہے ساری دنیا بدل گئی (ظفر) (لازم)

میں نے کپڑے بدلے۔ متعدی۔

" چاہنا، کے ساتھ ہمیشہ " نے " آتا ہے، جیسے ہم نے چاہا تھا کر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا۔ لیکن جب جی اور دل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو نہیں آتا جیسے جی چاہا تو آؤں گا۔ اس کی کیا پوچھتے ہو، دل چاہا، گیا دل چاہا نہ گیا

۵۔ تھوکنا، موتنا، کہنا، افعال لازم ہیں مگر ان کے ساتھ نے استعمال ہوتا ہے، جیسے میں نے تھوکا، اس نے موتا۔

تھوکنا اور موتنا کبھی متعدی بھی ہوتے ہیں جیسے۔

دوگانا جان کی بچی نے موتا مجھ نمازی پہ۔ دعا ان صاحبہ بچے نے بچھونا بچھے پر موتا۔

اس نے مجھ پر تھوکا، اس کو ساری دنیا نے تھوکا ہرگز بے غیرت کی بلا دور کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

بعض افعال کے ساتھ جو خاص موقع پر متعدی استعمال ہوتے ہیں، " نے " علامت فاعل نہیں آتی جیسے میں اسے دو پاؤ وہ مجھ پر ہنسا، کتابیں پر جینا، وہ مجھ سے لڑا، نیز یہ خیال رہے کہ یہاں " پر " اور " سے " علامت مفعول ہیں

۷۔ جب علامت فاعل وہ، جو اور کون کے ساتھ آتی ہے، تو وہ اس سے جو جس سے اور کون کس سے بدل جاتا ہے، جیسے اس نے مارا، کس نے مارا۔ جس نے کہا غلط کہا

۸۔ " نے " علامت فاعل ہے اور مفعول کے ساتھ کبھی نہیں آتی لیکن جب مجھ اور تجھ کے ساتھ کوئی صفت آتی ہے تو " نے " استعمال ہوتا ہے، جیسے مجھ کمبخت نے یہ کب کہا تھا۔ مجھ خاکسار نے ایسا نہیں کہا، مجھ،

www.taemeernews.com



بدبخت نے ایسا کیا

اصل یہ ہے کہ مجھ اور تجھ پراکرت کے ضمائر اضافی مجھا اور تجھا سے نکلے ہیں، چنانچہ اسی سے قدیم اردو میں مجھ اور تجھ بھی بطور اضافی کے استعمال ہوتے تھے، مثلاً نصرتی ملک الشعرائے دربار عادل شاہ اپنی مثنوی گلشن عشق میں لکھتا ہے۔

کہا سن کر یوں ان کے اے دل کے یار
فدا ہے یہ تجھ بات پر جیو ہزار!

یہاں تجھ بات سے مطلب تیری بات ہے، غرض "تجھ" حالت اضافی سے حالت مفعولی میں آیا۔ اور صفت کے ساتھ اب بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مجھ خاکسار کی حالت، صفت کے بیچ میں آجانے حائل ہو جانے سے یہ لفظ اندازہ ہو گیا۔ کہ مجھ کس حالت میں ہے، اور اس لئے اضافی اور فاعلی حالتوں میں استعمال ہونے لگا۔ مجھا کے میم پر زبر ہے، لیکن تجھا کے ساتھ ساتھ آنے سے مجھ کی میم پر پیش آگیا۔

"نے" کا ایک اور غلط استعمال رواج پا گیا ہے، جس کا ارتکاب بعض قابل اور مستند ادیب (خاص کر پنجاب کے) کر بیٹھتے ہیں، مثلاً میں نے دیکھا ہوا ہے۔ یہ تقریر میں نے سنی ہوئی ہے، (میں سن چکا ہوں) یہ کتابیں میری کی پڑھی ہوئی ہیں (میں پڑھ چکا ہوں)

# ندائی حالت

ندائی حالت کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ بعض زبانوں مثلاً لاطینی سنسکرت وغیرہ میں اس کی صورت جدا ہوتی ہے اور اس لئے

www.taemeernews.com



حالت بھی الگ مقرر کی گئی ہے۔ لیکن اکثر زبانوں میں فاعلی اور ندائی حالتیں یکساں ہوتی ہیں اور الگ نام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ندائی حالت میں اسم بطور مخاطب کے استعمال ہوتا ہے، اور جملے سے الگ تھلگ نظر آتا ہے یا بذات خود ایک جملہ ہوتا ہے۔ اس میں اور امر میں بہت کچھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ مثلاً التجا یا حکم کا اظہار جیسے سنو وغیرہ۔

ندائی اور فاعلی حالت کا گہرا تعلق امر کی صورت سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً ہم کہیں تم ادھر آجاؤ، تو تم کی جگہ "احمد" ہو تو جملہ یوں ہوگا "احمد تم ادھر آجاؤ۔" اس مثال سے ان دونوں حالتوں کا تعلق صاف ظاہر ہوتا ہے۔

ندائی حالت اکثر حروف ندا کے ساتھ آتی ہے جیسے اے دوست اور لڑکے، اور بے رحم، وغیرہ، مگر بعض اوقات حروف ندا نہیں بھی آتا، جیسے صاحبو! لوگو! بیٹا! قبلہ! وغیرہ

شعرا اپنی نظموں میں خصوصاً مقطع میں اپنا تخلص لاتے ہیں جو اکثر ندائی حالت میں ہوتا ہے۔

جو مت، معدے بلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے،

اسے، ابے، حقارت کے لئے اور ادنیٰ لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، مگر ان کا استعمال فصیح خیال نہیں کیا جاتا۔

رے۔ اللہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی تعجب کے ہوتے ہیں، اللہ رے تیرا استغنار

بے تکلفی میں "ارے" کا لفظ سیان کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے ارے

www.taemeernews.com



میاں! یا اضطراب کے موقع پر جیسے ارے لوگو! یہ کیا غضب ہوا۔ بعض مقامات پر ارے صاحب! ارے جناب بھی بولتے ہیں، مگر یہ فصیح نہیں خیال کیا جاتا۔

# مفعولی حالت

۱۔ مفعول وہ ہے جس پر فاعل کے فعل کا اثر پڑے۔ مفعول درحقیقت فعل متعدی کے مکمل کا کام دیتا ہے، جیسے احمد نے حامد کو مارا، ہاشم نے باقر کو انعام دیا۔ اس نے کھانا کھایا۔ رام کتاب پڑھتا ہے۔

(۱) جب فعل کا ایک ہی مفعول ہو اور ذی عقل ہو تو مفعول کے ساتھ "کو" آتا ہے، جیسے کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے، لیکن اگر مفعول غیر ذی عقل ہو یا بے جان۔ اشیا میں سے ہے، تو اس کے ساتھ "کو" علامت مفعول نہیں آتا۔ جیسے میں نے کھانا کھایا۔ بکری پانی پیتی ہے۔ احمد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ذیل کی مثالوں سے دونوں طرح کے مفعولوں کے استعمال کی حالت معلوم ہوگی

| | |
|---|---|
| میں نے احمد کو دیکھا۔ | میں نے وہ نقشہ دیکھا۔ |
| میں احمد کو جانتا ہوں۔ | میں ریاضی جانتا ہوں۔ |
| میں نے احمد کو مارا | میں نے سانپ مارا۔ |
| اس نے سائیس کو پیٹا | اس نے ڈھول پیٹا۔ |

(۲) میں نے ایک آدمی دیکھا۔ صحیح ہے، لیکن جب آدمی کا نام لیں یا کوئی اور تخصیص اشارے یا اضافت وغیرہ سے پیدا کر دیں، تو "کو" لانا ضروری ہے جیسے میں نے مسعود کو دیکھا۔ میں نے اس آدمی کو دیکھا، میں نے تمہارے بھائی کو دیکھا۔ لیکن اس کی جا میں میں ہی خوب سمجھتا ہوں اور اس کی چالوں کو میں ہی

www.taemeernews.com



خوب سمجھتا ہوں، دونوں صحیح ہیں، یا "جیسے "میری فریاد کو پہنچو" یہاں پر محاورے کی رو سے بالکل صحیح ہے۔

(ج) ضمیریں فاعل اور مفعولی حالتیں معین ہیں ان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ جیسے میں نے اسے (یا اس کو) دیکھا، میں نے انہیں (یا ان کو) نکال دیا تمہیں کس نے بلایا تھا!

(د) مگر محاورات میں جہاں مفعول مصدر کے ساتھ آتا ہے، "کو" لانا غیر فصیح ہی نہیں بلکہ غلط ہے۔ مثلاً منہ چڑانا، کان کھولنا، سر اٹھانا، جان دینا، گلے پڑنا، تارے گننا وغیرہ مثلاً اس نے میری تباہی پر کمر باندھ رکھی ہے۔ یہاں "کمر کو باندھ رکھا ہے" کہنا صحیح نہ ہوگا۔

اسی طرح دوسری بے جان اشیا، بطور کیفیت کلی کے ساتھ بھی یہی عمل ہوتا ہے، جیسے خط لکھا، شراب پیا، پانی پیا، خربوزہ کھایا، رنج نہ کرو مہربانی رکھو۔

(ہ) یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب عمومیت ہوتی ہے تو "کو" نہیں آتا، لیکن جب خصوصیت کا اظہار کیا جاتا ہے یا توجہ دلانی مقصود ہے، تو "کو" بولتے یا لکھتے ہیں، لیکن یہ غیر ذی العقول اور بے جان اشیا، کے ساتھ مخصوص ہے، ذوی العقول کے ساتھ بہت کم، نیچے لکھی ہوئی مثالوں کو دیکھئے

| | |
|---|---|
| میری فریاد کو پہنچو۔ | اس بوجھ کو اٹھاؤ تو جانوں |
| مایا کو چھوڑ، رام کہو۔ | اپنے دل کو دیکھو اور غور کرو۔ |

ذیل کی مثالوں میں عمومیت پائی جاتی ہے۔ آخری مثال میں باوجود خصوصیت کے "کو" استعمال نہیں ہوا، ذوی العقول میں یہ ضرور نہیں۔

www.taemeernews.com



ہم نے سب چیزیں دیکھیں، کوئی کام کا نہ نکلا۔ جیتی لڑکی میں تمہیں دے دوں یہ ممکن نہیں، ہاں کاش کہ تم مالک ہو، تم نے کیا بات دیکھی جو اس قدر ریجھے ہو؟"

(د) بعض افعال کے ساتھ فعل کے اسی مادے کا مفعول قریب استعمال ہوتا ہے، اسے عربی میں مفعول مطلق کہتے ہیں، جیسے تم کیسی چال چلتے ہو کاریوں کی سی چال چلو، وہ بڑا پھول پھولتا ہے اس کے ساتھ "کو" کبھی نہیں آتا ہے۔

۴۔ بعض افعال کے دو مفعول ہوتے ہیں

(ا) بعض افعال متعدی یا متعدی المتعدی کے دو مفعول ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص ہوتا ہے، دوسرا شے، مفعول شخصی کے ساتھ ہمیشہ "کو" آتا ہے، جیسے میں نے فقیر کو دو پیسہ دیا۔ اس نے سب کو مٹھائی کھلائی۔

(ب) جو افعال بنانے، مقرر کرنے بلانے یا نام رکھنے کے معنوں میں ہوں یا جو افعال قلوب ہوں، یعنی ان کے معنی سمجھنے، جاننے اور خیال کرنے کے ہوں تو ان کے ساتھ بھی دو مفعول ہوتے ہیں مفعول اول کے ساتھ اکثر "کو" آتا ہے جیسے تم اس کو خیال کیا کرتے ہو۔ انہوں نے ہری کو اپنا راجہ بنایا میں اسے (اس کو) آدمی سمجھتا تھا۔ مگر وہ کچھ اور نکلا، وہ مجھے دنیا کی حکیم سمجھا۔ گورنر نے اسحاق کو کوتوال بنا دیا۔

(ج) ایسے افعال کے طور پر مجہول میں جن میں دو مفعول ہوتے ہیں مفعول قریب فاعل کا قائم مقام ہو (ہے) مگر حالت اس کی وہی رہتی یعنی "کو" اس کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے فقیروں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ اس کو تنخواہ دے دی جائے۔

(د) اگرچہ "کو" عام طور پر علامت مفعول ہے، لیکن بعض اوقات سے کے اوپر بھی "کو" بجائے علامت مفعول کے طور پر استعمال ہوتے ہیں جیسے

www.taemeernews.com



میں نے احمد کے تھپڑ مارا، میں نے احمد کے کا جل لگایا
عمرو سے کہو میں خالد سے محبت کرتا ہوں، اس پر رحم کرو۔

اسی طرح روزمرہ میں بعض اوقات مجھ کو اور اس کو کی جگہ میرے اور اس کے، استعمال ہوتے ہیں، جیسے اس نے میرے ہاتھ جوڑے۔ میں نے اس کے ہاتھ جوڑے۔

۴۔ کبھی یہ علامت مفعول غرض اور معاوضے کو ظاہر کرتی ہے جیسے وہ کام سیکھنے کو آتا ہے، بادشاہ سلامت سیر کو نکلے، میں محمد کے درشن کو جاتا ہوں۔ یہ کتاب کتنے کو دو گے۔ میں نے دو سو روپے کا گھوڑا بیچا۔

عربی میں اسے مفعول لہٗ کہتے ہیں، یہاں "کو" واسطے اور لئے کے معنی میں آتا ہے، عام طور پر یہ معنی زیادہ اضافی صورت میں ادا کئے جاتے ہیں جیسے وہ کام سیکھنے کے لئے آتا ہے وغیرہ۔

۵۔ بعض مصادر اردو میں ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ فاعل مفعول کی صورت میں آتا ہے، جیسے اسے کچھ نظر نہیں آتا، مجھے وہ دکھائی نہیں دیتا، مجھے جانا پڑا ہمیں وہاں جانا ہے، اسے تن بدن کی سدھ نہیں۔ ان جملوں میں سے اسے مجھے ہمیں بظاہر مفعولی حالت میں ہیں، اگرچہ حقیقت میں فاعل ہیں، یہ زبان کا روزمرہ ہے اس میں کسی قاعدے کو دخل نہیں یہ استعمال عموماً پڑنا اور ہونا کے ساتھ آتا ہے جہاں ضرورت یا مجبوری کا اظہار مقصود ہوتا ہے،

۶۔ اس سوقع پر "ملنا" کا ایک استعمال بھی قابل غور ہے، اس میں جو شے ملتی ہے وہ فاعل صورت میں ہوتی ہے، اور پانے والا مفعول حالت میں ہوتا ہے۔ جیسے اسے انعام ملا، ہمیں کچھ نہ ملا۔

بالکل یہی استعمال لازم ہے، مناسب ہے اور چاہئے وغیرہ کے ساتھ

www.taemeernews.com



ہوتا ہے جیسے تم کو کچھ فکر تو کرنی چاہئے۔ مجھے یہ بات جلد کہنی مناسب ہے آدمی کو چاہئے کہ بھلائی کرے۔ اس کو لازم ہے کہ دفتر کی باتیں باہر نہ کہے۔ کبھی علامت مفعول "کو" اسم کو باہر کرنے کے لئے آتی ہے جیسے (۲) ہم شکل مصطفیٰ کو تو اٹھارواں ہے سال۔ یعنی سترہ پورے ہو چکے ہیں، اور اٹھارہواں شروع ہے۔

(س) کبھی لزوم کے معنوں میں آتا ہے، جیسے

ہے رو د فا در راحت و آرام کو رقیب
جو رو جفا رکاوش و خون جگر کو میں۔ (داغ)

بعض اوقات علامت مفعول محذوف ہوتی ہے جیسے وہ مجھ کو یہ چلا دیا۔ میں گھر گیا۔ وہ کھانا کھانے گیا ہے۔

# خبری حالت

جو اسم جملے میں کسی فعل یا واقعے کی خبر دیتا ہے، وہ خبری حالت میں ہوگا، جیسے وہ اس شہر کا حاکم ہے، وہ یہاں کا کوتوال مقرر ہوا ہے، یہ صاحب افغانستان کے ایلچی ہیں۔ کل جو گدا رہا تھا، آج بادشاہ ہے وہ مجھے صورت سے درزی معلوم ہوتا ہے، ہم نے اسے اپنا قائم مقام کیا ہے، وہ گلزار دکھائی دیتا ہے۔ اوپر کی مثالوں سے معلوم ہوگا کہ جو الفاظ فعل کے ساتھ خبری حالت میں آئے ہیں، وہ فعل کے معنوں کی تکمیل کرتے ہیں۔ بعض افعال اپنے مفہوم کے لحاظ سے خبری حالت کے لئے خاص طور پر موزوں ہوتے ہیں ان میں سب سے بڑھ کر فعل ناقص "ہونا" ہے جو اس حالت میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے بعض دوسرے افعال ناقص بھی اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ مگر جو ان میں یہ کیفیت نہیں پائی جاتی۔ جیسے "ہونا" میں ہے، مثلاً پڑنا، لگنا، دکھائی دینا وغیرہ

www.taemeernews.com



اگرچہ خبری حالت کے اسم کا تعلق جملے میں وہی ہوتا ہے جو اس اسم کا ہے جو فاعلی حالت میں ہے مگر اکثر صورتوں میں خبری حالت کا اسم زیادہ عام ہوتا ہے۔ مثلاً فاختہ ایک پرندہ ہے۔ یہاں ظاہر ہے کہ پرندہ بہ نسبت فاختہ کے زیادہ عام ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پرندہ فاختہ ہے۔ یعنی فاختہ تو پرندہ ہے، لیکن ہر پرندہ فاختہ نہیں ہوتا۔ بعض صورتوں میں دونوں میں دو اسم برابر کے یا قریب قریب برابر کے ہوتے ہیں جیسے انسان اشرف المخلوقات ہے۔

## ۳

# اضافی حالت

اضافت کے معنی نسبت کے ہیں اور کسی لفظ کی اضافی حالت اس لفظ کے تعلق کو دوسرے لفظ سے ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے جس لفظ کی طرف نسبت کی جاتی ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں، اور جو لفظ کی نسبت کیا جاتا ہے اسے مضاف کہتے ہیں، مثلاً محمود کا گھوڑا۔ یہاں گھوڑا حالت اضافی میں ہے اور اپنا تعلق محمود (یعنی مضاف الیہ) سے ظاہر کرتا ہے، درحقیقت اگر دیکھا جائے تو مضاف الیہ ایک قسم کی صفت ہے اور مضاف موصوف اور یہ دونوں مل کر ایک خیال ظاہر کرتے ہیں۔

اردو میں اضافی حالت مختلف قسم کے تعلقات کو ظاہر کرتی ہے جس کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے،

۱۔ ملک یا قبضہ ظاہر کرنے کے لئے جیسے وہ راجا کی باندی ہے یہ اس کے گھوڑے ہیں۔ ان جملوں میں کہ "اس کا کیا بگڑتا ہے اس کا کیا جاتا ہے

www.taemeernews.com



(کیا) کو حالت اضافی میں سمجھنا چاہئے، جو اسم کا قائم مقام ہے اور ملک کے ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے، یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ (کیا) کے بعد مال شے باعث وغیرہ ہیں، مگر پہلی صورت زیادہ صاف ہے۔

۲۔ رشتے یا قربت کے اظہار کے لئے جیسے میرا بیٹا، مسعود کا باپ، اس کا چچا۔

۳۔ مادی اشیاء کا بیان جیسے سونے کی انگوٹھی، مخمل کا منڈھا، چھپڑوں کا چھتا۔

۴۔ ظرف مکان و زمان کے لئے جیسے متھرا کا باشندہ، ملک ملک کے بادشاہ، یہ ایک منٹ کا کام ہے۔ چار دن کی بات ہے، یہ اگلے ہی وقتوں کے لوگ ہیں۔

(۵)۔ کیفیت یا قسم کے ظاہر کرنے کے لئے جیسے قسم قسم کی باتیں بڑے اچنبھے کی بات ہے، ایک من کا بوجھ۔

۶۔ سبب یا علت کے لئے جیسے راستے کا تھکا ماندہ، دھوپ کا جلا نیند کا ماتا۔ مرے کا کے مارنے میں کچھ گناہ نہیں۔

۷۔ اصل ماخذ کے اظہار کے لئے جیسے پتھروں کا ابر۔ چنبیلی کی خوشبو، باجے کی آواز۔

۸۔ وضاحت کے لئے جیسے جمعہ کا دن۔ مئی کا مہینہ

۹۔ عمر کے لئے چھ برس کا بچہ۔ ستر برس کا بڈھا۔

۱۰۔ استعمال کے معنوں میں جیسے پینے کا پانی۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور، یہ چاقو کس کام کا نہیں۔

۱۱۔ قیمت کے اظہار کے لئے جیسے ایک روپے کے آم دو، اس کپڑے

www.taemeernews.com



لے کیا دام ہیں، دو روپے کا گھی لے آؤ۔

۱۲۔ تشبیہ کے لئے جیسے اس کی کلائی شیر کی کلائی ہے۔

۱۳۔ استعارے کے ساتھ (استعارے کے معنی ہیں مانگے پہنا یعنی کسی شے میں کوئی خاص صفت یا کوئی خاص بات پائی جاتی ہے، وہ اس سے مانگ کر کسی دوسرے سے منسوب کرنا) جیسے اس کے دل کا کنول کھل گیا۔

۱۴۔ ادنیٰ کے تعلق کے لئے یعنی ذرا سے تعلق سے سب چیزوں کو اپنی طرف منسوب کر لینا۔ جیسے اس کا ملک۔ ہمارا شہر وغیرہ۔

۱۵۔ صفت کے لئے جیسے غضب کی گرمی۔ قیامت کی دھوپ ہے، آفت کا پرکالہ۔

اسی طرح بطور صفات کے ساتھ بھی مستعمل ہے، قول کا سچا، دھن کا پکا۔ قسمت کا دھنی۔

۱۶۔ کل کے جز کے لئے۔ جیسے قصہ کا آغاز۔ پہاڑ کی چوٹی۔ پانی کی ایک بوند۔

۱۷۔ کل کے لئے۔ اس سے کل یا مبالغہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کا استعمال عموماً اسی طرح ہوتا ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں ایک ہی لفظ ہوتے ہیں اور ان کے درمیان اضافت کا حرف ہوتا ہے جیسے سب کے سب، ڈھیر کا ڈھیر، محلہ کا محلہ اجڑا ہوا ہے، ایک شعر کیا غزل کی غزل مرصع ہے، شہر کا شہر وبا میں مبتلا ہے، قوم کی قوم ، خاندان کا خاندان اضافت کے ساتھ لفظ تکرار اور معنی بھی دیتا ہے جس کا مفصل بیان الفاظ کی تکرار میں آئے گا۔

۱۸۔ فاعل یا مفعول کے اظہار کے لئے جیسے اس کے بھاگ کھلنے

www.taemeernews.com



کی خبر ہے، میں اس کی تحلیل نہ دیکھ سکا۔ یہ استعمال اکثر مصادر کے ساتھ ہی ہوتا ہے، اور مصدر اپنے فاعل یا مفعول یا ظرف کا مضاف ہوتا ہے۔ صبح کرنا شام کا لانا ہے جیسے شیر کا (غالب) رات کا آنا قیامت کا آنا ہے دل آنا جان کا جانا ہے۔ وہاں کا بیٹھنا اچھا نہیں وغیرہ وغیرہ

۱۹۔ صفات اور دوسرے الفاظ ہمیشہ اضافت کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے لائق، قابل، برابر، متعلق، موجب۔ موافق، بنسبت، طرف، طلاح بابت، مشابہ۔ اسی طرح قبل، بعد، پاس، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، بیتی، بابل لئے، واسطے، طرح کے ساتھ بھی اضافت کے حروف آتے ہیں۔ مگر قبل اور بعد میں بعض اوقات بغیر اضافت کے بھی مستعمل ہیں، جیسے دو ماہ قبل دو ماہ بعد

۲۰۔ بعض اوقات اضافت کے حروف کے بعد کا اسم (یعنی مضاف) محذوف بھی ہوتا ہے، جیسے ایمان کی تو یہ ہے، کہ ایمان تو گیا۔ (یعنی ایمان کی بات) اس نے میری ایک نہ سنی۔

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے۔

عجب رنگ میں ہیں پوچھے ہو کیا ان کی

ایسی حالتوں میں اکثر بات یا حالت کا لفظ محذوف ہوتا ہے مگر کبھی دوسرے الفاظ بھی محذوف کر دیئے گئے جاتے ہیں، یا تو اس لئے کہ ان کا بیان اکثر خلاف تہذیب ہوتا ہے، یا یہ کہ ان کا سمجھنا سہل ہوتا ہے مثلاً

غرض یہ سرکار ہیں پیٹ بھرے

آج وہ پھر حجام آیا تھا، ان کی بھلی کہی۔

www.taemeernews.com



۲۱۔ بعض اوقات اور خاص کر نظم میں مضاف الیہ اور مضاف کی ترتیب بدل جاتی ہے،

یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے
بھنور میں جہاز آ کے جس کا رکا ہے

یا جیسے نام تو ان کا مجھے یاد نہیں البتہ صورت یاد ہے یا کوئی مزاج پوچھے تو جواب دیں بشکر خدا کا۔ اس موقع پر ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ بعض اوقات جب اضافی ترکیب اپنی اصل پر نہیں ہوتی ہے بلکہ اضافت کا حرف جو عموماً مضاف الیہ اور مضاف کے درمیان واقع ہوتا ہے آخر میں واقع ہوتا ہے۔ آخر میں واقع ہوئے محاورے میں (کی) کے بجائے (کے) استعمال ہو جاتا ہے۔ جیسے مانند شبر کے، یہاں از روئے محاورہ صحیح ہے، حالانکہ قاعدے کی رو سے "کی" ہونی چاہئے کیونکہ مانند مونث ہے۔ جیسے آتش کا شعر ہے۔

معرفت میں اس خدائے پاک کے
اڑتے ہیں ہوش و حواس ادراک کے

یا میر انیس فرماتے ہیں "میدان میں تھا حشر بپا چال سے اس کی" اسی طرح میر تقی فرماتے ہیں "آنکھوں میں ہیں حقیر جس تس کے" حالانکہ معرفت، چال، آنکھوں، مونث ہیں، مگر ان کے ساتھ "کے" استعمال ہوا ہے، زبان کا محاورہ یہی ہے، اور اسی لئے اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اگرچہ عام قاعدے اس کے خلاف ہے، یہ استعمال اکثر نظم میں ہوتا ہے،

۲۲۔ یہاں ایک اور نکتہ بھی قابل ذکر ہے جس کا تعلق زبان کے محاورے سے ہوتا ہے۔

www.taemeernews.com



ذیل کے فقروں میں "کے"، "کے" استعمال پر غور کیجئے۔

احمد نے اس کے تھپڑ مارا

اس کے سر میں لگا۔

گھوڑے نے اس کے لات ماری،

میں نے اس کے چٹکی لی

اس کے اٹھنا ملو

اس کے بیٹا ہوا

گدھے کے دم نہ تھی

اس کے چوٹ لگی وغیرہ وغیرہ

بعض حضرات کا اس کے متعلق یہ خیال ہے کہ "کے" بعد کوئی ایک لفظ محذوف ہے، مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ اس کے تھپڑ مارا، تو اصل میں ہے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اسی طرح اس کے سر میں لگا یا، اس میں آنکھوں کا لفظ محذوف ہے: "اس کے بیٹا ہوا" اس میں ہاں یا گھر محذوف ہے گدھے کے دم نہ تھی اصل میں یہ ہے کہ گدھے کے پاس دم نہ تھی: "اس کے چوٹ لگی": یعنی اس کے بدن میں یا جسم میں وغیرہ

لیکن مجھے اس رائے سے اتفاق نہیں ہے، "کے" اور "کو" دونوں کی اصل ایک ہے، یعنی یہ سنسکرت کے حالیہ "کرتا" سے نکلے ہیں۔ قنوجی، برج، اوٹری گڑھوالی، کماؤنی اور نیپالی میں "کو" کے، حالت کے لئے آتا ہے اور بھوجپوری یا گدھی اور متیھلی میں "کے" اور "کی" جو مفعول کی علامت ہیں، میرے خیال میں اوپر کی مثالوں میں جو "کے" آیا ہے، وہ بجائے "کو" کے ہے۔ چنانچہ اب بھی دکن نیز دیگر مقامات میں ایسے موقعوں پر "کے" کی بجائے "کو" ہی

www.taemeernews.com



استعمال کرتے ہیں یعنی، اس کے بیٹا ہوا۔ اس کے دو بیٹے ہیں۔ کی بجائے اس کو بیٹا ہوا، یا اس کو دو بیٹے ہیں کہتے ہیں، جو، اگرچہ اردو محاورے کی رو سے غلط ہیں، مگر اصل کا پتہ ضرور دیتے ہیں۔

# ۳۔ظوری حالت

ظوری حالت کی کئی قسمیں ہیں۔ اس میں زمان اور مکان ظرف، پیمائش وزن، قیمت، طریقہ، مقابلہ، ذریعہ یا آلہ وغیرہ کی تمام حالتیں آجاتی ہیں۔

ا۔ مکان یا مقام کی حالت ہوتا ہیں، پر، سے کے ساتھ آتی ہے، جیسے دنیا جہان میں، شہر میں گھر میں وغیرہ، وہ مدرسے گھر آیا۔ نکل شہر سے راہ جنگل کی، مسند سے اٹھا اور پلنگ پر آبیٹھا۔ کبھی میں، اور سے، دونوں مل کر آتے ہیں، جیسے، گھر میں سے بولا، چھت پر سے اترے

محاورے میں اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے، جیسے کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے ہیں، اس کام میں میرا دل نہیں لگتا، وہ ہوش میں آیا، وہ قدموں پر گر پڑا، کشن لال گدی پر بیٹھا ہے، وہ چھت پر چڑھ گیا، وہ گھوڑے پر سوار ہے، خدا کا دیا سر پر۔ بنارس گنگا پر واقع ہے

کبھی س صورت میں جز کا تعلق کل سے ظاہر ہوتا ہے، جیسے خاندان بھر میں ایک ہی شخص ہے، ساری کتاب میں ایک صفحہ بھی پڑھنے کے قابل نہیں۔ وہ ہمارے دفتر میں منشی ہے، وہ ہم میں نہیں ہے۔

یہ شخص شرفائے شہر سے ہے۔ یہ حیوانات کی قسم سے ہے۔

کبھی چسپاں یا ملا ہوا ہونا کے معنی پائے جاتے ہیں، انگوٹھی

www.taemeernews.com



میں ہیرا جڑا ہے۔ ایک تو ہے سونے میں اتنا بڑا مجمع نہیں بن سکتا
جھالر میں موتی ٹکے ہیں۔

۲۔ زمانے کے اظہار کے لئے، جیسے یہ کام کتنے دنوں میں ہو جائے گا۔ وہ ایک مہینہ میں واپس آ جائے گا، عین وقت پر آ گیا
پانچ بج کر دس منٹ پر آیا۔

۳۔ پیمائش کے لئے جیسے یہ درخت طول میں پانچ گز ہے، یہ
تختہ چوڑائی میں چار فٹ ہے۔

۴۔ وزن کے لئے جیسے، تول میں کم ہے۔ سیر میں چار چڑھتے ہیں

۵۔ قیمت کے اظہار کے لئے، یہ کتاب کتنے میں پڑی۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ مال کتنے کا ہے؟ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی اصل اور قطعی قیمت کیا ہے جب یہ پوچھتے ہیں کہ "یہ کتنے کو ملا کتنے میں دو گے، یا یہ کتنے کو لیا یا کتنے میں لیا؟" تو اس کے معنی ہیں وہ قیمت جتنے میں شے بکتی ہے، لیکن جب ہم یہ کہتے ہیں کہ "میں نے یہ لیمپ چار روپے میں لیا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قیمت خرید ہے یا اتنے میں پڑا ہے، ممکن ہے کہ اصل قیمت یا قیمت فروخت کم و بیش ہو۔

۶۔ طریقہ۔ جیسے، اس نے بڑی محنت سے کام کیا، وہ بڑی محبت سے
غور سے ملاحظہ فرمائیے، وہ بہت خاطر مدارات سے پیش آیا۔

۷۔ مقابلہ یا فوقیت، جیسے، وہ مجھ سے اچھا ہے، میں اس سے کس چیز میں کم ہوں، لیاقت میں، عزت میں، مال و دولت میں، ان دونوں میں کون بہتر ہے مجھ میں اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے، وہ مجھ سے بڑا ہے
لاکھوں میں ایک ہے، وہ حسن میں یکتا ہے، وہ سب سے پہلے جا پہنچا، کسی سے

www.taemeernews.com



سے مجھ پر ترجیح ہے، اسے تم پر تقدم حاصل ہے، اس پر بس نہیں چلتا

۸۔ ذریعہ یا آلہ جیسے، یہ قفل دوسری کنجی سے نہیں کھلنے کا، میں نے اسے اپنی آنکھ سے دیکھا، ایک ہی ہاتھ میں کام تمام کر دیا، دو ہی باتوں میں بہ جا دیا، دو ہی کشتوں میں حقہ جلا دیا

۹۔ معیت۔ جیسے، وہ بڑے ساز وسامان سے آیا۔ میں نے روٹی سالن سے کھائی۔

۱۰۔ جدائی یا علیحدگی، مادی ہو خیالی جیسے وہ مجھ سے جدا ہو گیا، میں نے سے غلامی سے آزاد کر دیا، اس نے مجھے آگ سے بچایا۔ تم مجھے وہاں جانے سے کیوں منع کرتے ہو، وہ کام سے جی چراتا ہے، یہ عقل سے بعید ہے۔

۱۱۔ مصروفیت، جیسے، دن رات مطالعہ میں رہتا ہے۔ اسے فرصت کہاں وہ تو شب و روز ناچ رنگ میں مشغول رہتا ہے اپنے کام میں ہے،

۱۲۔ حالت یا کیفیت۔ جیسے، اسی سوچ میں آنکھ لگ گئی، پینگ میں ہے نشے میں ہے۔ وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں۔ وہ نیند میں ہے۔ مصیبت میں ہے، کس عذاب میں جان ہے۔ ہاتھ میں شفا ہے، زبان میں اثر ہے،

۱۳۔ علت و سبب، جیسے، وہ اپنے کئے سے (یا کئے پر) بہت نادم ہے آپ کے خوف سے پڑھتا ہے۔ فساد سے ضرر پیدا ہوتا ہے، اتنی سی بات پر آگ بگولا ہو گیا۔

۱۴۔ واسطے اور خاطر کے لئے، جیسے، کام پر گیا ہے۔ نام پر مرتا ہے، روٹی پر جان دیتا ہے۔

۱۵۔ تعلق خاطر۔ جیسے، ہمارے حال پر رحم کرو۔ اس بات پر غور کرو، میرا دل اس پر آ گیا۔

www.taemeernews.com



۱۶۔ انحصار۔ جیسے میری زندگی اسی پر ہے، ایک مجھی پر کیا سب کا یہی حال ہے۔ میرا جانا ان پر موقوف ہے۔

۱۷۔ طرفداری جانب۔ جیسے اس کی باتوں پر نہ جانا۔ اس پر نہ جانا یہ سب دیکھنے کے ہیں۔

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو۔
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

اس پر کوئی خیال نہ کرنا چاہیئے، ہر چیز اپنی اصل پر جاتی ہے۔

غرض اس قسم کے جتنے تعلقات حرف ربط کے ذریعے سے ظاہر کئے جاتے ہیں اور ان میں کام کا کسی طرح سے واقع ہونا پایا جاتا ہے تو ایسے اسماء جو اس طرح استعمال ہوتے ہیں، وہ ظرفی حالت میں ہوں گے۔ ان مثالوں کے علاوہ جو اوپر بیان کی گئی ہیں، اور بھی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں جن سے کام کا ظرف معلوم ہوتا ہے، جیسے نکھ سکھ سے درست، آنکھوں سے اندھا کانوں سے بہرا، دین میں ہوشیار۔ باتوں میں تیز کام میں سست اس نے دشمن پر حملہ کیا۔ شیر پر جھپٹا۔ وہ مجھ پر غصہ ہوا، اس کے مال پر قبضہ کر لیا، وہ اپنے طریقے پر ہے، میں اپنے طریقے پر ہوں، ان قواعد کی پابندی مجھ پر لازم نہیں، خدا کی اطاعت سب پر واجب ہے وہ اپنے قول و قرار پر قائم نہیں، یہ سب مثالیں ظرف کو بتاتی ہیں، اور اسی لئے ہم نے اس قسم کے تمام اسماء کو ظرفی حالت میں رکھا ہے۔

## صفت

صفات کی ساخت اور تغیر و تبدل کے متعلق پہلے حصے میں کافی طور سے

www.taemeernews.com



بیان ہو چکا ہے۔ لہذا یہاں اس کا اعادہ غیر ضروری ہے۔

۱۔ صفت جب کبھی اسم کی کیفیت یا حالت بیان کی جاتی ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ توصیفی اور (۲) خبری۔

توصیفی۔ جیسے خوبصورت جوان، نازک کلائی، نیلا آسمان وغیرہ

خبری جیسے وہ گھوڑا خوب صورت ہے، یہ پانی تو گرم ہے۔ میں نے اسے ہوشیار پایا وغیرہ۔

۲۔ اردو میں صفات اکثر اسمار کی طرح استعمال ہوتی ہیں، اور جس طرح اسمار کی آخری علامت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے، ان میں بھی ہوتی ہے جیسے۔ تم کیا: اچھے مارے مارے پھرتے ہیں اور کوئی نہیں پوچھتا۔

چاہئے اچھوں کو جتنا چاہئے۔
وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہئے۔

بروں کی صحبت سے بچو۔ بے حیا کی بلا دور۔ یہاں سب طرح کے لوگ موجود ہیں، اچھے سے اچھا اور برے سے برا۔ عقلمندوں کی صحبت میں بیٹھو۔ جاہلوں سے احتراز کرو، بڑوں کا ادب کرو اور چھوٹوں پر شفقت

۳۔ کبھی کبھی بعض اسم بھی صفت کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے

آگے جاتا نہیں ہے اب بولا۔
ہو گئی ہے زبان بھی اولا۔

یہاں اولا کے معنی ٹھنڈے کے ہیں۔ یا مثلاً یوں کہیں، اس کے ہاتھ پاؤں برف ہو رہے ہیں، اسے زور کا بخار چڑھا کہ سارا جسم آگ تھا مثلاً خفا ہو کر کہیں، تم بڑے الو ہو یا بڑے گدھے ہو یہاں الو اور گدھے

www.taemeernews.com



کے معنے بیوقوف اور احمق کے ہیں یا وہ تو نرا بیل ہے۔

۴۔ صفات بعض اوقات تمیز کا کام دیتی ہیں جیسے وہ خوب بولتا ہے اسے کچھ نہیں آتا۔

۵۔ بعض اوقات تکرار صفت سے صفت میں بیشی یا ترقی ہو جاتی ہے، جیسے دور کے لوگ۔ مشہور مشہور شخص۔ میٹھے میٹھے پھل، او نچے او نچے مکان گرم گرم چاولے۔ مگر خاص خاص حالتوں میں اس کے خلاف کمی ظاہر ہوتی ہے مثلاً دال میں کچھ کالا کالا نظر آتا ہے (یعنی کوئی چیز جو کالی سی ہے) یہ سالن میٹھا میٹھا معلوم ہوتا ہے (یعنی کسی قدر میٹھا) لیکن اس آخری صورت میں صفت تمیز کا کام دیتی ہے۔

۶۔ جب اس میں اور ترقی یا مبالغہ مقصود ہوتا ہے تو دونوں کے درمیان "سے" بڑھا دیتے ہیں، جیسے بڑے سے بڑا کام او نچے سے او نچا پہاڑ بھاری سے بھاری بوجھ، اچھے سے اچھا کام وغیرہ۔

۷۔ (ا) سا کا لفظ بھی صفات کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے اس سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ مگر ساتھ ہی صفت میں کمی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ جیسے لال لال کپڑا، کالا سا رنگ۔ وہ تو مجھے بیوقوف سا معلوم ہوتا ہے۔

محبت ہے یا ہے کوئی جی کا روگ
سدا میں تو رہتا ہوں بیمار سا

(ب) یہی حرف بعض اوقات اسم یا ضمیر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور اس سے مل کر صفت کا کام دیتا ہے، اور اس سے مشابہت ظاہر ہوتی ہے جیسے بادل سا سائبان۔ مجھ سا گناہ گار، تم سا عقل مند۔

(ج) بعض اوقات یہ حرف اسم اور ضمیر کی اضافی حالت کے ساتھ بھی

www.taemeernews.com



آتا ہے اس وقت خود شخص یا شے سے مشابہت ظاہر نہیں ہوتی بلکہ کسی ایسی بات سے مشابہت ہوتی ہے جو اس شخص یا شے میں پائی جاتی ہے، جیسے آدمی کی سی بولی، ہاتھی کی سی سونڈ، گھوڑے کا سا منہ، شیر کے سے دانت، بکرے کی سی ڈاڑھی۔

یہاں حرف اضافت کے بعد اسم محذوف سمجھا گیا ہے، یعنی آدمی کی سی بولی، ہاتھی کی سی سونڈ۔

(د) بعض اوقات موصوف محذوف ہوتا ہے، جیسے پھول سا نظر آتا ہے پیارا بچہ سا معلوم ہوتی ہے، یہاں وہ شے (جسے ہم دیکھ رہے ہیں) محذوف ہے،

(ہ) جس طرح یہ صفت کے ساتھ آکر اسم کی تعریف کرتا ہے جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے (لال سا کپڑا) اسی طرح یہ اسم کے ساتھ آکر صفت کی مشابہت ظاہر کرتا ہے، جیسے پھول سا ہلکا، پتھر سا سخت۔

(و) اس قسم کی ترکیب میں سے کبھی (سا) کو اڑا کر بہت پاکیزہ مبالغہ ظاہر کیا جاتا ہے، جیسے ہلکا پھول، میٹھا شہد اگرچہ بظاہر اس کی یہ ترکیب ہوگی کہ پھول سا ہلکا یا شہد سے میٹھا، لیکن اس کے معنے بہت ہلکے اور میٹھے کے لئے جاتے ہیں اس قسم کی ترکیبی صفات کی چند مثالیں دی جاتی ہیں۔

ہلکا پھول، میٹھا شہد، لال انگارا، لال بھبوکا، کالا بھجنگ، کھٹا چوک، کھٹا چونا، کڑوا زہر، کڑوا نیم، کڑوا کریلا، سوکھا کھڑنک، پھیکا پانی، موٹا بھینس، لمبا اونٹ، سوکھا کانٹا، دبلا تاق، سیدھا تک، سیدھا تیر، سفید جھاگ، سفید دگرم آگ ٹھنڈا برف ٹھنڈا اولا، اندھیرا گھپ نیلا کانچ میلا چکٹ، بڈھا پھوس،

www.taemeernews.com



۸۔ (سا) کا استعمال صفت کی زیادتی کے لئے اسی طرح بھی آتا ہے جیسے بہت سا آٹا بڑا سا گھر، اونچا لمبا شخص سا: ان معنوں میں سنسکرت کے لفظ "شش" سے نکلا ہے جس کے معنی گت کے ہیں، برج بھاشا سو) سا، جس کے معنی مشابہت کے ہیں وہ سنسکرت کے لفظ سا (مانند) سے آیا ہے، (برج بھاشا، شوں)

۹۔ (ہر، حرف تخصیص ہے اور ہمیشہ واحد کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن (ایک) اور کوئی کے ساتھ مرکب ہو کر بھی آتا ہے جیسے، ہر ایک آدمی کا یہ کام نہیں ہے کہ ہر کوئی اسے کرلے یہ دشوار ہے،

۱۰۔ بھر، اگرچہ صفت ہے لیکن کبھی تنہا استعمال نہیں ہوتا بلکہ کسی نہ کسی اسم کے بعد مل کر آتا ہے (یہ بھرنے سے ہے اور اس کے معنی پورے یا تمام کے تمام ہیں) اسمائے مقدار وغیرہ کے ساتھ جیسے، سیر بھر مٹھی بھر پاؤ بھر، گز بھر ہاتھ بھر۔ اسمائے مسافت کے ساتھ، جیسے اکوس بھر۔

اسمائے زماں کے ساتھ جیسے، عمر بھر، دن بھر، سال بھر،

اس کے علاوہ مقدور بھر بھی استعمال ہوتا ہے۔

بعض اوقات بھر برس، یا، بھر نیند، سونا یا بھر نظر دیکھنا بھی بول جاتے ہیں ورنہ یہ لفظ ہمیشہ اسم کے بعد آتا ہے۔

## صفات عددی

۱۔ قدیم اردو (دکنی) میں ایک کی جگہ ایکاں آتی ہے جس کے معنی کچھ اور بعض کے ہوتے ہیں۔

۲۔ کبھی ایک "کسی" کے معنوں میں آتا ہے، جیسے ایک دن ایسا اتفاق ہوا ایک شخص نے مجھ سے کہا، ایک نے بھی میرا ساتھ نہ دیا، ان فقروں میں ایک شمار کے لئے نہیں آیا بلکہ اس کے معنی کسی دن اور شخص کے ہیں۔

۳۔ اسی طرح ایک معین اعداد کے ساتھ آکر غیر معین کے معنی دیتا ہے،

www.taemeernews.com



جیسے بیس ایک آدمی بیٹھے تھے۔ یعنی تخمیناً بیس، اس کا ذکر صرف میں ہو چکا ہے،

۴۔ (۱) جب بہ تکرار آتا ہے تو اس کے معنی فرداً فرداً کے ہوتے ہیں جیسے،
ایک ایک آؤ۔ ایک ایک دو۔

(ب) ہر ایک کے معنوں میں جیسے اس نے آپ کا پیغام ایک ایک کو پہنچا دیا
قریب قریب انہی معنوں میں ایک ایک کرکے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۵) لیکن جب پہلا، ایک، فاعلی حالت میں ہوتا ہے اور دوسرا مفعول یا
اضافی حالت میں تو وہاں یا ہم یا ایک دوسرے کے معنی ہوتے ہیں جیسے ایک ایک
سے لڑ رہا تھا، ایک ایک سے جٹ گیا۔ ایک ایک کے خون کا پیاسا ہو
رہا تھا۔ ایک ایک کا دشمن ہے۔

۶۔ جب ایک ہی جملے کے دونوں فقروں میں آتا ہے تو دوسرے ایک کے
معنے دوسرے کے ہوتے ہیں۔ جیسے، ایک کو سائی ایک کو بدھائی۔

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب میں دونوں

اور اکثر ایک کے جواب میں دوسرا یا اس پر آتا ہے جیسے، ایک تو
بے دنوف دوسرے مفلس ایک تو میں غمزدہ اس پر آپ کی غفلت غضب ہے
کبھی تحسین کلام کے لئے آتا ہے۔ جیسے ایک تمہارا ہی ذکر کیا کم ہے،
ایک درد سا دل میں رہتا ہے۔

یہ صدا جب کہ کان میں آئی
جان ایک میری جان میں آئی

۷۔ کبھی کل یا سارے کے معنوں میں آتا ہے جیسے، ایک زمانہ یہی کہتا
ہے۔ ایک عالم میں یہی چرچا ہے۔

www.taemeernews.com



۸۔ کبھی یکساں کے معنی دیتا ہے، جیسے، وہ بھائی بہن ایک ہیں۔

ایک ہے تیری نگہ میری آہ
کہیں ایسوں سے رہا جاتا ہے (داغ)

۹۔ کبھی مبالغہ کے لئے جیسے، وہ ایک چھٹا ہوا ہے۔

۱۰۔ کبھی بے نظیر کے معنوں میں جیسے، سارے خاندان میں ایک ہے، اپنے رنگ میں ایک ہے۔

۱۱۔ کبھی اکیلے اور تنہا کے معنوں میں جیسے، کیا تمہارے ستانے کو ایک میں ہی رہ گیا ہوں۔

۱۲۔ کبھی ذرا یا ادنیٰ کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے۔

اک کھیل ہے اورنگ سلیماں میرے آگے
اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

۱۳۔ ایک نہ ایک، محاورے میں کوئی نہ کوئی کے معنوں میں آتا ہے جیسے آئے دن ایک نہ ایک فکر لگا رہتا ہے، جب کبھی میں وہاں جاتا ہوں وہ ایک نہ ایک فرمائش ضرور کر دیتے ہیں۔

۱۴۔ صرف میں بیان ہو چکا ہے کہ کلیت کے اظہار کے لئے اعداد معین کے آگے (وں) بڑھا دیتے ہیں جیسے، آٹھوں پہر: میں بیٹھا رہتا ہے، دونوں جہاں میں بھلا ہو گا۔

اور جب زور مقصود ہوتا ہے تو عدد حرف اضافت کے ساتھ بہ تکرار استعمال ہوتا ہے، جیسے، آٹھوں کے آٹھوں آ گئے، دسوں کے دسوں دے دیئے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آخری صورت میں عدد کے ساتھ اسم اکثر محذوف ہوتا ہے۔

www.taemeernews.com



# ضمائر

۱۔ ضمیر جنس و تعداد میں اس اسم سے مطابق ہوتی ہے جس کے لئے وہ استعمال کی گئی ہے جیسے، میں نے کریم کو ہر چند سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا، وہ شخص جو کل آپ سے ملا تھا چلا گیا۔

لیکن تعظیم کے موقع پر اگرچہ اسم واحد ہوتا ہے، لیکن جو ضمیر کہ اس کے بجائے استعمال ہوتی ہے، جمع آتی ہے جیسے، آپ کے بلانے پر مولوی صاحب آئے تو سہی مگر انہوں نے اس مسئلے کے متعلق کچھ نہ فرمایا، وہ صاحب جنہیں آپ نے بلایا تھا تشریف لائے ہیں۔

۲۔ جب ضمائر شخصی فعل کے فاعل ہوتے ہیں تو بعض اوقات محذوف ہوتی ہیں جیسے کل آؤں گا، یہاں "میں" محذوف ہے۔ امر کے ساتھ خصوصاً ضمیر فاعلی ظاہر نہیں کی جاتی۔ جیسے، فوراً چلے جاؤ۔

(۳) جب ایک ہی جملے میں ایک ... مفعول شے دوسرا مفعول شخصی ہو یعنی قریب وبعید اور دونوں ضمیر ہوں تو "کو" مفعول شخصی کے ساتھ آئے گا، جیسے، وہ تو میں اس کو دوں گا۔

۴۔ مجھ اور تجھ کے ساتھ جب کوئی صفت آتی ہے تو اس کی صورت تو مفعول ہوتی ہے لیکن وہ فاعلی، مفعولی، اضافی اطوری حالتوں میں برابر استعمال ہوتی ہے اور ایسی صورت میں علامات فاعل و مفعول و اضافی و طوری صفت کے بعد آتی ہے۔ جیسے، مجھ کم بخت نے کہا تھا، مجھ خاکسار کو بڑا تعجب پیش آیا، مجھ عاجز سے یہ خطا ہوئی۔ مجھ بد نصیب کی یہ حالت ہے۔ مجھ اور تجھ الگ استعمال نہیں ہوتے۔ مفعول حالت مجھے اور مجھ کو ہے۔ فاعلی حالت میں یہ استعمال نہیں ہوتے۔

www.taemeernews.com



۵۔ اسی طرح جب ضمیر شخصی کے بعد (ہی) آتا ہے تو علامات فاعل و مفعول و اضافی (طوری عمو نا (ہی) کے بعد آتی ہیں، جیسے مجھ ہی سے مانگا تھا، ہمیں نے دیا تھا، اسی کا ہے۔ البتہ علامت فاعل مستثنیٰ ہے، وہ دونوں طرح استعمال ہوتی ہے مگر واحد متکلم میں (ہی) ہمیشہ (نے) کے بعد آتا ہے۔ جیسے میں نے ہی کہا تھا۔

۶۔ بعض ضمائر شخصی و دیگر ضمائر کے ساتھ پاس کا استعمال بلا اضافت بھی آتا ہے۔ جیسے، تس پاس، تجھ پاس جس پاس، کس پاس۔

جس پاس روزہ کھول کر کھانے کو کچھ نہ ہو
روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے (غالب)

کون آتا ہے برے وقت کسی پاس اے داغ
لوگ دیوانہ بناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

لیکن یہ استعمال اب متروک ہو جاتا ہے۔

۷۔ آپ بجائے ضمیر مخاطب تعظیماً آتا ہے اور کبھی تعظیم کے خیال سے غائب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس کا ذکر حصہ صرف میں ہو چکا ہے لیکن آپ مخاطب کے لئے آئے یا غائب کے لئے فعل اس کے لئے ہمیشہ جمع غائب آتا ہے۔ جیسے آپ تشریف لے چلیں، آپ آئے تھے، آپ کب جائیں گے۔

۸۔ اپنا ضمیر کے موقع پر جس طرح استعمال ہوتا ہے اس کا ذکر صرف میں ہو چکا ہے، علاوہ اس کے وہ بلا تعلق مرجع اور کبھی کئی طرح استعمال ہوتا ہے۔

۹۔ بعض وقت ضمیر متکلم کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے اپنا تو کہیں نہیں گیا۔

www.taemeernews.com



غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

ناصحوں سے کلام کون کرے،
اپنی ایسوں سے گفتگو ہی نہیں (داغ)

(ب) بعض اوقات صفت کے معنی دیتا ہے. جیسے اپنی گرہ سے دینا، اپنی نیند سونا اور اپنی بھوک کھانا۔

(ج) جب مکرر آتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں ہر ایک کا الگ الگ جیسے اپنا اپنا کمانا اپنا اپنا کھانا، اپنا اپنا کام کرو، اپنے اپنے گھر جاؤ، وہ سب بچے بج اٹھے اور اپنا اپنا کام کرنے لگے۔

(د) کبھی بطور اسم استعمال ہوتا ہے، جیسے، اپنا اپنا ہے پرایا پرایا ہے مجھے اپنا پرایا سب ایک ہے. جب وہ اپنوں سے یہ سلوک کرتا ہے تو غیروں سے کیا کچھ نہ کرے گا، (یہاں اپنے کے معنی عزیز اور رشتہ دار کے ہیں اور ان معنوں میں یہ لفظ عموماً جمع میں استعمال ہوتا ہے) اسی سے اپنایت اسم کیفیت ہے جس کے معنی یگانگت کے ہیں۔

(ہ) کبھی خصوصیت کے لئے جیسے اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے، دوسرے کاموں سے فرصت ملے تو اپنا کام بھی کروں

(و) اس محاورے میں کہ ہر اک کو اپنی اپنی پڑی ہے"، اسم محذوف ہے اسی طرح ان محاورات میں اپنی گانا، اپنی کہنا، اسے اپنی پڑی ہے، جب دیکھو وہ اپنی ہی گاتا ہے، اسم محذوف ہے، اور اس لئے بجائے اسم سمجھا جائے گا۔

(ز) کبھی آپ بھی اپنے یا اپنی کے بجائے آتا ہے جیسے آپ بیتی، آپ کاج، مہا کاج

(خ) آپ سے آپ اور آپ ہی آپ اور آپ سے، خود بخود کے معنوں میں آتے ہیں۔

تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

۸۔ کبھی آپ کے بجائے آپے کا لفظ بھی محاورے میں استعمال ہوتا ہے، جیسے آپے سے باہر ہو جانا، آپے میں آنا۔

(۹) بعض اوقات ہم، تم اور آپ کے ساتھ دوسرے اسم جمع مثل لوگ صاحب اور حضرات کے استعمال ہوتے ہیں جیسے، ہم لوگ، تم لوگ، آپ صاحب، آپ حضرات وغیرہ۔

۱۰۔ (ہی) حرف تخصیص جب وہ، ہم، تم اور وہ یہ کے ساتھ آتا ہے تو ان کی صورت وہی، یہی (جیسے میں) انہیں، ہمیں، تمہیں، ہو جاتی ہے جیسے وہی آئے گا، تو دوں گا۔ یہ غلطی ہمیں سے ہوئی، یہ انہیں تو تھے۔

۱۱۔ ضمیر کبھی اسم سے پہلے بھی آجاتی ہے، مگر یہ اکثر نظم میں ہوتا ہے۔

۱۲۔ بیان ہوچکا ہے کہ "یہ" ضمیر اشارہ قریب کے لئے اور "وہ" بعید کے لئے ہے لیکن بعض اوقات "یہ" کا اشارہ پورے جملے کی طرف ہوتا ہے جو اس کے بعد آتا ہے جیسے۔

یہ میں نے مانا کہ آج خنجر! میرا گلو بھی نہیں رہے گا،
مگر یہ ظالم ارے او ستمگر! ہمیشہ تو بھی نہیں رہے گا،

۱۳۔ یہ اور وہ کبھی "ایسا" کے معنوں میں بطور صفت کے آتے ہیں جیسے روشنی کا یہ عالم تھا کہ رات میں اس کے سامنے چاندنی گرد تھی،

۱۴۔ حرف ربط کے اثر سے یہ "اس" سے اور "وہ" "اس" سے بدل جاتا ہے جیسے

www.taemeernews.com



اس میں ان پر وغیرہ۔

۱۴۔ علاوہ حرف ربط کے، پاس، جگہ، گھر، طرف، سمت، جانب، رات، دن، مہینہ، سال، گھڑی، طرح، قدر وغیرہ کے ساتھ آنے سے بھی یہی تبدیلی ہو جاتی ہے۔

۱۵۔ جمع میں یہ، ان اور وہ، اُن ہو جاتا ہے۔

۱۶۔ کبھی "یوں" بھی ضمیر اشارہ (قریب) کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

مہندی ملنے کے بہانے ہیں عبث، یوں کہیے
آج اغیار سے پیمان کئے بیٹھے ہیں۔ (داغ)

۱۷۔ ضمائر استفہامیہ (وہ ہیں، کیا) اشیاء کے لئے اور کون، اشخاص کے لئے ان کا عقص ذکر صرف میں آچکا ہے، کیا، حالت فاعلی اور مفعولی میں یکساں طور سے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً تمہیں کیا چاہئے، تم کیا کر رہے ہو لیکن کیا جب تعجب اور حیرت کے لئے آتا ہے تو اشخاص کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وہ بھی کیا آدمی ہے۔ کیا بیوقوف ہے لیکن ان موقعوں پر یا تو وہ صفت کا کام دیتا ہے یا تمیز کا

۱۸۔ استفہام کی مختلف قسمیں ہیں اور وہ مختلف معنوں کا اظہار کیا کرتا ہے۔ مثلاً

(۱) محض استفسار کے لئے جیسے، یہ کون ہے؟ یہ کیا ہے؟ اسے استخباری بھی کہتے ہیں جیسے اس شعر کے دوسرے مصرعے میں ہے

دل نادان تجھے ہوا کیا ہے؟
آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

(ب) اقراری جیسے، یہ تمہارا قصور نہیں تو اور کس کا ہے؟ (یعنی تمہارا ہی ہے) یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

www.taemeernews.com

(ج) انکاری جیسے۔

کر گیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی
یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا (غالب)

کیا انداز چھٹ جائیں گے؟ یعنی نہیں چھٹیں گے یا اس شعر کے
دوسرے مصرعے میں۔

دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا۔

(د) تجاہل، یعنی جان بوجھ کر انجان بننا جیسے، کسی کو کھاتے ہوئے دیکھ کر
پوچھنا کہ کیا کر رہے ہو؟

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے؟
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

یا شاعر سوال کے متعلق تجاہل سے سوال کرتا ہے حالانکہ خوب
جانتا ہے کہ وہ کون ہے۔

کون ہے جس کے در پہ ناصیہ سا
ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام

اور پھر خود ہی اس کا جواب دیتا ہے:

تو نہیں جانتا تو مجھ سے سن     نامِ شاہنشہِ بلند مقام
قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ     مظہرِ ذوالجلال والاکرام

یا اسی طرح ایک مقررہ جواب دینے کے لئے سوال پر سوال کرتا ہے
حالانکہ خود بھی جانتا ہے اور دوسرے بھی جانتے ہیں۔

(ہ) زجر و ملامت کے لئے جیسے اس شعر کے پہلے مصرعہ میں

www.taemeernews.com



دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے　　آخر اس درد کی دوا کیا ہے

یا ہم بگڑ کر کسی سے کہیں کیا کرتے ہو؟

(د) تحقیر و توہین کے لئے جیسے،

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے؟
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

(ذ) حیرت و استعجاب کے لئے جیسے، ایں! یہ کیا ہوا،

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

(ح) انکسار کے لئے، ہم کیا ہیں کوئی کام جو ہم سے ہو گا۔

(ط) نفی کے لئے جیسے میں کیا جانوں؟

(ی) استغنا کے لئے جیسے، اسے لے کر کیا کروں گا؟

۱۹۔ اس کے علاوہ "کیا" بطور صفت بھی آتا ہے جس کا ذکر دوسرے موقع پر کیا جائے گا۔

۲۰۔ "کیا کیا" بہ تکرار بھی آتا ہے جس کے معنی کثرت کے ہوتے ہیں۔ جیسے کیا کیا کہوں؟ کیا کیا سنوں!

۲۱۔ کون اور کون سا کا فرق پہلے بیان ہو چکا ہے، کون سا ہمیشہ اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں کئی میں سے ایک مقصود ہو، مثلاً کئی کتابیں ہوں اور پوچھیں کون سی چاہئے۔

۲۱۔ کون اور کیا بعض اوقات تنکیری معنوں میں آتے ہیں، جیسے: مجھے معلوم نہیں کہ کون آیا اور کون گیا۔ ذیل استفہامی معنی نہیں ہیں اسی طرح کچھ معلوم نہیں اس نے مجھے کیا کہا تھا، میں کیوں کر وعدہ کروں خدا جانے

وہ کیا مانگ بیٹھے، اسے معلوم نہ تھا کہ اس مکان میں کوئی رہتا ہے

۲۳۔ ضمائر تنکیری کچھ اور کوئی ہیں۔ ان کا مفصل استعمال اور فرق کا بیان صرف میں ہو چکا ہے۔

۲۴۔ کوئی بطور ضمیر ہمیشہ جاندار کے لئے استعمال ہوتا ہے اور واحد آتا ہے۔ جمع میں نہیں آتا۔ بعض اوقات کچھ جانداروں کے لئے بھی آتا ہے، جیسے وہاں بہت سے لوگ بیٹھے تھے کچھ یہاں کچھ وہاں، یہ استعمال مخصوص ہے اور صرف اس وقت استعمال ہوتا ہے جب مجموعی تعداد ہو۔

۲۵۔ ایک ہی جملے کے دو حصوں میں کوئی اور کچھ الگ الگ بطور جواب کے استعمال ہوتے ہیں، کرے کوئی بھرے کوئی، کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ کوئی مرے اور کوئی ملہار گائے، کچھ ہم سمجھے کچھ تم سمجھے، ایسے جملوں میں کوئی اور کچھ کے معنی ایک جگہ ایک اور دوسری جگہ دوسرے کے ہیں۔

۲۶۔ کوئی اور کچھ تکرار کے ساتھ قلت کے معنوں میں آتے ہیں جیسے کوئی کوئی اب بھی مل جاتا ہے، کچھ کچھ باقی ہے۔

۲۷۔ کوئی نہ کوئی اور کچھ نہ کچھ بھی قلت کے معنوں میں آتا ہے، اور اس میں زیادہ زور ہوتا ہے، کوئی نہ کوئی اب بھی نظر آ جاتا ہے، اچھوں کی صحبت میں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۸۔ کوئی کا استعمال استفہام کے ساتھ روزمرہ میں بڑے لطف سے ہوتا ہے جیسے۔

عمرِ دو روزہ عیشِ جاودانہ نہیں ہے تو
میں چھوڑتا ہوں کوئی جاوداں تجھے (داغ)

کاوشِ دل دور ہو میرے دلِ دیوانے سے کیا
خار جاتے ہیں کوئی صحرا کا دامن چھوڑ کر

۲۹۔ کچھ کا کچھ اور کچھ سے کچھ ایسے موقع پر بولتے ہیں جہاں ایک حالت سے دوسری حالت ہو جائے گی اور تغیر یا انقلاب پیدا ہو جائے، جیسے کچھ کا کچھ ہو گیا یا کچھ ہو گیا یا کچھ سے کچھ ہو گیا۔ لیکن بعض اوقات کچھ کا کچھ اصل کے خلاف معنوں میں آتا ہے۔ جیسے کچھ کا کچھ کر دیا، کچھ کا کچھ سمجھا دیا۔

یہاں بھی وہی معنی تغیر کے ہیں یعنی اصل کے خلاف یا اسے بدل کر کچھ اور کہنا یا سمجھانا۔

۳۰۔ کوئی کے بعد بعض اوقات سا بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے کوئی سا دے دو، کوئی سا لے لو، یہ عموماً اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کئی میں سے ایک مقصود ہو۔ یہ استعمال بے جان اور جاندار دونوں کے لئے یکساں ہوتا ہے بغیر (سا) کے بھی کوئی ان معنوں میں آتا ہے کوئی دے دو۔ کوئی بھی دے دو۔

۳۱۔ بعض اوقات کچھ، جیسا اور ضمائر موصولہ کے ساتھ مل کر بھی آتا ہے اور اس میں زیادہ تنکیر پائی جاتی ہے جیسے، جیسا کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔ اور جو کچھ کہو گے کر دوں گا۔

۳۲۔ اسی طرح کوئی کے ساتھ کیسا مل کر تنکیری معنوں میں اور زور پیدا کر دیتا ہے جیسے کوئی کیسا ہی ہو، نفی میں زور اور تاکید ہوتی ہے جیسے، کوئی کیسا ہی کیوں نہ ہو۔

۳۳۔ جتنا، اتنا، اُتنا، ایسا، ویسا، کیسا جو الفاظ ضمیری ہیں اور بطور صفت مستعمل ہیں تمیزی بھی واقع ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کا ذکر تمیز فعل میں کیا جائے گا۔

۳۴۔ ضمائر موصولہ، استفہامیہ، تنکیری جب بہ تکرار آتی ہیں تو معنی کثرت کے دیتی ہیں مگر ان معنوں کا اطلاق کل پر فرداً فرداً ہوتا ہے۔ سوائے ضمائر تنکیری کے جو کے معنی دیتی ہیں جیسے اس نے جو جو کہا میں نے مان لیا جس جس کے پاس

www.taemeernews.com



گیا۔ اس نے یہی جواب دیا۔ جن جن سے تعلق تھا، کون کون آئے ہیں۔
کس کس سے کہوں؟ کس کس کے پاس جاؤں؟ کیا کیا کہا؟ کوئی کوئی اب بھی ہے کچھ کچھ اب بھی نظر آجاتے ہیں۔

۳۵۔ ضمائر موصولہ، استفہامیہ اور تنکیرہ جب اسما کے ساتھ آتی ہیں تو صفت کا کام دیتا ہیں جیسے جو شخص آئے فوراً میرے پاس پہنچا دو جس شخص کو کہو بھیج دوں۔ جن لوگوں نے ایسا کہا غلطی کی۔ یہ کون آدمی ہے؟ یہ کس شخص کی ملک ہے؟ کیا چیز چاہیے؟ کوئی آدمی کام کا نہیں تھا۔

کچھ لوگ وہاں بیٹھے، جون سا (جون سی/ جون سے) اور کون سا/ کون سی/ کون سے) بھی بطور صفت استعمال ہوتے ہیں، جون سی کتاب کہو دلوا دوں، کون سے کام پر جا رہے ہو۔ آج کون سی تاریخ ہے۔

ضمائر شخصی کبھی کبھی صفت کا کام دیتی ہیں خصوصاً جب "ہی" کے ساتھ مل کر آتی ہیں جیسے، یہ وہی شخص ہے یہی بات میں نے کہی تھی۔

کوئی نہ کوئی اور کچھ نہ کچھ بھی کبھی کبھی بطور صفت استعمال ہوتے ہیں جیسے کچھ نہ کچھ کام ضرور کرتے رہا کرو، روز کوئی نہ کوئی مہمان آجاتا ہے۔

www.taemeernews.com



# فعل

فعل زبان کی جان ہے اور جملے کے بنانے میں بہت کار آمد ہوتا ہے تقریباً ہر جملے میں فعل آتا ہے اور ایسی مثالیں بہت کم ہوتی ہیں، جہاں جملہ بغیر فعل کے پورا ہوتا ہے البتہ کہاوتوں اور نظم میں یا اخبارات اور مضامین کے عنوانات میں جملے بغیر فعل کے بھی آتے ہیں جیسے، کہاں راجا بھوج کہاں گنگا تیلی، ناگھر تیرا نہ گھر میرا، چڑیا رین بسیرا سے وغیرہ وغیرہ

مصدر اور حالیہ کا شمار بھی افعال میں ہے، لیکن یہ تکمیل فعل کا کام نہیں دیتے مصدر اکثر اسم کے طور پر استعمال ہوتا اور حالیہ بطور صفت۔

۱۔ مصدر کے استعمال مختلف ہیں جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ اکثر بطور اسم کے جس کی تفصیل یہ ہے،

(الف) فاعل۔ جیسے، کھیلنا ناگوار نہیں گزرتا پڑھنا ناگوار ہوتا ہے۔

(ب) مفعول جیسے وہ کھیلنا پسند کرتا ہے

(ج) ضرورت اور مجبوری کے معنوں میں جیسے ہم سب کو ایک روز مرنا ہے انہیں معنوں اور ایسی فاعلی حالت میں پڑنا کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آخر مجھے وہاں جانا پڑا۔

دل اب صحبت سے کوسوں بھاگتا ہے،

ہمیں یاروں سے شرمانا پڑے گا۔ (حالی)

بعض اوقات اسی طرح مجبوری کے معنوں میں مصدر کے ساتھ "ہوگا" کا استعمال ہوتا ہے جیسے انہیں جانا ہوگا۔ اسے کھانا ہوگا۔

www.taemeernews.com

کیوں کر اب تغافلِ ناز سے جینا ہوگا
زہر دے ساقی پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

(د) حرفِ اضافت (کا) کے ساتھ نفی کی صورت میں مستقبل کے معنی دیتا ہے اور اس میں عزم اور یقین پایا جاتا ہے، جیسے میں نہیں جانے کا۔

یہ "کا" مونث میں، کی اور جمع میں، کے ہو جاتا ہے۔

(ہ) "کو" کے ساتھ جب کہ فعل ہے، ہیں، تھا یا تھے ہوں، ایسے کام کو ظاہر کرتا ہے جو اب فوراً ہونے والا ہے جیسے، وہ جانے کو ہے ہم کچھ کہنے کو تھے۔

(و) بعض اوقات ایک فعل کا دوسرے فعل کے ساتھ ایک ہی وقت میں واقع ہونا ظاہر کرتا ہے جیسے، اس کا نظر بھر دیکھنا تھا کہ وہ غش کھا کر گر پڑا۔ اس کا چوکی پر پاؤں دھرنا تھا کہ تختہ نکل گیا۔

(۲) امر کے معنوں میں بھی آتا ہے اور معمولی امر سے اس میں کسی قدر زور اور تاکید پائی جاتی ہے، جیسے، دیکھو بھول نہ جانا۔ کل ضرور آنا (یہ استعمال یا تو بے تکلفی کے موقع پر ہوتا ہے یا ملازمین وغیرہ کے ساتھ بڑوں یا برابر والوں کے ساتھ کبھی یہ استعمال نہیں ہوتا)

(۳) مصدر کی تذکیر و تانیث اس اسم کے لحاظ سے ہوتی ہے جس سے اس کا تعلق ہے، جیسے۔

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی۔

www.taemeernews.com



بات کرنی اور بات کرنا دونوں درست ہیں لیکن اہل لکھنؤ اکثر مذکر ہی لکھنا بولنا پسند کرتے ہیں۔

لیکن جب اسم اور مصدر کے درمیان واقع ہوتا ہے تو مصدر ہمیشہ مذکر ہوگا، جیسے، خط کا لکھنا، ہل کا چلانا، نظم کا پڑھنا وغیرہ

۴۔ بعض اوقات جب مصدر کے بعد کوئی حرف ربط آجاتا ہے تو علامت مصدر حذف ہو جاتی ہے، اور اسکی جگہ یائے مجہول لے لیتی ہے۔ جیسے

اس کے آنے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق

یعنی، اس کے آنے سے۔ اس کے کہنے سے کیا ہوتا ہے، یعنی اس کے کہنے سے ان کے بہکاوے میں آگیا، یعنی بہکانے میں۔

# حالیہ

۱۔ حالیہ کی تین قسمیں ہیں، ایک تمام دوسری ناتمام تیسری حالیہ معطوفہ تمام سے فعل کا ہونا پایا جاتا ہے جیسے۔ مرا ہوا جانور، ناتمام میں فعل ختم نہیں ہوتا جیسے روتی ہوئی عورت، بہتا ہوا پانی۔

۲۔ بلحاظ استعمال کے بھی اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک تو بطور صفت ہے، دوسرے بطور خبر صفت کی مثالیں اوپر لکھی گئی ہیں، بعض اوقات (ہوا) محذوف بھی ہوتا ہے، جیسے اجڑا گاؤں، روتی صورت وغیرہ

۳۔ اب ہم دوسری قسم کا ذکر کرتے ہیں، جو بطور خبر کے استعمال ہوتی ہے یہ بھی صفت ہے، لیکن اسم کے ساتھ ساتھ نہیں آتی جیسے، وہ ہنستا ہوا آیا۔ میں نے اسے مرا ہوا پایا۔

جملے میں استعمال کے وقت اس کی صورت میں تبدیلی واقع ہوتی

ہیں اس کی تفصیل یہ ہے ۔

(ا) جب اصل فعل لازم یا متعدی بطور مجہول ہو تو حالیہ جنس و تعداد میں فاعل کے مطابق ہو گا، جیسے، وہ اکڑتا ہوا چلا، وہ روتی ہوئی آئی، وہ روتے ہوئے آئے، وہ دوڑتی ہوئی پکڑی گئی، وہ ہنستا ہوا چلا گیا، وہ لٹا ہوا آیا، وہ لٹی ہوئی آئی۔

(ب) اگر فعل متعدی طور پر معروف میں ہے تو حالیہ ناتمام یائے مجہول کے ساتھ آئے گا، خواہ تعداد و جنس کچھ بھی ہو، جیسے ہم نے اسے ناچتے ہوئے دیکھا، اس نے ہمیں کھیلتے ہوئے پکڑا، میں نے رحیمن کو روتے ہوئے پکڑا، لیکن حالیہ ناتمام جب کہ اس کا تعلق اشیاء سے ہو جنس و تعداد کے مطابق ہوتا ہے، جیسے میں نے روٹی جلی ہوئی دیکھی، میں نے کپڑا ادھر پڑا دیکھا، مگر اشخاص کی حالت میں یائے مجہول یا الف کے ساتھ آئے گا جیسے میں نے جمن کو سوتے ہوئے پایا، سویا ہوا دیکھا تھا، میں نے ان تمام کو سویا ہوا پایا۔

(ج) اگر وہ فعل جس سے حالیہ بنا ہے متعدی ہے اور اس کے ساتھ کوئی اسم مفعول کی حالت میں ہے تو حالیہ تمام بلا لحاظ جنس و تعداد یائے مجہول کے ساتھ ساتھ آئے گا، جیسے ملکہ سر پکڑے کھڑی ہے، وہ سر جھکائے کھڑی ہے، وہ سر جھکائے ہوئے آئی، بچہ ڈنڈا لئے چلا آ رہا ہے۔

(د) جب حالیہ دہرایا جائے یا اس کا تابع دوسرا حالیہ اس کے ساتھ آئے تو فعل لازم کی صورت میں الف اور ے، دونوں کے ساتھ آ سکتا ہے، (ے کے ساتھ زیادہ فصیح ہے) مگر فعل متعدی کے ساتھ بغیر تبدیلی صرف ے کے ساتھ آئے گا جیسے، وہ ڈرتے ڈرتے یہاں آیا، یا ڈرتا ڈرتا

یہاں آیا، یا لڑتی لڑتی آئی) میں کہتے کہتے بیزار ہو گیا یا ہو گئی وہ پڑے پڑے بیمار ہو گیا۔ دیا پڑا پڑا بیمار ہو گئی وہ لڑتے جھگڑتے یہاں تک پہنچ گیا (یا وہ لڑتا جھگڑتا یہاں تک پہنچ گیا یا وہ لڑتی جھگڑتی یہاں تک پہنچ گئی) وہ بیٹھے بیٹھے بے کار ہو گیا۔ زیادہ بیٹھا بیٹھا بے کار ہو گیا، اس نے بیٹھے بٹھائے مجھے بدنام کر دیا اس نے لکھتے لکھتے کاغذ پھینک دیا۔

دن گزارے عمر کے انسان ہنستے بولتے

تکرار حالیہ سے فعل کی کثرت ظاہر ہوتی ہے جیسے پڑے پڑے بیمار ہو گیا: یعنی زیادہ تر پڑے رہنے سے۔ کہتے کہتے بے زار ہو گیا۔ یعنی بار بار کہنے سے بتدریج کے معنی بھی دیتا ہے، جیسے کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے ذ یا جیسے سیکھتے سیکھتے ہی سیکھے گا:

کوئی دن طبیعت کو ہو گا قلق !

سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائے گا !

بعض اوقات اس قسم کا حالیہ بغیر اسم کے آتا ہے، جیسے۔ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی، چلاتے چلاتے گلا بیٹھ گیا یہاں ہنستے ہنستے اور روتے روتے تمیز فعل ہیں۔

(ج) بعض اوقات حالیہ مطلقاً استعمال ہوتا ہے، یعنی اصل فعل کا فاعل ایک اسم ہوتا ہے اور حالیہ کا دوسرا اور گو دونوں اسم ایک جملے میں ہوتے ہیں مگر لحاظ فعل ایک دوسرے سے تعلق نہیں رکھتے جیسے۔

صبح ہوتے چل دیا۔ رات گھر آیا۔ دن نکلتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ دن چڑھے اٹھا۔ اس قسم کے حالیہ مع اپنے اسم کے تمیز فعل (یا متعلق فعل) ہوتے ہیں۔

www.taemeernews.com



۴۔ بعض اوقات حالیہ بالکل بطور اسم کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے سوتے کو جگانا آسان ہے مگر جاگتے کو جگانا مشکل ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے۔ اپنے کئے کی سزا پائی۔ میرا کہا نہ مانا۔ آزمائے ہوئے کو کیا آزمانا۔ وہ بے کہے چل دیا۔ اسے سوتے سے کیوں جگایا۔ وغیرہ وغیرہ

۵۔ بعض اوقات حالیہ بطور تمیز فعل کے استعمال ہوتے ہیں جیسے ساری رات جاگتے ہی جاگتے کٹی۔ وہ سنتے ہی چل دیا۔ اس کا ذکر تمیز فعل میں کیا جائے گا۔

۶۔ اس جگہ حالیہ کے استعمال میں ایک نازک فرق بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ میں نے اسے تیرتے دیکھا۔ تو اس کے کیا معنی ہیں۔؟ آیا جس وقت تیر رہا تھا۔ میں نے اسے دیکھا یا اس حالت میں دیکھا جب وہ تیر رہا تھا۔ عام بول چال میں اس قسم کے فقروں میں کچھ فرق نہیں کیا جا سکتا اور حسب موقع کوئی ایک معنی لے لئے جاتے ہیں ہماری رائے میں اس میں یوں فرق کرنا چاہئے کہ جب حالیہ فاعل کے متصل ہو تو فاعل کے متعلق مثلاً جب ہم یہ کہیں کہ میں نے تیرتے ہوئے اسے دیکھا۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب میں نے اسے دیکھا تو میں تیر رہا تھا اور جب یہ کہیں کہ میں نے اسے تیرتے ہوئے دیکھا؛ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جب میں نے اسے دیکھا تو وہ تیر رہا تھا۔ اسی طرح سے میں نے آتے اسے دیکھا۔ اور میں نے اسے آتے ہوئے دیکھا۔

## حالیہ معطوفہ

اردو میں حالیہ معطوفہ کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ اس کا تعلق ہمیشہ جملے

www.taemeernews.com



کے اصل فعل سے ہوتا ہے، چونکہ اس میں حرف علت کا بچاؤ ہے۔ اور حرف کے معنی اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس لئے حالیہ معطوفہ کہلاتا ہے۔

۱۔ یہ ہمیشہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جملے کے اصل فعل سے جس کام کا اظہار ہوتا ہے اس سے پہلے ایک کام ہو چکا ہے۔ مادہ فعل کے ساتھ کر یا کے، یا کے کے زیادہ کرنے سے بنتا ہے جیسے: وہ ہنسا کر سو گیا۔ نکال، دھر کر سنو وغیرہ ایسے جملوں میں دو فعل ہوتے ہیں ایک تقدیمی دوسرا خاص۔

۲۔ ایسے جملوں کے اگر دو جملے کئے جائیں تو اس میں بلکہ حرف عطف لانا ضروری ہوگا۔ مثلاً وہ ہنسا کر سو گیا یعنی وہ ہنسا اور سو گیا۔ مگر ایسی صورتوں میں فعل معطوف کا استعمال زیادہ فصیح ہے کیونکہ پہلا فعل دوسرے فعل کا مقدمہ ہے۔ لیکن ہر ایسے جملے کے جس میں فعل معطوفہ ہوتا ہے دو جملے نہیں ہو سکتے، کیونکہ بعض اوقات تقدیمی بطور تمیز کے آتا ہے، جیسے کان دھر کے سنو، جہاں ہر دو فعل ایک رہتے ہیں اور آزادانہ حیثیت نہیں رکھتے ہیں، وہاں حرف عطف لانا ضروری اور فصیح ہے جیسے

خبر کھا مٹھیاں اور بیج اور پلاؤ۔

ایسے موقع پر کبھی حرف عطف بے سبب ہو جاتا ہے، جیسے وہ لکھتا پڑھتا ہے بعض اوقات محاورے میں کر، یا کے بھی حذف ہو جاتا ہے جیسے، وہ اسے بلا لایا۔ بیچ بھاگ جیسے ہنسا لے لایا۔ کہیں گئے، یہاں لے بجائے کے یا کر کے آیا ہے۔ اسے بھاگتے دیکھ کر وہ بھی بھاگ گیا۔

۳۔ کبھی فعل تقدیمی سے فعل خاص کا سبب ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے پولیس سے ڈر کر بھاگ گیا۔ شہر کو جلتا دیکھ کر بھاگ نکلا۔ لڑ کر چلا گیا۔

۴۔ کبھی ذریعہ ظاہر کرتا ہے۔ جیسے: دیکھ کر فریفتہ ہو گیا۔ وہ دوڑ کر پاک

www.taemeernews.com

کر دیا۔

کچھ کہہ کے اس نے پھر مجھے دیوانہ کر دیا
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا!

۵۔ کبھی اعتراف یا فرضی صورت ظاہر کرتا ہے، لیکن یہ عموماً "ہو کر" کی صورت میں آتا ہے جیسے، شرم نہیں آتی، ایسے بڑے سورما ہو کر عورت ذات پر ہاتھ اٹھاتے ہو۔ بڑے بوڑھے ہو کر بچوں کی سی باتیں کرتے ہو،

۶۔ راہ سے، کے معنی میں جیسے، یہ نالی چوک سے ہو کر گئی ہے، لکھنؤ سے ہو کر دہلی جاؤں گا (یہ استعمال بھی عموماً ہو کر، کے ساتھ ہوتا ہے)

۷۔ محاورے میں اعداد کے ساتھ یہ استعمال صرف "کر کے" سے مخصوص ہے ایک ایک کر کے آؤ، چار چار کر کے گزرو (ایسی صورت میں اعداد تکرار کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔

۸۔ بعض اوقات صفت کے معنوں میں آتا ہے، جیسے یہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

کبھی تمیز کا کام دیتا ہے، جیسے وہ مقام اس سے آگے بڑھ کر ہے یعنی اور آگے ہے۔

۹۔ یہاں اس امر کا بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض اوقات حالیہ ناتمام اور حالیہ معطوفہ کے معنوں میں ذرا سا فرق ہوتا ہے جو قابل لحاظ ہے جیسے۔

۱۔ وہ گھر میں سے شراب پیے (یا پیئے) ہوئے نکلا۔
۲۔ وہ گھر میں سے شراب پیتا (یا پیتا ہوا) نکلا۔
۳۔ وہ گھر میں سے شراب پی کر نکلا

۴۔ پہلے جملے کے یہ معنی ہیں کہ جس وقت وہ گھر سے باہر آیا تو وہ حالت نشہ

www.taemeernews.com

میں تھا۔

دوسرے جملے کے یہ معنی ہیں کہ شراب گھر میں پینی شروع کی اور باہر آتے وقت بھی پی رہا تھا۔

تیسرے جملے کے یہ معنی ہیں کہ پہلے اس نے گھر میں شراب پی اور اس کے بعد باہر نکلا۔

۱۰۔ اسی طرح دو جملوں میں بھی باریک فرق ہے۔

۱۔ جا کر بھول (ہو کر آؤ)۔

۱۔ وہ لاہور ہو کر آیا ہے یعنی لاہور گیا اور واپس آیا

۲۔ وہ لاہور سے ہوتا (ہوا) آیا ہے یعنی کسی اور جگہ سے آیا اور لاہور ٹھہر کر آیا ہے۔

۱۱۔ عموماً حالیہ معطوفہ کا تعلق فاعل سے ہوتا ہے اور بطور صفت کے آتا ہے۔ لیکن بعض اوقات تمیز فعل بھی ہوتا ہے، جس کا ذکر مع استعمال کے تمیز کے بیان میں آئے گا۔

۱۲۔ کر اور کے، حالیہ معطوفہ کے لئے جدید فصیح ہندی اور اردو دونوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ قدیم ہندی میں ان کا استعمال نہیں ہوا وہاں صرف مادہ فعل یہ کام دیتا تھا۔ جس کا استعمال اب بھی باقی ہے جیسے، وہ صرف یہ دیکھ کر بھاگ نکلا۔ نظم میں استعمال اب بھی ہے۔

دیکھ عادت کا تسلط میں نے عادت سے کہا۔

ان دونوں میں (یعنی کر اور کے میں) کچھ فرق نہیں ہے۔ اب رہا یہ امر کہ کر کہاں استعمال کرنا چاہئے اور کے کہاں، اس کا انحصار حسن صورت یا حسن سماعت پر ہے۔

www.taemeernews.com



# اسم فاعل

یہ وہ اسم ہے جو فعل سے بنتا ہے۔ اسم فاعل ہے اور اس کے معنی کام کرنے والے کے ہیں۔

عموماً مصدر کے بعد والا یا ہار (ہارا) بڑھانے سے بنتا ہے۔ والا کے ساتھ ہمیشہ مصدر کا الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے، ہار کے ساتھ مصدر کا الف گر جاتا ہے۔ جیسے مرنے والا، ڈرنے والا۔ جانے والا۔ مگر مونث میں اس کا الف یائے معروف سے بدل جاتا ہے جیسے مرنے والی وغیرہ

چلن ہار، ہون ہار۔

پنہارا۔ (مذکر، پنہاری مونث) اسی طرح بنجارا بنجاری۔

بعض اوقات صرف اسم کے ساتھ والا آتا ہے اور فعل مخفف ہوتا ہے جیسے محبت والا، دولت والا یعنی محبت کرنے والا، اور دولت رکھنے والا۔

عموماً یہ ایسے اسم کے ساتھ آتا ہے جو اضافی یا مفعولی حالت میں ہوتا ہے جیسے دلوں کا پھیرنے والا، اپنے پرائے کا غم کھانے والا۔ رحم کرنیوالا وغیرہ۔ کبھی یہ صورت زمانہ مستقبل کے ظاہر کرنے کے لیے بھی آتی ہے۔ جیسے

وہ آئندہ سال ولایت جانے والا ہے میں بھی جانے والا ہوں۔

کبھی زمانہ ماضی کے ساتھ مستقبل کے ذکر کے لئے بھی آتا ہے جیسے میں تمہیں خط لکھنے والا ہی تھا کہ اتنے میں تم آ گئے۔

## زمانہ

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ زمانے تین ہیں گزشتہ جسے ماضی کہتے ہیں، موجودہ جو حال کہلاتا ہے، آئندہ جس کا نام مستقبل ہے ہر فعل کے لئے ضروری ہے کہ ان تینوں میں سے ایک زمانہ میں واقع ہو۔ لیکن بہ لحاظ معانی دلکھو ین فعل

www.taemeernews.com



کی تین حالتیں ہوں گی۔

(۱) کام جو ابھی شروع نہیں ہوا یعنی مستقبل۔

(۲) کام جو شروع تو ہوا لیکن ختم نہیں ہوا۔ یعنی افعال ناتمام

(۳) کام جو ختم ہو چکا۔ یعنی افعال تمام

اس تقسیم کے لحاظ سے ایک قواعد نویس جو منطقی دماغ رکھتا ہے۔ مضارع اور امر کو شق اول یعنی مستقبل کے تحت میں رکھے گا کیونکہ ان دونوں میں فعل زمانہ حال میں شروع نہیں ہوتا، بلکہ زمانہ آئندہ میں شروع ہوتا ہے۔ لیکن جب زبان کی ساخت اور نشو و نما پر نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ فعل کی تین قسمیں ہیں، اول سادہ، دوم وہ جو محض حالیہ سے بنتے ہیں۔ یا حالیہ کے ساتھ کسی قدیم فعل کا کوئی جز لگا ہوتا ہے جو مل کر جز و فعل ہو جاتا ہے، سوم مرکب افعال۔

# مضارع

یہ تقسیم زیادہ صحیح اور نیچرل ہے اور اس لحاظ سے سادہ افعال میں سب سے پہلا نمبر سنسکرت کے قدیم فعل حال کا ہے جس میں ابتک اصل کی جھلک پائی جاتی ہے۔ موجودہ حالت میں وہ صریح طور سے حال کے معنی نہیں دیتا بلکہ اس کے معنوں میں کئی قسم کا ابہام پایا جاتا ہے۔ اور زیادہ تر زمانہ مستقبل شرطیہ کے لئے مخصوص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا نام مضارع دیا ہے اور ان معنوں کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہے۔ قدیم ہندی میں نہ صرف شرط و استقبال بلکہ حال کے معنی دیتا ہے جو ہندی ضرب الامثال اور بے تکلف بول چال کے فقروں سے صاف ظاہر ہے۔ یہ حال ہی سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے ہم نے سادہ افعال میں اسے سب سے پہلے

www.taemeernews.com



دکھایا ہے۔ اب ہم اس کے مختلف استعمالوں کا ذکر کریں گے۔

مضارع کا استعمال دو قسم کا ہے ایک تو شرطیہ اور احتمالیہ جو اکثر مستقبل کے معنی دیتا ہے اور دوسرا خبریہ۔

۱۔ معروف امثال اور روزمرہ کے فقروں میں عموماً حال کے معنی دیتا ہے۔ جیسے، کرے کوئی اور بھرے کوئی، کرے مونچھوں والا پکڑا جائے داڑھی والا، کچھ ہم سمجھے کچھ تم سمجھے خدا جانے کیا ہوا کیا جانے کیا ہوا۔

یہ استعمال مضارع کا اصل استعمال ہے۔

۲۔ امکان، جیسے، کوئی پوچھے کہ آپ کو اس سے کیا غرض۔

۳۔ اجازت۔ جیسے، آپ فرمائیں تو آؤں، اجازت ہو تو عرض کروں کیا وہ جائے۔

۴۔ اگر شرط اور جزا دونوں کے جملوں میں شک، امکان یا ابہام پایا جائے تو مضارع دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مینھ برسے تو کھیتی ہری ہو وہ آئے تو میں جاؤں، اگر وہ فرمائیں تو ڈھونڈھ نکالوں

ہم پکاریں اور کھلے، یوں کون جائے۔ یار کا دروازہ پائیں گر کھلا

بعض اوقات جب احتمال یا امکان صرف جملہ شرط میں ہوتا ہے۔ تو مضارع، شرط کے ساتھ آتا ہے، اور جزا میں فعل مستقبل یا حال ہوتا ہے اگر وہ نہ آئے تو میں چلا جاتا ہوں (یا چلا جاؤں گا) اگر مل جائے تو بہر بڑی بات ہے۔ اگر وہ یہ قبول کرے تو میرا بہزار دوں کا فائدہ ہو جائے گا۔

۵۔ جب جملہ تابع کاف بیانیہ بشرطیکہ، شاید وغیرہ کے ساتھ شروع ہوتا اور مقصد یا غرض وغایت، نتیجہ، ارادہ، خواہش، ضرورت، اندیشہ، حکم وغیرہ ظاہر کرتا ہے یا کبھی چاہئے اور لازم ہے وغیرہ کے ساتھ آکر ان معنوں

www.taemeernews.com



کا اظہار کرے تو اس میں اکثر مضارع استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ وہ آئے تو بہتر ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پاس آؤں۔ مناسب یہ ہے کہ وہاں نہ جائے۔ بادشاہ کو چاہیئے کہ رعایا سے ایسا برتاؤ نہ کرے مجھے ڈر ہے کہ کہیں گر نہ پڑے۔ میں اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ اس میں جھوٹ نہ ہو، شاید اس کا کہا سچ نکلے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ہم سب ساتھ چلیں۔ میں نے یہ اس غرض سے کہا کہ اس کا شبہ جاتا رہے۔

" دعا یا تمنا کے لئے جیسے خدا تجھے برکت دے، عمر دراز ہو، عمر و اقبال بڑھے۔ خدا کرے کہ وہ کامیاب ہو جائے جو ایسا کرے وہ ہمیں پیٹے یا ہمارا حلوا کھائے۔

۷۔ شبہ اور اضطراب کے لئے جیسے کیا کروں کیا نہ کروں کہوں بھی یا نہ کہوں

ہائے میں کیا کروں کہاں جاؤں

یہ خط لکھ دوں

۸۔ کبھی مستقبل کا ایسا زمانہ ظاہر کرتا ہے جو غیر محدود ہوتا ہے جیسے
جب بلائیں، تب آنا۔ جب کہیں تو لانا

۹۔ تعجب اور افسوس کے لئے۔

جیسے

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

افسوس وہ اتنی دور آئے اور ناکام واپس چلا جائے۔ وہ امداد لیا کرے میں اور شراب پیوں۔

www.taemeernews.com



یوں پھر یں اہل کمال آشفتہ حال افسوس ہے
اے کمال افسوس ہے تجھ پر کمال افسوس ہے

۱۰۔ تشبیہ و مقابلہ کے لئے، جب کہ وہ تشبیہ حقیقی نہ ہو بلکہ احتمالی یا فرضی ہو جیسے اس نے اپنے حریف کو اس طرح ۔ پھینکا دیا جیسے کوئی تنکا توڑ موڑ کر پھینک دیتا ہے وہ اس طرح دہشت زدہ کھڑا تھا جیسے کوئی بھرے مجمع میں برہنہ کو کھڑا کردے۔

(۱۱) اظہار توقع کے لئے جیسے، اگر آپ آئیں تو عین عنایت ہوگی، آپ کل تک آجائیں تو میں بھی ہمراہ ہو لوں، وہ آئے تو میں بھی ساتھ چلوں۔

(۱۲) کیسا، کتنا وغیرہ الفاظ (تمیز) کے ساتھ جب تک کہ یہ الفاظ تاکیدی معنوں میں ہوں، ایسی صورت میں جملہ اکثر منفی ہوتا ہے، جیسے، کوئی کتنا ہی شور مچائے، اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔ کوئی کیسی عقلمندی کرے، وہ خاطر ہی میں نہیں آتا آپ ہزار کہیں وہ سنتا ہی نہیں۔

(۱۳) ایک صورت اپنی حالت کے اعتراف کی ہے۔ جیسے نہ میں شعر کہوں نہ شاعر کہلاؤں۔ نہ مجھے نوکری کی خواہش ہو نہ خوشامدی کہلاؤں، نہ وہ آئیں اور نہ میں ان سے اظہار مطلب کر سکوں

(۱۴) مضارع کا ایک اور استعمال ہے، جس میں ایک قسم کا مشورہ اپنے دل سے ہوتا ہے۔

رہیئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو

(۱۵) چاہئے بھی مضارع ہے جس کے معنی مناسب ہے یا لازم ہے کہ یہ اس میں کہیں اخلاقی فرض کے ادا کرنے کی تاکید ہوتی ہے، جیسے ہیل مر

www.taemeernews.com



اس سے ملنا چاہئے، ان سے ادب کے ساتھ پیش آنا چاہئے وغیرہ

## امر

مضارع کے بعد دوسرا فعل جو دراصل مادۂ فعل ہے وہ امر ہے، اور یوں بھی مضارع سے بہت مشابہ ہے۔ کیونکہ سوائے حاضر کے صیغوں کے باقی تمام صیغے وہی ہیں جو مضارع کے ہیں۔

۱۔ حکم اور ممانعت کے لئے عام طور پر استعمال ہوتا ہے

۲۔ امتناعی صورت میں امر کے ساتھ نہ اور مت آتا ہے۔ نہ میں نفی اور کبھی امتناعی بھی پایا جاتا ہے لیکن مت سے ہمیشہ نہیں یا امتناع تاکیدی ظاہر ہوتا ہے یہ لفظ خاص اسی لئے مخصوص ہے اور اس میں نہ سے زیادہ زور ہوتا ہے "نہیں" یوں تو امر کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا لیکن کبھی کبھی آخر میں استعمال ہوتا ہے جیسے ڈرو نہیں۔ گھبراؤ نہیں۔

۳۔ غائب اور متکلم کے صیغے صرف مشورے اور اجازت کے لئے آتے ہیں جیسے ہم جائیں اور وہ جائے، اور یہ حالت مضارع کی ہے جیسے ذرا میں بھی تو سنوں، کوئی میرے پاس نہ آئے، وہ اپنی بات پھنسائے نہ بیٹھے۔

۴۔ ادب اور تعظیم کے لحاظ سے امر کی کئی صورتیں ہیں۔

علاوہ معمولی صورت کے ایک یہ ہے کہ جائیو۔ آئیو۔ مگر یہ صورت معمولی درجے کے لوگوں یا خدمت گاروں وغیرہ سے گفتگو کرنے میں استعمال کی جاتی ہے البتہ بلکہ جیو، رہیو، وغیرہ دعا کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

دوسری صورت ہے آئیے، جائیے، لائیے، یہ ادب اور تعظیم کے لئے بڑے لوگوں سے گفتگو کرتے وقت استعمال ہوتی ہے۔

www.taemeernews.com



لہٰذا یہی صورت بعض اوقات خصوصاً نظم میں مضارع کے لئے استعمال ہوتی ہے اسے امر نہ سمجھا جائے۔ رہیئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو۔

حاضر کے ساتھ غائب کا صیغہ استعمال کرنے سے بھی تعظیم کا پہلو نکلتا ہے جیسے، آپ جائیں۔ آپ فرمائیں۔

۵۔ حالیہ ناتمام کے بعد (رہ) کے آنے سے امر دوامی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی اس فعل کے ہمیشہ جاری رہنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے جیتا رہ، کھاتا رہ، پھولتا پھلتا رہ

۶۔ امر کے بعد کبھی نہ، آتا ہے۔ جس میں نفی کے معنی نہیں ہوتے بلکہ بخلاف اس کے اثبات میں اور تاکید ہوتی ہے، آؤ نہ ہم بھی چلیں، بیٹھو نہ،

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی!

کبھی، تو بھی انہیں تاکیدی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے سنو تو، بیٹھو تو وغیرہ۔

# مستقبل

۱۔ مستقبل مطلق میں زمانۂ آئندہ کا علم حقیقی ہوتا ہے یا ایسا سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ مضارع میں احتمالی یا شرطی ہوتا ہے اور امر میں امکانی

۲۔ تمہیں پھر ایسا آدمی نہیں ملے گا، جہاں جاؤ گے میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ یہ مثالیں ایسی ہیں جن میں حقیقی اور یقینی طور پر ایک امر کا بیان کیا گیا ہے مگر بعض اوقات صرف ایسا سمجھ لیا جاتا ہے گو حقیقت میں ایسا نہ ہو مثلاً اگر میں نے وعدہ پورا نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے! وہ نہ آیا تو بڑی مشکل

www.taemeernews.com



پڑے گی، تم امتحان میں کامیاب نہ ہوئے تو ڈگری مشکل سے ملے گی، مستقبل کے متعلق باقی حال صرف میں بیان ہو چکا ہے۔

# فعل حال

(۱) حال مطلق اصل میں تو یہ فعل حالات موجودہ کو ظاہر کرتا ہے یا کسی ایسے کام کو جو اس وقت ہو رہا ہے۔ لیکن ضمناً زمانہ حال کے متعلق دوسرے معانی بھی پیدا ہوتے ہیں مثلاً۔

(۱) عادت یا تکرار فعل جیسے، جب وہ آتا ہے یہی شکایت کرتا ہے، شام کے کھانے کے بعد وہ روزانہ باغ کی سیر کو جاتا ہے، یہ دونوں بھائی ہر جگہ ساتھ آتے اور ساتھ جاتے ہیں۔

(۲) عام امور، صداقت جو کبھی باطل نہ ہوں گے یا جن کی نسبت ایسا خیال کیا جاتا ہے۔ جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں جو خلق اللہ کی خدمت کرتا ہے خدا کے نزدیک بڑا وہی ہوتا ہے۔ ہزار جتن کرو قسمت کا لکھا پورا ہوتا ہے۔

(۳) مستقبل قریب میں بلکہ اقرب کے لئے۔ جیسے۔ میں ابھی جاتا ہوں، ابھی حاضر ہوتا ہوں۔ حال ناتمام بھی بعض اوقات ان معنوں میں آتا ہے جیسے میں شہر جا رہا ہوں۔

(۴) زمانہ گزشتہ کے لئے جسے حال حکائی کہتے ہیں۔ جیسے ابابر ہندوستان پر حملہ کرتا اور افغانوں اور راجپوتوں کو شکست دیتا ہے مولانا روم فرماتے ہیں، میں جو اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بے چاری معصوم لڑکی زمین پر پڑی تڑپ رہی ہے۔

www.taemeernews.com



۵ بعض اوقات ایسے فعل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو زمانہ گذشتہ میں شروع ہوا اور حال میں بھی جاری ہے، جیسے، میں چند روز سے دیکھتا ہوں یا دیکھ رہا ہوں، کہ یہ لوگ اپنا فرض پورے طور پر ادا نہیں کرتے

(ب) حال تمام ایسے فعل کے لئے آتا ہے جو بلحاظ زمانہ حال پورا ہو چکا ہے لیکن بعض اوقات اس کے سوا اور بھی معنی دیتا ہے مثلاً۔

(۱) کبھی ایسی جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں فعل تمام نہیں ہوتا، لیکن محاورے میں حال تمام ہی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ جیسے تم کیسے بے فکر بیٹھے ہو۔

(۲) بعض اوقات ایسے موقع پر جہاں از روئے قیاس ماضی ہونی چاہئے تھی مثلاً یہ لوگ کسی زمانے میں بڑے نامور گذرے ہیں پچھلے زمانے میں وہ بھی اپنا نام کر گیا ہے۔

(۳) بجائے ماضی مطلق، جیسے مجھے کل ہی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا ہے

(۴) گذشتہ زمانہ بعید کو ظاہر کرنے کو جیسے حدیث میں آیا ہے، خدا نے فرمایا ہے۔ قرآن میں لکھا ہے۔

# ماضی

(۱) ماضی مطلق، ایسے فعل کو ظاہر کرتی ہے جو زمانہ گذشتہ میں بلا تعین وقت ہوا مگر علاوہ اس کے محاورے میں بعض دوسرے مقامات پر بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً

(۱) بعض اوقات حال کی بجائے، جیسے، آپ یہاں بہت دنوں رہے (یعنی بہت دنوں سے ہیں)

یا حال تمام کے بجائے، جیسے، آپ بہت دنوں تک بچے رہے (یعنی

www.taemeernews.com



بہت دنوں سے بچے ہوئے ہیں، اب یہاں تنکا نہیں بچا، نہیں رہا ہے۔

(۲) بجائے حال مطلق، جیسے اس شعر میں جو آپ سے نہ ملا اس کا آنا یہاں بے کار ہوا، یعنی جو آپ سے نہیں ملتا اس کا آنا یہاں بے کار ہے

(۳) بجائے مستقبل، وہ آیا اور میں چلا، جس وقت وہ آئے گا، میں چل دوں گا۔ یعنی اس کے آتے ہی چلا جاؤں گا، یا بول چال میں نوکر کو آواز دیتے ہیں۔

" یہاں آؤ، وہ جواب دیتا ہے، آیا، یا اس سے کہتے ہیں، پانی پلاؤ " وہ کہتا ہے " لایا۔ ان میں مستقبل کے معنی ہیں۔

(۴) ماضی ناتمام، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی خاص زمانہ گزشتہ میں کام جاری تھا، اس کا اظہار مختلف صورتوں سے ہوتا ہے۔

(ا) وہ کالج میں پڑھتا تھا۔

(ب) وہ کالج میں پڑھتا رہا تھا۔

(ج) وہ ایک مدت تک کالج میں پڑھتا رہا، وہ مدت تک کالج میں پڑھا کیا۔

صورت اول فعل جاریہ بلا تعین زمانہ وقت ہے۔

صورت اول فعل جاریہ بلا تعین زمانہ وقت ہے۔

صورت دوم اس وقت استعمال ہوتی ہے، جب ہم کسی وقت خاص یا مدت کا ذکر کرتے ہیں مثلاً جب میں وہاں گیا تو وہ کالج میں پڑھ رہا تھا صورت سوم ایسی حالت میں استعمال ہوتی ہے جب کہ زیادہ مدت کا اظہار کرنا مقصود ہو یا جب اس کے ساتھ دوسرے فقرے میں اس سے کوئی نتیجہ نکالا جائے۔ مثلاً وہ ایک مدت تک کالج میں پڑھتا رہا، مگر کچھ حاصل نہ کیا۔

www.taemeernews.com



صورت چہارم، صورت سوم کے مثل ہے یا بعض اوقات ایسے موقع پر استعمال ہوتی ہے کہ دو ایسے فعل متواتر جاری ہوں جن کا باہم تعلق ہے، میں کہا کیا اور وہ سنا کیا۔

صورت سوم بھی اسی طرح استعمال ہوتی ہے۔

ماضی ناتمام سے بعض اوقات خاص زمانے میں فعل کا بہ تکرار وقوع ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً جہاں کہیں وہ پہونچے تھے لوگ ان کا گرم جوشی سے استقبال کرتے تھے۔

بعض اوقات فعل امدادی حذف بھی ہو جاتا ہے، جیسے جہاں کہیں وہ جاتے ہیں لوگ ان کا گرمجوشی سے استقبال کرتے۔

(۳) ماضی تمام، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کام کو ختم ہوئے ایک مدت گزر گزر چکی۔ جیسے میں اس سے ملنے گیا تھا۔

کبھی ماضی تمام ایک فعل گزشتہ کے فعل ماقبل کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ جیسے وہ اس وقت آیا جب کہ میں کھانا کھا چکا تھا۔

## افعال احتمالی و شرطیہ

حال احتمالی۔ اس سے پہلے حصہ صرف حال احتمالی کی دو صورتیں بتائی گئی ہیں۔ یعنی آتا ہوگا، یا آرہا ہوگا، ان دونوں کے مفہوم میں جو فرق ہے وہ بھی بیان ہو چکا ہے۔

لیکن ان دونوں سے فعل کے متعلق گمان غالب کا ہونا پایا جاتا ہے۔ یعنی گمان غالب ہے یا اغلب ہے کہ وہ آتا ہو۔ لیکن ایک صورت ان کے علاوہ حال احتمالی کی اور ہے جس میں گا۔ آخر میں نہیں لگاتا، یعنی وہ آتا ہو۔ یہ صرف امکانی احتمالی صورت ہوتی ہے اور مخاطب کا خیال مطلق نہیں ہوتا مثلاً شاید وہ ایسا سمجھتا ہو، ممکن ہے کہ وہ صبح کو گھر سے نہ نکلتا ہو، وہاں سے چلو جہاں وہ رہتے تھے، اسی

www.taemeernews.com



طرح دوسری حالت بھی بغیر "گا" کے استعمال ہوتی ہے جیسے، شاید وہ آرہا ہے۔ اس کھیت میں شاید اسی کے مویشی چر رہے ہوں۔

حال احتمالی کی یہ آخری صورت ایسے موقع پر تشبیہ کے لئے استعمال ہوتی ہیں کہ جہاں واقعی اور حقیقی حالت نہ ہو بلکہ فرضی ہو جیسے وہ اس طرح سے چلا آرہا ہے، جیسے کوئی تجار آتا ہو، درختوں پر سے آم ایسے پٹ پٹ گر رہے ہیں، جیسے اولے برس رہے ہوں،

بعض اوقات حال ماضی کے معنی بھی دیتا ہے۔ مثلاً کسی سے پوچھیں کہ تم نے اسے کبھی ایسا کرتے دیکھا تو جواب دے کہ کرتا ہوگا، مگر اس کے احتمالی کے ساتھ ہمیشہ زمانہ گزشتہ کی عادت کا اظہار ہوتا ہے۔

حال شرطیہ، حال شرطیہ درحقیقت مضارع ہے لیکن مضارع میں اور حال میں فرق ہوتا ہے، یہ فرق پہلے بیان بھی ہو چکا ہے یعنی مضارع سے امکانی حالت معلوم ہوتی ہے اور حال سے واقعی جیسے۔

(۱) مینھ برسے تو کھیت پنپے — مضارع
مینھ برستا ہے تو کھیت پنپتا ہے — (حال)

(۲) اگر وہ آئے تو آنے دو۔ — (مضارع)
اگر وہ آتا ہے تو آنے دو۔ — (حال)

دوسری مثال میں بھی مضارع سے وہی امکانی حالت معلوم ہوتی ہے مگر حال سے فاعل کی آمادگی ظاہر ہوتی ہے۔

## ماضی احتمالی

(۱) اس میں احتمال پایا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی فعل کی تکمیل کے متعلق گمان غالب ہوتا ہے جیسے، آپ نے خبر سنی ہوگی، اب تو اسے ملے

www.taemeernews.com



کی نا کھا لیا ہو گا۔

(۱) بعض اوقات اس سے تشویش بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً اتنی رات گئے جو سوار آیا ہے تو نہ معلوم کیا خبر لایا ہو گا۔

(۳) بعض اوقات علامت آخر "گا" حذف ہو جاتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی معنوں میں بھی فرق ہو جاتا ہے۔ عموماً ذیل کے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱) شرطیہ جملوں میں شرط میں واقعیت نہیں ہوتی بلکہ فرضی صورت ہوتی ہے۔ جیسے اس نے اگر کوئی حرکت کی ہو۔

(ب) امکان، جیسے ان لڑکوں میں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے امتحان دیا ہو اور کامیاب نہ ہوا ہو۔

(ج) شک، جیسے، شاید اس نے یوں ہی کہہ دیا ہو ممکن ہے اس نے دل لگی کی ہو۔

(د) تشبیہ، کے لئے جیسے، وہ اس سے ایسا جلتا ہے جیسے اس نے اس کا باپ مارا ہو۔

(ہ) آزادی۔ جو کچھ بھی اس نے کہا ہو اور جو کچھ بھی اس نے کیا ہو سب معاف ہے۔

## ماضی شرطیہ

(۱) اس سے شرط کے ساتھ ایک ایسے فعل کا اظہار ہوتا ہے جو وقوع میں نہیں آیا۔ جیسے اگر تم اس سے اس وقت ذکر کر دیتے تو یہ نوبت نہ آتی، علاوہ اس کے اس سے اور بھی چند معنی پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) اکثر اس سے زمانہ گزشتہ میں فعل کا بالمرۃ واقع ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے جیسے، جہاں کہیں وہ بیٹھتا مجلس کو گلزار بنا دیتا، جب کبھی وہ ملنے آتا

www.taemeernews.com



اپنا دکھڑا رو دیتا۔

(۳) اس ماضی میں عموماً دو جملے ہوتے ہیں، ایک شرط دوسرا جزا۔ جزا یہ بتاتی ہے کہ اگر شرط پوری ہو جاتی تو کیا ہوتا جیسے، اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو میں یہاں کبھی نہ آتا، اگر وقت پر نہ پہنچ جاتے، ایک بھی نہ بچتا، اگر میں یہاں ہوتا اس کی مجال تھی کہ وہ ایسا کرتا۔

کبھی مفرد جملوں میں بغیر شرط کے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے: میں اسے کیوں نہ پیار کرتا، وہ اس سے کیوں نہ ملتا۔

(۴) بعض اوقات آرزو کے اظہار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے کاش وہ آج میرے ساتھ ہوتا۔

ایسے جملوں میں جملۂ آرزو کو جو محذوف ہوتا ہے شرط کی جزا سمجھنا چاہئے یعنی تو کیا اچھا ہوتا۔

۵۔ اس فعل سے عموماً تمنا بھی ظاہر ہوتی ہے اور اسی لئے بعض قواعد نویسوں نے اس کو ماضی تمنائی بھی لکھا ہے، جیسے میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں ورنہ تمہاری کچھ خدمت کرتا، وہ آ جاتا میں بھی اس سے مل لیتا۔

(۶) ایک صورت اور اس ماضی کی ہے، جیسے، اگر میں وہاں نہ گیا ہوتا تو اچھا ہوتا، جانا، کی بجائے " گیا ہوتا، استعمال ہوا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں فعل ختم ہو چکا ہے، باقی شرطیہ صورت وہی ہے لیکن اب ایسے واقعے کا اظہار ہے جس کا ہونا گزشتہ زمانے میں ممکن تھا لیکن وقوع میں نہ آیا۔ اور یہ حالت ماضی شرطیہ کی دوسری صورتوں میں بھی پائی جاتی، لیکن جب تک فعل، فرضی، کی اہمیت کا زیادہ خیال ہو تو آخری صورت استعمال کی جاتی ہے۔

www.taemeernews.com



# افعال مجہول

طورِ مجہول اس وقت استعمال کیا جاتا ہے، جب کہ فاعل نا معلوم ہو یا خاص طور پر اس کا ذکر نہ کیا جائے۔

اگرچہ یہ اکثر فعل متعدی سے مخصوص ہے مگر بعض اوقات یہ صورت فعل لازم کے ساتھ بھی آتی ہے۔ مثلاً اس سے جا کر آیا نہ گیا۔ مجھ سے چلا نہیں جاتا طورِ متعدی کے ساتھ یہ صورت عام طور پر مستعمل ہے۔

خط میرا پھینک دیا یہ کہہ کر
ہم سے دفتر نہیں دیکھا جاتا

ان مثالوں میں جانا معنی سکتا ہیں، اگرچہ اوپر کے جملوں میں فعل کی صورت طورِ مجہول کی سی ہے مگر وہ درحقیقت طور۔ لازم میں ہیں یہ استعمال ہمیشہ نفی کی حالت میں ہوتا ہے۔"

یہاں، جانا، بطورِ معروف میں فعل امدادی کے آیا ہے، اس میں اور طورِ مجہول میں فرق کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو قواعد ہم پہلے کر چکے ہیں اس موقع پر یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ افعال مجہول کی نفی نہیں اور نہ دونوں کے ساتھ آتی ہے اور نفی افعال کے متعلق جو قواعد ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہی اس پر حاوی ہوتے ہیں۔ لیکن حرف نفی فعل کی ابتدا ر یا اصل فعل اور اسم امری فعل جانا، کے درمیان دونوں طرح آتا ہے جیسے وہ آج نہیں نکالا جائے گا، وہ آج نکالا نہیں جائیگا، وہ نہیں پکڑا گیا، وہ پکڑا نہیں گیا۔

## تعدیہ افعال

تعدیہ افعال کی مفصل بحث حصہ صرف میں آچکی ہے۔ یہاں کسی

www.taemeernews.com



امر کے خاص طور پر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے،

# افعال مرکب

افعال امدادی میں چند امور خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

۱۔ افعال مرکب تاکیدی میں جب امدادی فعل لازم ہو خواہ اصل فعل متعدی کیوں نہ ہو، مرکب فعل کی صورت زمانہ تمام میں لازم کی سی ہوگی، اور فاعل کے ساتھ "نے" استعمال نہ ہوگا، جیسے۔ اس نے مٹھائی کھائی لیکن وہ مٹھائی کھا گیا یا کھا چکا، پہچان گیا اور چکا، افعال امدادی لازم ہیں اس لئے باوجود اس کے کہ اصل متعدی ہے مگر فاعل کے ساتھ "نے" استعمال نہیں ہوا۔

لیکن جہاں فعل امدادی متعدی ہے وہاں "نے" برابر استعمال ہوتا ہے، جیسے، اس نے پرندے کو مار ڈالا۔

لیکن، لینا، دینا کی حالت مستثنیٰ ہے، یعنی جب یہ فعل متعدی کے ساتھ آتے ہیں تو "نے" استعمال ہوتا ہے اور جب لازم کے ساتھ آتے ہیں تو "نے" نہیں آتا اور صورت لازم کی ہوتی ہے جیسے وہ میرے ساتھ ہو لیا، وہ چل دیا۔ میں نے کھانا کھا لیا، اس نے بات سن لی، وہ نہیں کھا دیا، اس مرکب فعل میں اگرچہ دونوں جز متعدی ہیں مگر مرکب حالت میں لازم ہیں، اسی طرح آواز سنائی دی۔

۲۔ سکنا، الگ استعمال نہیں ہوتا، ہمیشہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ آتا ہے، چکنا البتہ الگ استعمال ہوتا ہے جیسے میرا جھگڑا چک گیا، اس کا متعدی چکانا ہے جیسے جھگڑا یا قرض چکا دیا۔

سہی چاہئے۔ اکثر افعال کے ساتھ فرض و واجبیت کے اظہار کیلئے استعمال

www.taemeernews.com



ہوتا ہے، جیسے اسے وہاں جانا چاہئے تھا، انہیں یہ کتاب پڑھنی چاہئے۔ بعض اوقات بجائے مصدر کے حالیہ تمام کے (جو ماضی مطلق کی صورت میں ہوتا ہے) سے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔

میر ہنسیں ہیں رحم کا بلی اللہ دے
نام خدا ہو جواں کچھ تو کیا چاہئے

یہ استعمال قدیم ہے، جو اب کم ہوتا جاتا ہے، اور اس کی جگہ مصدر نے لے لی ہے۔

۵۔ بعض امدادی افعال آخر میں آنے کے بجائے اصل فعل کی ابتدا میں آتے ہیں جیسے: دے مارا، دے ٹپکا، یہاں تانیث و تذکیر کا اثر اصل فعل پر ہوگا، میں نے کتاب دے ٹپکی۔ اس نے گھڑا دے ٹپکا، اسی طرح آ، اور جا بھی ابتدا میں آتے ہیں جیسے آپہنچا، جا لیا، آ لیا، نیز لے، کا استعمال بھی اسی طرح ہوتا ہے، جیسے، لے بھاگا، لے اڑا

۶۔ مرکب افعال کا باقی ذکر صرف میں مفصل ہو چکا ہے، البتہ ان مرکب افعال کے متعلق جو اسماء صفات وغیرہ کی ترکیب سے بنتے ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ان اسماء و صفات کے اثر فعل کی تذکیر و تانیث پر کچھ نہیں پڑتا مثلاً: وہ میرے کام کو برا کہتی ہے، وہ میرے کام کو برا کہتا ہے، وہ اس حرکت سے باز رہا، وہ اس حرکت سے باز رہی، اس نے فوج کا شمار کیا، اس نے تسبیح کے دانے شمار کئے، اس نے کرسیاں شمار کیں۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ قاعدہ صرف انہیں اسماء کے ساتھ برتا جائے گا۔ جو جزو فعل ہو کر مفرد فعل کا کام دیتے ہیں، جیسے شمار کرنا، یاد کرنا، شروع کرنا وغیرہ مگر جہاں ایسے اسم مفعول واقع

www.taemeernews.com



ہوتے ہیں تو فعل جنس و تعداد میں ان کے مطابق ہوتا ہے، مثلاً دلاسا دیا، تسلی دی، اطلاع دی وغیرہ میں اسم کا اثر برابر فعل پڑتا ہے، البتہ صفات کا اثر ہرگز فعل پر نہیں پڑتا کیوں کہ وہ تمیز کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔

ہندی مرکب افعال کا بھی یہی حال ہے، مثلاً نام دھرنا میں نام کا اثر فعل پر نہیں پڑے گا، وہ میرے کام پہ نام دھرتا ہے، وہ میرے کام پر نام دھرتی ہے اس نے فضول میری راہ دیکھی، اس نے فضول میرا راستہ دیکھا، یہاں اسم کا اثر فعل پر ہوا، کیونکہ یہاں اسم مفعول واقع ہوا ہے مگر نام دھرنا ادھار دینا یا لینا، ہاتھ آنا، ہاتھ لگنا، وغیرہ میں اسم جز فعل ہے اور اس کا کوئی اثر فعل پر نہیں پڑتا۔

مرکب افعال میں انہیں اسماء کا اثر فعل پر نہیں پڑتا جو اول تو جزو فعل ہو گئے ہیں، دوسرے جب کہ یہ اسم خود مفعول واقع نہ ہوئے ہوں،

۔ افعال مرکب کے متعلق ایک امر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اکثر اوقات بغرض تعظیم و ادب استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً اس نے کہا۔ اس سے زیادہ تعظیم مقصود ہوتی تو کہیں گے، انہوں نے فرمایا، اور اس سے بڑھ کر ارشاد فرمایا وہ آئے اور تشریف لائے۔

بعض اوقات متانت و ثقاہت کے لئے مرکب فعل استعمال ہوتے ہیں، مثلاً پوچھنے کی جگہ دریافت کیا یا استفسار کیا، مانگنے کی جگہ طلب کیا، اسی طرح تناول فرمانا، نوش فرمانا، ایسی صورتوں میں عربی اور فارسی الفاظ ہندی کے سادہ مصادر کے ساتھ آتے ہیں۔

---

www.taemeernews.com



# تمیز

صرف میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ بعض الفاظ تمیز حروف ربط سے مل کر مرکب صورت میں آتے ہیں، مثلاً کب سے، جب سے، اب تک، جب تک کہاں تک، جہاں تک، وغیرہ اسی طرح تاکیدی صورتوں کے ساتھ بھی یہ استعمال ہوتا ہے، جیسے یہیں سے، کہیں سے وغیرہ لیکن بعض اوقات تمیز زمانی و مکانی حروف اضافت کے ساتھ مل کر صفت کا کام دیتی ہے جیسے اب کے سال کس کا روزہ کہاں کی نماز، وہ کہاں کا باشندہ ہے، وہ ایسا کہاں کا امیر ہے۔

۱. کہاں علاوہ استفہام کے جب ایک جملے میں بہ تکرار الگ الگ فقروں کے ساتھ آتا ہے تو اس سے تعجب یا فرق عظیم ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے، جیسے کہاں وہ، کہاں میں، کہاں ذرہ، کہاں آفتاب، کہاں راجا بھوج کہاں گنگا تیلی

کہاں کہاں جب ایک ہی ساتھ آتے ہیں تو اس کے معنے جگہ جگہ کس کس جگہ کے ہوتے ہیں جیسے۔

اذان دی، کعبے میں، ناقوس دیر میں پھونکا۔
کہاں کہاں تیرا عاشق تجھے پکار آیا؛
کہاں کہاں گیا اور کیا کیا دیکھا ایک طویل داستان ہے۔
(سنسکرت میں اسی طرح کوا کا استعمال ہے۔

www.taemeernews.com



جہاں تہاں، ہر جگہ، جگہ جگہ، ہر کہیں کے معنوں میں جیسے جہاں تہاں یہی رونا ہے۔

۲۔ کہیں کے معنی کسی جگہ کے ہیں لیکن بعض اوقات محاورے میں اظہار شک یا اندیشے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے کہیں وہی نہ ہلوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس نے راز ظاہر نہ کردیا ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ چلا جائے کہیں وہ آگیا تو غضب ہو جائے گا۔

کبھی یہ صفات کے ساتھ آتا ہے، اور صفاتی معنوں کے بڑھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے وہ اس سے کہیں بڑا ہے یہ درخت اس سے کہیں اونچا ہے۔

کہیں کہیں، کسی کسی جگہ کے معنوں میں آتا ہے بعض اوقات اس میں حرف نفی میں بھی داخل ہوتا ہے، لیکن اس سے نفی مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس سے اثبات میں زیادہ زور پیدا ہو جاتا ہے جیسے کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گا۔ ان دونوں کے معنوں میں تھوڑا سا فرق ہے کہیں کہیں معنی ہیں کسی جگہ یعنی بہت کم، مثلاً کوئی کہے " اس ملک میں اکثر پھرا نیم کا درخت کہیں کہیں نظر آتا ہے " یا کوئی کہے اس ملک کے اکثر مقامات میں پھرا مگر نیم کا درخت کہیں نظر نہ آیا۔ صورت معنی میں زیادہ زور دیتا ہے جیسے وہ جائے گا کہیں نہ کہیں۔

۳۔ جہاں جہاں جس جس جگہ معنوں میں آتا ہے، جیسے جہاں جہاں گیا یہی افتاد پڑی۔

۴۔ ادھر ادھر ایک ساتھ مل کر بھی آتے ہیں اور بالمقابل الگ الگ فقروں میں بھی استعمال ہوتے ہیں:

www.taemeernews.com



جیسے، کیوں ادھر ادھر پھر رہے ہو ادھر یہ چلا رہا ہے، ادھر وہ لکھڑا اور رہا ہے۔

۵۔ یوں۔ جیسے، یوں کہو۔ یوں تو یہ بھی برا نہیں۔

کہتے تھے کہ یوں کہتے جو وہ آتا
سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

یہاں اس طرح، کے معنی ہیں، لیکن کبھی ،اس خیال یا اس لحاظ کی جگہ آتا ہے (مگر تو کے ساتھ) جیسے

یوں تو مجنوں کے بھی چچا ہیں ہم (میر)

یوں تو ہر شخص اپنی رائے کا مختار ہے،

کبھی یہ کے معنوں میں جیسے۔

یوں کیوں نہیں کہتے کہ مجھے جانا ہی منظور نہیں۔

۶۔ پرے سمت کے ساتھ فاصلے کو بھی بتاتا ہے جیسے، وہ کھیت اس سے پرے ہے، پرے جانا یا پرے ہٹنے کے معنی دور ہو کے ہیں۔

اہل لکھنؤ اس لفظ کو استعمال نہیں کرتے لیکن مشکل یہ ہے کہ ان معنوں میں کوئی دوسرا لفظ بھی نہیں ان کی طرف سے ادھر کا لفظ پیش کیا جاتا ہے، لیکن اہل ذوق جانتے ہیں کہ ادھر اور پرے میں بہت فرق ہے دور سے قریب کے لئے انہیں معنوں میں مستعمل ہے،

۷۔ ویسے تقریب قریب یوں کے معنوں میں آتا ہے جیسے، ویسے تو یہ بھی اچھا ہے یعنی معمول حالت میں کیسا کیسی، کیسے، کبھی تعجب کے اظہار کے لئے کس قدر کے معنوں میں آتے ہیں جیسے بادل آسمان پر کیسے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں، کیسی تلملاتی ہوئی پھر رہی ہے اور کبھی کیوں کر

www.taemeernews.com



کے معنوں میں بھی آتا ہے جیسے پہاڑ سی رات کیسے کٹے گی یہاں کیسے آنا ہوا، اتنا یں کے ساتھ مل کر تمیز زماں کا کام دیتا ہے، جیسے، اتنے میں وہ آ گیا بعض اوقات قیمت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے یہ چیز اتنے میں آئے گی۔

۸۔ ہی تاکید اور حصر کے لئے آتا ہے، جیسے، یہ تو ہے ہی مگر تلاش اس سے اچھی کی ہے، وہ جانتا ہی نہ تھا، بڑی مشکل سے بھیجا ہے۔ میں تو آ ہی چکا تھا، بلانے کی ضرورت نہ تھی، وہ جانتا ہی نہیں، وہ اس کے دم میں آ ہی گیا۔

۹۔ سہی (اس کی اصل صحیح بتائی جاتی ہے قدیم اردو میں اس لفظ کو صحیح ہی لکھتے ہیں) جیسے، سن تو سہی، کہہ تو سہی، اکثر تو کے ساتھ مل کر آتا ہے بعض اوقات اپنے اصل معنوں کی طرف رجوع کرتا ہے، جیسے
جھڑکی سہی ادا سہی چیں جبیں سہی
سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

کبھی دھمکی کے معنی دیتا ہے، جیسے آؤ تو سہی، کھاؤ تو سہی ان معنوں میں ہمیشہ تو کے ساتھ آتا ہے۔

کبھی آمادگی ظاہر کرتا ہے جیسے تم جاؤ تو سہی پھر دیکھا جائے گا، کبھی استغنا ظاہر کرتا ہے، لیکن حرف نفی کے ساتھ۔

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا۔
نہ سہی گر مرے اشعار میں معنی نہ سہی

www.taemeernews.com



نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ ہوئی
امتحاں اور بھی باقی ہیں تو یہ بھی نہ سہی۔

۱۰۔ تو تمیز کے لئے آتا ہے، جیسے دیکھوں تو، بیٹھو تو۔

۱۱۔ کہ بعض اوقات محاورے میں ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ جب کہ ایک فعل کے وقوع میں آنے سے پہلے کوئی دوسرا فعل واقع ہو جیسے میں آواز دینے کو ہی تھا کہ وہ آگیا، وہ بولنے ہی کو تھا کہ میں نے روک دیا، ان جملوں میں "کہ" تمیز زماں ہے اور جب یا اتنے میں کے معنی دیتا ہے۔

۱۲۔ بھی، کبھی ذرا اور تھوڑا اور کے معنوں میں آتا ہے، جیسے ٹھہرو بھی، چلے جانا۔

کبھی رفع تامل کے لئے جیسے، کھا بھی لو، لکھ بھی لو،

کبھی اظہار اضطراب کے لئے جیسے چلو بھی (یعنی بہت بیٹھے اب چلو چلو

اشتراک کے لئے، وہ بھی آئے تم بھی آؤ۔

یہ بھی جاری ہے وہ بھی جاری ہے — داغ

رہا ہوں رند بھی اے شیخ پارسا بھی میں — حالی

۱۳۔ خیر (سے کے ساتھ) اچھی حالت کے ظاہر کرنے کے لئے جیسے خیر سے ہیں یا خیر سے پہونچ گئے!

کبھی طنزاً جیسے خیر سے آپ ملک کے بڑے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں اکثر خیر کا لفظ ابتدائے کلام میں آتا ہے، جس سے مقصود گفتگو ختم کرنے کا ہوتا ہے، جیسے خیر سے یہ سب کچھ ہوا۔ اب ارادہ کیا ہے، خیر آپ تشریف لے جائیے پھر دیکھا جائے گا۔

www.taemeernews.com



کبھی استغنا کے معنی ظاہر کرتا ہے، جیسے اخیر کیا مضائقہ ہے،
کبھی اچھا، یا بہتر کی بجائے جیسے خیر یوں ہی سہی۔
کبھی دھمکی کے لئے۔ جیسے خیر دیکھا جائے گا۔

۱۴۔ اچھا خیر کے تیسرے معنوں میں کبھی استعمال ہے جیسے، اچھا تو تم آؤ گے کب؟ اچھا اب چلتے ہو یا نہیں؟

استدراک کی معنوں میں جیسے، اچھا تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے کیوں پڑے ہو،

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا۔ غالب کو برا کیوں کہو اچھا مرے آگے۔

کبھی اظہار تعجب کے لئے خصوصاً جب کسی ایسے امر کی اطلاع ہو جو خلاف توقع ہے، اچھا یہ بات ہے، اچھا تو معاملہ یوں تھا۔

مخاطب کے جواب میں کسی امر سے اتفاق ظاہر کرنے یا حکم کی تعمیل کے لئے جیسے، اچھا جاتا ہوں، اچھا ابھی حاضر ہوا۔

جملے کی ابتدا میں محض تزئین کلام کے لئے جیسے اچھا یہ تو کہو تمہارے والد کب تک یہاں ٹھہریں گے۔

دھمکی کے لئے جیسے، اچھا سمجھوں گا۔

۱۵۔ بھلا، جملے کی ابتدا میں محض حسن کلام کے لئے آتا ہے، جیسے بھلا اس کی کس کو خبر تھی، بھلا یہ کیوں کر ممکن تھا۔ اچھا کے معنوں میں جیسے

بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں (میر)

کو، کے ساتھ محاورے میں اچھا ہوا، خیر، جیسے کے معنوں میں بھلے کو وہاں موجود تھے۔

www.taemeernews.com



میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغؔ
ہر ایک پوچھتا تھا کہ حضرت ادھر کہاں (داغؔ)

۱۶۔ بارے، کچھ مگر یا لیکن کے معنوں میں آتا ہے، جیسے، یہ سب کچھ سہی، بارے اسے کیا جواب دو گے۔

لیکن تیزی کی حالت میں اس کے معنی، آخر، یا بہر حال کے ہوتے ہیں، جیسے بارے وہ تمہارے کہنے سے مان تو گیا، بارے گرتے پڑتے کچھ ہو تو گیا۔

بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو،
ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو (میرؔ)

مگر یہ استعمال کم ہوتا جاتا ہے۔

۱۷۔ کیوں، برائے استفہام جیسے، تم وہاں کیوں گئے؟ کبھی محض اظہار سبب کے لئے یعنی کس لئے، کے معنی میں جیسے، میں وہاں کیوں جاؤں جسے ضرورت ہوگی آپ آجائے گا۔

فعل (نہ ہوا) کے ساتھ کئی طرح استعمال ہوتا ہے۔

کبھی مخاطب کے کلام کی تائید کے لئے، جیسے کیوں نہ ہو، جب آپ جیسے قدر دان ملک کے ہوں،

۲۔ کبھی طنزاً بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کیوں نہ ہو، آپ ہی تو خاندان کے چراغ ہیں۔

۳۔ کبھی محض زور دینے کے لئے، جیسے۔

انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو۔
ہم

کیسی ہی مشکل کتاب کیوں نہ ہو، وہ فرفر پڑھتا چلا جاتا ہے،

www.taemeernews.com



(یہ صورت منفی، تاکید اثبات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

۱۸۔ مقرر، پہلے اکثر لکھا اور بولا جاتا تھا، اب صرف نظم میں رہ گیا ہے۔ اس کے معنی ضرور کے ہوتے ہیں، جیسے، آٹھوں کے میلے مقرر چلو۔ میر انشاء اللہ خاں۔

مسخرہ بن کے بھی آنے گا مقرر کوئی (شبلی)

۱۹۔ بلا سے یہ فقرہ عموماً اظہار بے پروائی کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں: ہماری طرف سے کچھ بھی ہو جانے گا۔

دنیا میں بادشاہ ہو کوئی یا وزیر ہو
اپنی بلا سے بیٹھا رہے جب فقیر ہو!

اس صورت میں ضمیر کی اضافی حالت کے ساتھ آتا ہے۔
کبھی اس کے معنی کم سے کم بھی ہوتے ہیں، جیسے بلا سے یہی ہو جانے۔

۲۰۔ آگے، مکان کے لئے جیسے، آگے آؤ۔
زماں کے لئے۔ بہ معنی زمانہ گزشتہ جیسے

آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

بہ معنی زمانہ مستقبل۔ آگے کا حال خدا جانے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا،

۲۱۔ ہو نہ ہو، تاکید کے لئے استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی ضرور کے ہوتے ہیں، جیسے ہو نہ ہو یہ تو وہی معلوم ہوتا ہے،

www.taemeernews.com



۲۲۔ بعض اوقات حالیہ معطوفہ بھی تمیز کا کام دیتا ہے، جیسے وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا، وہ زندہ کھود کے نکالا گیا۔

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے

---

جو حجرے میں بیٹھو تو اٹھو نہ جب تک
کہ اٹھ جائیں ساتھی سب ایک ایک کر کے

۲۳۔ بعض اوقات اسم بھی تمیز فعل کا کام دیتا ہے مگر ایسی صورت میں یہ عموماً جمع میں استعمال ہوتا ہے، جیسے اس موسم میں اناج انگلیوں بڑھتا ہے، وہ گھٹنیوں چلتا ہے خوشی کے مارے اس کا دل بانسوں اچھلنے لگا۔

۲۴۔ اسی طرح صفت بھی بعض اوقات تمیز کا کام دیتی ہے۔ جس کا بیان ہو چکا ہے۔ جیسے ان کی بھلی کہی، وہ شعر خوب کہتا ہے میں نے بہت سمجھایا۔

۲۵۔ اس کے علاوہ ہندی، فارسی، عربی کے چھوٹے چھوٹے فقرے جو حروف کے ساتھ دو دو تین تین الفاظ مل کر بنتے ہیں تمیز کا کام دیتے ہیں۔ جیسے کم سے کم، زیادہ سے زیادہ تا امکان۔ حتی الوسع بیٹھے بٹھلائے، رفتہ رفتہ، جوں کا توں، اہو یہ ہو وغیرہ وغیرہ۔

---

www.taemeernews.com



# حروف

## حروفِ ربط

حروف ربط میں سے حروف اضافت، حروف فاعل، مفعول کا ذکر مفصل اپنی اپنی جگہ پر کر دیا گیا ہے نیز ہندی کے ماخذ اصل سے بھی بحث ہو چکی ہے، اب یہاں بعض حروف ربط کا صرف استعمال بتایا جائے گا، حروف ربط (جار) مفصلہ ذیل کے اسماء کے بعد آتے ہیں۔

۱۔ اسم کے بعد، جیسے احمد سے کہو،

۲۔ صفت کے بعد (جب بطور اسم مستعمل ہو) جیسے بد سے بچو نیک سے ملو۔

۳۔ ضمیر کے بعد۔ اس سے کہو۔

۴۔ فعل کے بعد، اس کے سننے میں فرق ہے،

۵۔ تمیز کے بعد، آہستہ سے نکل جاؤ۔

### میں

ظرف مکان کے ساتھ۔ جیسے

عالم میں تجھ سے لاکھ سہی تو مگر کہاں

وہ بھی گلی میں ملا۔

جو دل میں ہے وہ زبان پر نہیں۔

ح خال جیم کے پیٹ میں ایک نقطہ

www.taemeernews.com



منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت

مرد ہو تو میدان میں آؤ،

سر پہ ٹوپی نہ پاؤں میں جوتا،

شیشے میں پری اتر آئی،

ظرف زمان کے ساتھ جیسے

آٹھ میں پانچ منٹ باقی ہیں،

دیر میں آنے سے نہ آنا اچھا۔

سیر کا مزہ چاندنی رات میں ہے،

سال میں ایک بار ہفتے میں چار بار

آن میں کچھ ہے، آن میں کچھ،

گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ:

حالت یا کیفیت، طور یا طریقے کے لئے جیسے۔

وہ غصے میں ہے، رنج یا خوشی میں ہے، وہ مارے خوشی کے آپے میں نہیں سماتا، ہوش میں آؤ، اللہ کے نام میں برکت ہے حرکت میں برکت، بیس دانتوں میں زبان نام میں کیا دھرا ہے، بات میں بات پیدا کرتا ہے، دم میں آ گیا، اس کی زبان میں اثر ہے ہاتھ میں شفا ہے، دل میں کھوٹ ہے۔

اظہار نسبت کے لئے جیسے گھر میں بڑا اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے مقابلے کے لئے۔ جیسے مجھ میں اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے لاکھ میں ایک ہے، آدمی آدمی میں کیا فرق ہے۔

وزن کے لئے جیسے تول میں کم ہے، سیر میں چار چڑھتے ہیں،

www.taemeernews.com



تعداد کے ساتھ جیسے، دس آدمیوں میں تقسیم کرد، سو میں کھلادں لاکھ میں کہہ دوں، بیس میں کیسے گزر ہوگا۔ تینچیتا تیرہ میں۔ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔ تمیز کے لئے (کسی دوسرے اسم سے مل کر) جیسے حقیقت میں، آخر میں، باتوں باتوں میں، ہنسی میں، خوشی میں وغیرہ،

سے

کسی سے کی ابتدا یا ماخذ کو ظاہر کرتا ہے۔ کبھی ابتدا یہ بہ لحاظ مکان جیسے سر سے پاؤں تک بہا چوٹی سے ایڑی تک پسینہ اس سرے سے اس سرے تک زمین سے آسمان تک کہاں سے کہاں تک بہ لحاظ زماں جیسے "سے" چھ بجے سے بیٹھا ہوں، صبح سے انتظار کر رہا ہوں، کل سے یہی عالم ہے، برسوں سے اسی مخمصے، میں گرفتار ہوں، مدت سے، قدیم سے وغیرہ

بہ لحاظ تعداد کے

چھ سے سات تک،

ماخذ یا اصل جیسے۔

وہ عالی خاندان سے ہے، یہ کہاں سے آیا ہے، زمین سے نکلا ہے، زمین کی آواز حلق سے نکلتی ہے۔

نسبت یا علاقہ جیسے۔

مجھے کام سے کام ہے اس سے مجھے کیا تعلق اسے پڑھنے سے نفرت ہے، آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے، مقابلہ جیسے

وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ سختی سے سوم بھلا،

www.taemeernews.com



استعانت جیسے،

تلوار سے فتح کیا، قلم سے لکھا، ڈنڈے سے خبر لی، شاہ صاحب کی دعا سے اچھا ہو گیا۔

انحراف، جیسے۔

قول سے، بات سے، وعدے سے پھر گیا، راستے سے لوٹ گیا۔ علیحدگی یا جدائی، جیسے۔

وہ نوکری سے الگ ہو گیا، کام سے گھبراتا ہے، شہر سے نکل گیا، کام سے جی چراتا ہے، دل سے اتر گیا۔

تمیز (کسی دوسرے سے اسم مل کر) جیسے۔

خبر سے، شوق سے، دل سے وغیرہ

(ف) بعض جملوں سے "اور" کے، کے استعمال سے بین فرق پیدا ہو جاتا ہے، لہٰذا اس موقع پر اس کا فرق بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، مثلاً۔

کمرے کے باہر اور کمرے سے باہر

میں فرق ہے، کمرے کے باہر کے معنی میں کمرے کے باہر کی طرف اور کمرے سے باہر یعنی کمرے کے اندر نہ ہونا جیسے کمرے کے باہر بیٹھو، کمرے سے باہر جاؤ۔

اسی طرح کس لئے اور کس کے لئے۔

میں فرق ہے، کس لئے کے معنی ہیں، کیوں یا کس غرض سے اور کس کے لئے یعنی کس شخص وغیرہ کے واسطے۔

www.taemeernews.com



# تک

انتہا کے لئے بہ لحاظ مکان جیسے

شہر تک، سر سے پاؤں تک

بہ لحاظ زمان جیسے

شام تک، مہینہ بھر، یا سال بھر تک چھ بجے تک،

عام اشیاء، اور خیالات کے لحاظ سے جیسے۔

مجھ تک اس کا نام تک نہ لیا۔ خبر تک نہ ہوئی، سلام تک نہ کیا

اب یہاں تک نوبت پہونچ گئی ہے، خیال تک نہ آیا، گمان تک نہ تھا۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن

خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

# پر

اصل میں اوپر ہے، پر کا مخفف پہ بھی (اہل لکھنؤ زبر سے اور اہل دہلی زیر سے بولتے ہیں) انہیں معنوں میں آتا ہے، پر کسی شئے کی اوپر سطح سے تعلق ظاہر کرتا ہے، خواہ متصل ہو یا منفصل اس کے بعد قربت اور درمیان کے معنوں میں بھی آتا ہے

بہ لحاظ مکان جیسے۔

خدا کا دیا سر پر، چھت پر بنارس گنگا پر واقع ہے، دروازے پر کھڑا ہے۔

بہ لحاظ زمان جیسے۔ وقت پر کام آیا۔

انحصار جیسے

میری زندگی اسی پر ہے، ایک مجھی پر کیا ہے سب کا یہی حال

www.taemeernews.com

ہے۔ خاطر کے معنوں میں جیسے۔

وہ نام پر مرتا ہے، روپے پر جان دیتا ہے۔

واسطے کے معنوں میں جیسے۔

کام پر گیا ہے جہم پر گیا ہے۔

طرف کے لئے جیسے۔

اس کی باتوں پر نہ جانا۔ اس پر کسی کا خیال نہ گیا۔

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

## آگے

مکان کے لئے آتا ہے جیسے:۔

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

مقابلے کے لئے جیسے مرے آگے اس کی کیا حقیقت ہے یعنی میرے سامنے یا مقابلے میں۔

زماں کے لئے گزشتہ زمانہ جیسے

آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

آئندہ زمانے کے لئے جیسے آگے کو کان ہوئے،

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

## ساتھ

ایک تو معیت کے عام معنوں میں ہے۔ دوسرے جب ضمیر کھاتا آتا ہے

www.taemeernews.com



تو باوجود اور باوصف کے معنی دیتا ہے، جیسے اگرچہ اس وقت اس نے صاف جواب دے دیا لیکن اسی کے ساتھ آئندہ کا وعدہ بھی کیا۔

## حروف عطف

جو لفظوں یا جملوں کو ملانے کے لئے اور عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن اکثر حالتیں معطوفہ اس کی ضرورت کو رفع کر دیتا ہے اور وہ فصیح بھی ہوتا ہے، مثلاً وہ کل ہی مجھ سے ملا، اور واپس گیا، کہنے کے بجائے وہ کل ہی مجھ سے مل کر واپس گیا، کہنا زیادہ فصیح ہے۔

ایسے الفاظ میں جو دو دو ساتھ آتے ہیں اور مل کر ایک مفہوم پیدا کرتے ہیں، خواہ معنوں میں تضاد ہو یا مترادف) کسی حرف عطف کا داخل نہ ہونا ہی درست ہے بلکہ حرف عطف کا لانا خلاف محاورہ اور فصیح ہوگا۔ جیسے

ہاتھ پاؤں میں سکت نہیں کھیل کود میں رہتا ہے دن رات یہی شغل ہے، برے بھلے میں تمیز نہیں دکھ سکھ میں کام آنے والا چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ کام کاج دوست دشمن، اپنا پرایا، آج کل کھانا پینا، رونا جھینکنا، لنگڑا لولا، سینا پرونا، بین دین دکھ درد، سمجھا بجھا کر پھٹے پرانے کپڑے چھوٹے بڑے، امیر غریب، ادنیٰ اعلیٰ وغیرہ وغیرہ۔ فارسی میں بخلاف اس کے ایسے مقامات پر عموماً حرف عطف استعمال ہوتا ہے)

ہندی کا اور فارسی کا و، دونوں ایک ہی معنوں میں آتے ہیں لیکن استعمال میں فرق ہے کہ و، صرف فارسی عربی الفاظ کے ساتھ آتا

www.taemeernews.com



ہے، ہندی الفاظ کے ساتھ اس کا استعمال خلاف فصاحت خیال کیا جاتا ہے جیسے چیخ و پکار وغیرہ میں۔

۱۔ بعض اوقات اور جن دو جملوں کو ملاتا ہے، ان کے افعال سے دو کاموں کا تقریباً ایک ساتھ ہونا ظاہر کرتا ہے جیسے تم آئے اور وہ چلا۔ تم گئے اور آصف آئی، تم اٹھے اور وہ بھاگا۔

ایسے جملوں میں ماضی، مستقبل کے معنی دیتی ہے،

(ب) کبھی دھمکی کے معنی دیتا ہے، جیسے، پھر تم چھوڑ دیں ہوں اب تم جانو اور وہ جانے۔

(ج) کبھی لزوم کے لئے، یعنی، ایسا تعلق ظاہر کرنے کے لئے جس میں جدائی یا علیحدگی ممکن نہ ہو جیسے تیرا دامن ہے اور میرا ہاتھ، میں ہوں اور تیرا در۔ یہ نیلا آسمان ہے اور میں ہوں۔

(د) ناممکن حالت یا تعجب کے اظہار کے لئے جیسے تم اور یہ کرتوت، میں اور اس کی خوشامد کروں

میں اور بزم مے سے تشنہ کام آؤں
گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا (غالب)

(۲) بعض اوقات "نیز" بھی اور کے معنوں میں آتا ہے جیسے اس کا سارا ساز و سامان نیز جائداد وغیرہ منقولہ اس کے حوالے کر دی گئی۔

۳۔ نہ۔ نہ۔۔۔ نہ، یا۔ یا۔۔۔ یا، خواہ چاہے اس کے علاوہ بھی حرف تردید کا کام دیتا ہے جیسے کوئی ہے کہ نہیں۔

www.taemeernews.com



کیا شکایت کوئی تمہاری کرے
تم کو کیا ہے کوئی جیئے کہ مرے

" یہ حرف، کہ، سنسکرت کے لفظ کینوا یا کنیا بمعنے یا سے بنا ہے، مرہٹی میں بھی کینوا ہے، لیکن نیپالی میں مثل اردو یا ہندی کے کو ہی مستعمل ہے کہ ان معنوں میں اکثر استفہامیہ جملوں میں آتا ہے)

بعض اوقات حرف تردید محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے، طوعاً و کرہاً
وہاں اس کی پرستش نہیں،
(یہاں یا محذوف ہے۔)

## شرط

۴۔ جو، شرطیہ معنوں میں بھی کبھی کبھی آتا ہے، جیسے، میں جو وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بے ہوش پڑا ہے، یہ عموماً بول چال اور نظم میں زیادہ تر استعمال ہوتا ہے۔

حروف علت شرطیہ بعض اوقات محذوف بھی ہوتے ہیں جیسے
وہ نہیں مانتا تو میں کیا کروں۔

جب، اول بمعنے جس وقت جیسے، جب، میں آؤں تو انہیں اطلاع کر دینا۔

دوسرے بمعنے اسی وقت بطور تمیز، جیسے یہ کام، جب دیا جب ہی) ہو سکتا ہے کہ وہ بھی مدد دے!

اس صورت میں جب کے ساتھ ہی بھی آتا ہے اور جواب میں بجائے تو کے، کہ، استعمال ہوتا ہے،

تیسرے بمعنے تب، جیسے، لکھنے میں بڑی سخت محنت کرنی

www.taemeernews.com



پڑتی ہے۔ جب کچھ آتا ہے۔

جب اکثر تک سے مل کر آتا ہے اور شرطیہ معنے دیتا ہے جیسے جب تک میں نہ آؤں تم وہاں سے نہ ہلنا، یہ استعمال حرف نفی (نہ یا نہیں) کے ساتھ ہوتا ہے۔

بعض اوقات بغیر حرف نفی کے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس وقت اس کے معنے جس وقت تک کے ہوتے ہیں، جیسے، جب تک میں یہاں ہوں تمہیں کوئی اندیشہ نہیں۔

۵۔ تب اور تو شرطیہ جملوں میں شرطیہ کے جواب میں آتے ہیں اس لئے ان کو حرف جزا کہتے ہیں، تب کا استعمال جزا کے لئے بہت کم ہو گیا ہے۔

نہیں تو، دگرنہ اور ورنہ بھی شرطیہ معنوں میں آتے ہیں، جیسے آتے ہو تو آؤ نہیں تو میں جاتا ہوں وغیرہ۔

## استدراک

۶۔ گو، اگرچہ، مگر، لیکن، بلکہ، پر، استدراک کی معنوں میں آتے ہیں اس کی تین حالتیں ہوتی ہیں یا تو۔

(۱) قول ماقبل کی مخالفت یا۔

(۲) اس میں تغیر بوجہ توسیع معانی یا۔

(۳) قول ماقبل کے محدود کرنے کے لئے۔

حروف مندرجۂ بالا میں سے مگر، لیکن، پر، عام طور سے گو اور اگرچہ کے جواب میں آتے ہیں، جیسے جانتے سب ہیں پر زبان سے کوئی نہیں نکالتا، اگرچہ تم ہر فن میں کمال رکھتے ہو لیکن قسمت کا لکھا کون

www.taemeernews.com



مٹا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ بہشتی امیر ہے۔ مگر مزاج فقیروں کا سا پایا ہے۔ گو وہ بظاہر خوش ہے لیکن دل کا مالک اللہ ہے۔

چکور اور شہباز سب اوج پر ہیں
مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں۔

کم تو کیا ہوتا۔ بلکہ اور بڑھ گیا۔

ولے، ویک، لیک، بجائے، لیکن کے صرف نظم میں استعمال ہوتے ہیں۔

پر کا مخفف پہ بول چال کے فقروں اور نظم میں اکثر آتا ہے جیسے

سمجھ ہم کو آئی پہ نا وقت آئی،

اگرچہ اور گو کے جواب میں تو بھی اور تاہم بھی استعمال ہوتے ہیں۔ سو بھی کبھی معنوں دونوں میں آتا ہے، جیسے۔

ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا۔

## استثنا

۷۔ حروف عطف جو استثنا کے لئے آتے ہیں یہ ہیں الا، مگر اور بعض اوقات لیکن، جیسے، سب آئے مگر احمد نہ آیا، سب نے حامی بھری الا اس بندے نے

## علت

۸۔ حروف علت جو علت یعنی سبب کے ظاہر کرنے کے لئے عموماً استعمال ہوتے ہیں یہ ہیں۔

کہ، کیوں کر، اس لئے کہ، اس واسطے کہ، تاکہ، لہذا، جیسے کوشش کئے جاؤ کہ اسی میں کامیابی کا راز ہے، ہمت پیدا کرو کیونکہ عالم اسی؟

www.taemeernews.com



قائم ہے، ان سے ضرور ملو اس لئے کہ ان سے ملنا باعث سعادت ہے،
وہ خود گیا، تاکہ سارا معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے
اس لئے اور لہذا، چوں کہ، کے جواب میں آیا کرتے ہیں جیسے
چونکہ وہ ناراض ہیں، لہذا میں بھی ان سے نہیں ملتا۔
کبھی، جو بھی، علت کے لئے آتا ہے، جیسے۔
فقیروں کے دل میں اس کی کچھ ایسی ہی محبت ہے جو ایسے وقت
میں بھی اسی کا دم بھرتا ہے،

## مقابلہ

۹۔ جیسا، جیسے، اور گویا بعض وقت عطف کا کام دیتے اور حرف تشبیہ یا مقابلے کے لئے آتے ہیں جیسے، وہ لکڑی اس طرح رکھی تھی جیسے کوئی انسان کھڑا ہو، ہرگز ہوا اس کو نہیں لگتی، گویا فانوس اس کی آسمان ہے۔ باغ و بہار،

بیانیہ۔

۱۰۔ کہ حرف بیانیہ ہے، اور ہمیشہ دو جملوں کے ملانے کے لئے آتا ہے جیسے میں سمجھا کہ اب وہ نہ آئے گا۔
یہ حرف عموماً منقولہ کے بعد آتا ہے، یا مقصد ، ارادہ، امید، خواہش، رجحان، حکم، نصیحت، یا مشورہ، ڈر، اجازت، کوشش یا ضرورت، یا فرض کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔
میرا ارادہ ہے کہ اب یہاں سے چل دوں۔
میں نے کہا کہ تمہارے یہاں رہنے کی ضرورت نہیں ،
میں نے کہا کہ بزم ناز چاہئے غیر سے تہی ہنس کے ستم ظریف نے مجھکو اٹھا دیا کہ یوں

www.taemeernews.com



تم کو لازم ہے کہ اب وہاں نہ جاؤ، اسے چاہئے کہ ایسا نہ کرے، اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ خانہ نشین ہو جائے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ آ نہ جائے اس کی یہ آرزو ہے کہ اس بارے میں کامل تحقیق کرے، تو کسی ماہر فن سے ملنا چاہئے، میری رائے یہ ہے کہ تم اب چل دو وغیرہ

کبھی ضمیر موصولہ کے بعد آتا ہے، جیسے جو رائے کہ تم نے ظاہر کی وہ صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح جب کے ساتھ ل کر آتا ہے، جیسے، جب کہ وہ یہاں نہیں ہے، تو تمہیں ایسا کرنا لازم نہیں۔

## حروف تخصیص

حروف تخصیص یا حصر میں، ہی، کا مفصل ذکر پہلے ہو چکا ہے 'تو' کے متعلق البتہ یہاں کسی قدر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے،

(۱) تاکید فعل جیسے، سنو تو، کہو تو، وغیرہ۔

(۲) تکمیل مقصد جیسے، یہ کہہ کر وہ چلے تو گئے، سارا سامان چھپا کر کے وہ تو الگ ہو گئے یعنی جو کام ان کے ذمہ تھا اس کی تکمیل کر دی،

(۳) خاص قسم کا زور ظاہر کرتا ہے جیسے جسے تم تلاش کرتے تھے وہ میں ہی تو ہوں، جس کے سامنے ایک عالم سر جھکاتا ہے، وہ یہی تو ہے

۴۔ دھمکی کے لئے، جیسے، دیکھو تو وہ کیسے کرتا ہے۔

ان معنوں میں اکثر سہی کے ساتھ مل کر آتا ہے جیسے، آئے تو سہی، ہی، حرف تخصیص ہمیشہ ان الفاظ کے متصل آتا ہے جن کی تخصیص وتاکید مقصود ہوتی ہے، سوائے ضمیر متکلم، میں، کے جب کہ اس کے

www.taemeernews.com



ساتھ علامت۔

فاعل، نے، آنے۔ اس صورت میں نے، ان کے درمیان واقع ہوتا ہے، جیسے، میں نے ہی کہا تھا۔ باقی حالتوں میں ہمیشہ متصل آتا ہے، جیسے اسی نے کہا تھا وغیرہ۔

و تو بھی ہمیشہ اسی لفظ کے ساتھ آتا ہے، جس کی تخصیص کرتا ہے، مگر جب فاعل و مفعول اور اضافت کی علامتیں یا حرف ربط آتے ہیں تو ان کے بعد آتا ہے، جیسے تم کو تو خبر تک نہیں ہوئی میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ اس کا تو کام ہی تمام ہو گیا۔

جب تو اور ہی مل کر آتے ہیں، تو کلام میں مزید قوت پیدا ہو جاتی ہے جیسے، یہ میں ہی تو تھا، تم ہی تو تھے،

فعل کی تکرار کے درمیان تو آئے اور جملے میں ہی بھی ہو تو خاص معنی پیدا ہو جاتے ہیں، یعنی کسی امر آخری چارہ کا اظہار بتانا مقصود ہوتا ہے، جیسے، میں ہی کر دوں، وہی سمجھائیں تو سمجھائیں گے، ورنہ دوسرے کی کیا مجال جو کچھ کہے۔

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو،
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو،

-- ---- ------- ---- -- ------

www.taemeernews.com



# تکرار الفاظ

تکرار لفظی اردو زبان کی بڑی خصوصیات میں ہے اس لئے ہم نے یہ مناسب خیال کیا کہ اس خصوصیت کا ذکر مختصر طور پر علاحدہ کیا جائے۔ اردو میں تمام اجزائے کلام (یعنی اسم، صفت، ضمیر، فعل، تمیز سوائے حرف ربط عطف کے ایک ہی ساتھ مکرر استعمال ہو سکتے ہیں، الفاظ کے دہرانے سے اکثر ہر ایک کے معنے پیدا ہوتے ہیں، نیز اختلاف، زور، تاکید یا مبالغے کا اظہار ہوتا ہے،

۱- اسم کی تکرار سے، ہر ایک، کے معنی پیدا ہوتے ہیں، مگر وہ سب پر شامل ہوتا ہے۔

جیسے گھر گھر عید ہے۔ یعنی ہر گھر میں۔

کبھی یہ اضافت کے بعد آتا ہے، یعنی وہ اسم جس کی تکرار ہوتی ہے، وہ مضاف واقع ہوتا ہے جیسے میرا رواں رواں اس کو دعا دے رہا ہے (یعنی ہر ایک رواں)

بعض وقت اضافت کے ساتھ بھی، ہر ایک" کے معنی میں آتا ہے مگر سب پر شامل نہیں ہوتا، مثلاً وہ برس کے برس آتا ہے یعنی ہر برس،

۲- کبھی مختلف کے معنی نکلتے ہیں، جیسے، ملک ملک کا جانور وہاں جمع تھا، یعنی مختلف ملکوں کے جانور، کبھی اسم کی تکرار سے زور مبالغہ یا تاکید نکلتی ہے، جیسے، دل ہی دل میں کڑھتا رہا، لیلیٰ ہی لیلیٰ پکارتا رہا

www.taemeernews.com



(ا) یہ استعمال جو اکثر "ہی" کے ساتھ ہوتا ہے۔ بعض اوقات جب پہلا اسم جمع ہو تو بغیر "ہی" کے بھی آتا ہے۔ جیسے، ہاتھوں ہاتھ، راتوں رات

(ب) بعض اوقات پہلے اسم کے بعد اضافت کا حرف آتا ہے۔ یعنی دونوں کے بیچ میں حرف اضافت ہوتا ہے۔ جیسے، اتنا پڑھا مگر بیل کا بیل ہی رہا۔ جاہل کا جاہل ہی رہا، آدمی کیا ہے، دیوار کا دیوار ہے یا ڈھور کا ڈھور ہے۔

(ج) بعض اوقات اس قسم کی تکرار سے کل کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے خاندان کا خاندان، کل خاندان، قوم کی قوم، شہر کا شہر اسی میں مبتلا ہے۔ آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے ایک شعر کیا غزل کی غزل مرصع ہے۔

(د) کثرت کے معنی بھی آتے ہیں، جیسے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے، دیوان کے دیوان پڑھ ڈالے، خم کے خم پی گیا۔ ہرنوں کی قطاریں کھڑی تھیں،

(ہ) کبھی اس تکرار سے کام کا تسلسل پایا جاتا ہے۔ جیسے، سڑک کے کنارے چلا جا رہا تھا۔ خلقت کے آگے آگے جا رہا تھا، اور بستر پیچھے پیچھے

(و) بعض اوقات تکرار لفظی سے اضافت کے ساتھ تقلیل ظاہر ہوتی ہے جیسے :-

رات کی رات ملاقات رہی۔

سینے میں تلاطم کو ہے قطرے کا قطرہ رہا

بل بے سانئی ترنی اف رے سمندر کیجد

وہ بات کی بات میں بگڑ گیا یعنی ذرا سی بات میں، وقت کے وقت یعنی فی الفور

www.taemeernews.com



(ز) کبھی ایک جملے میں دو لفظوں کا تکرار ہوتا ہے، اور اس سے ہر دو کی شمولیت ظاہر ہوتی ہے جیسے روپیہ کا روپیہ گیا اور عزت کی عزت یعنی روپیہ اور عزت دونوں گئے، وہ آدمی کا آدمی ہے اور بندر کا بندر یعنی آدمی بھی ہے اور بندر بھی، آم کے آم کھائے اور سیر کی سیر ہوئی۔

(ح) مثل ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ (پورا انصاف) کھوٹے کھرے کی پوری پرکھ،

کبھی ایک اسم کی تکرار اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے بیچ میں الف بطور ربط کے آتا ہے، اور معنی مبالغے یا زیادہ جاری رہنے کے ہوتے ہیں جیسے مارا مار۔ دوڑا دوڑ،۔

۴۔ صفات کے تکرار سے بھی یہی معنی پیدا ہوتے ہیں یعنی اسم کی طرح کل کے معنی دیتے ہیں، جیسے شہر کے شہر بڑے بڑے لوگ موجود تھے، چھوٹے چھوٹے ایک طرف ہو جائیں اور بڑے بڑے ایک طرف:

(۱) بعض اوقات اختلاف، یعنی مختلف ہونا، ظاہر ہوتا ہے جیسے نئے نئے کام یا طرح طرح کی انوکھی باتیں۔

(۲) اظہار مبالغہ یا امتیازی کے لئے جیسے، میٹھی میٹھی باتیں کھٹے کھٹے آم سفید سفید دانے، اجلے اجلے کپڑے، مثلاً اس کی میٹھی میٹھی باتوں نے دل موہ لیا، سفید سفید دانے ایک طرف کر دو اور کالے کالے ایک طرف، اجلے اجلے کپڑے الگ نکال لو، کبھی بیچ میں اضافت بھی آتی ہے۔ جیسے۔ ننگے کا ننگا بھوکے کا بھوکا وغیرہ۔

www.taemeernews.com



(۳) تفضیل کے لئے، جیسے، دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اس میں کچھ کچھ سفید سفید دکھائی دیتا ہے۔

(۴) اسی طرح اعداد بھی بہ تکرار آتے ہیں،

(ا) ہر ایک کے معنے میں جیسے ان کو چار چار روپے ملے یہ استعمال جب حالیہ معطوفہ "کر کے" کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنے میں الگ الگ کا مفہوم پایا جاتا ہے، جیسے وہ دو دو کر کے گئے، ایک ایک کر کے آئے چار چار کی ٹولی بن گئی۔

(ب) جب عدد مرکب ہو تو صرف آخری حصے کا تکرار ہوتا ہے جیسے ایک ایک روپیہ آٹھ آٹھ آنے دیئے۔

(ج) آٹھ روپیہ : زید اور آٹھ آٹھ روپیہ دے دو، ان دونوں میں فرق ہے پہلے جملے کا مطلب ہے کہ کل روپے جو دینے ہیں آٹھ ہیں، دوسرے جملے کے یہ معنے ہیں کہ فی کس آٹھ روپے دو، اسی طرح چار چار پہر بیٹھا رہتا ہے یعنی ہر دفعہ جب وہ آتا ہے تو چار پہر گذار دیتا ہے، تین تین گھنٹے کے بعد کھاؤ یعنی ہر تین گھنٹے کے بعد آٹھ آنے کا ٹکٹ لاؤ، اور آٹھ آٹھ آنے کے ٹکٹ لاؤ، دو جملوں کے معنوں میں بھی فرق ہے پہلے کے معنی یہ ہیں کہ کل آٹھ آنے کے ٹکٹ لاؤ، دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک ٹکٹ آٹھ آنے کا ہو، (۶) ضمائر بھی بہ تکرار آتی ہے۔

(۲) الگ الگ کے معنوں میں، جیسے، وہ اپنے اپنے گھر سدھارے

(ب) مختلف کے معنوں میں جیسے جو، جو جس کا طالب ہو حاضر ہو جائے اس نے کیا کیا کہا، اور میں نے کیا کیا نہ سنا۔

www.taemeernews.com



ج۔ کوئی اور کچھ کی تکرار سے کمی یا تقلیل ظاہر ہوتی ہے جیسے، اب بھی کوئی کوئی مل جاتا ہے، کچھ کچھ درد باقی ہے،

کبھی بیچ میں (نہ) حائل ہوتا ہے۔ جیسے کوئی نہ کوئی مل ہی رہے گا کچھ نہ کچھ مزدور کہتے رہتے ہیں،

۷۔ افعال کا تکرار حالیہ تک محدود ہے اور اردو زبان کے محاورے میں اس کا استعمال بکثرت ہے،

(۱) فعل کے تکرار سے فعل کا متواتر ہونا پایا جاتا ہے، جیسے یہ لکڑیاں بہہ بہہ کر آتی ہیں، وہ پوچھتے پوچھتے یہاں تک پہنچ گیا۔ مکھیاں پھولوں پر آ آ کر بیٹھتی ہیں۔

(۲) بعض اوقات تکرار سے مبالغہ یا کثرت ظاہر ہوتی ہیں، جیسے میں کہتے کہتے تھک گیا روتے روتے اس کی آنکھیں سوج گئیں رو رو کر اپنا حال کہنے لگا، ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے پانی پیتے پیتے پیٹ آ پھر گیا۔

مرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے
مکاں اڑ گئے آندھیاں آتے آتے

تن تن کے بیٹھا تھا، پڑھتے پڑھتے اندھا ہو گیا۔

حالیہ تمام کبھی کبھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے، جیسے وہ دوڑا دوڑا ابھر رہا ہے، وہ مارا مارا ابھر رہا ہے۔

(۳) کبھی فعل کی مدت طوالت اور جاری رہنے کو بتاتا ہے، جیسے اسی طرح چلتے چلتے منزل مقصود کو پہنچ گئے۔ آم پڑے پڑے سڑ گئے، سیکھتے سیکھتے آ ہی جاتا ہے لکھتے لکھتے خط اچھا ہو ہی جاتا ہے

www.taemeernews.com



(۴) کبھی تخالف یا کثرت کے معنی دیتا ہے، جیسے، وہ پیشتر سے بدل بدل کر آتا ہے، یا نام بدل بدل کر آتا ہے شعر یا قصے سنا سنا کر خوش کرتا ہے، کھانے کھلا کھلا کر بلا لیا۔

(۵) بعض اوقات آہستہ آہستہ یا رفتہ رفتہ کے معنے پیدا ہوتے ہیں خاص کر ہوتے ہوتے، تو ان معنوں میں بہت آتا ہے۔ علاوہ اس کے دوسرے افعال بھی ان معنوں میں آتے ہیں۔ جیسے۔

ہنسیں کھیل اسے داغ یا روں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے

(۶) دیکھتے دیکھتے، دفعتاً یا بہت کم عرصے کے معنوں میں آتا ہے جیسے وہ دیکھتے دیکھتے بڑا آدمی ہو گیا، یعنی ہمارے دیکھتے دیکھتے بہت ہی کم عرصہ میں یکایک۔

(۷) کبھی تکرار سے یہ معنی پیدا ہوتے ہیں، کہ ابھی ایک کام ہونے نہ پایا تھا کہ دفعتاً کوئی اور واقعہ ہو گیا جیسے وہ کہتے کہتے رک گیا۔ وہ جاتے جاتے رہ گیا۔ سنبھلتے سنبھلتے گر پڑا۔

(۸) جب کسی کام کے اثنا میں رکاوٹ ہو جاتی ہے تو بھی حالیہ تکرار آتا ہے، جیسے وہ پڑھتے پڑھتے سو گیا، وہ قصہ سناتے سناتے یکبارگی چپ ہو گیا، مرتے مرتے بچا۔

اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے۔

(۹) بعض اوقات پہلا فعل مذکر ہوتا ہے اور دوسرا مونث جیسے دیکھا دیکھی روا داری۔

(۱۰) بعض اوقات فعل لازم اور اسی کے متعدی کا حالیہ محاورے میں مل کر

www.taemeernews.com



آتے ہیں جیسے، خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے مصیبت میں پھنس گئے مگر یہ سچائی ہے ہر فعل کا استعمال اسی طرح نہیں ہو سکتا۔

دونوں مل کر کبھی صفت کا کام دیتے ہیں جیسے، سنی سنائی باتوں پر نہ جاؤ، بنی بنائی عزت کو کیوں بگاڑتے ہو۔

(۱۱) بعض اوقات لازم یا متعدی کا حالیہ دوسرے فعل لازم کے ساتھ آتا ہے اور ان کے درمیان، نہ حرف نفی واقع ہوتا ہے جیسے مارے نہ مرے، مٹائے نہ مٹے اس سے بھی کلام میں زور پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(۱۲) کبھی زور اور تاکید کے لئے ماضی بھی مثبت اور منفی صورت میں بہ تکرار آتی ہے اور حرف 'پر' بیچ میں آتا ہے جیسے گیا پر گیا، نہ ہوا پر نہ ہوا۔

(۱۳) کبھی خاص طور پر متوجہ کرنے کے لئے امر کو بہ تکرار بولتے ہیں، جیسے دیکھو دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے، سنو سنو کوئی گا رہا ہے۔ اسی طرح ہٹو ہٹو، بچو بچو!

(۸) تمیز کے الفاظ بھی زور اور تاکید کے اظہار کے لئے بہ تکرار آتے ہیں جس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے جیسے، جہاں جہاں، جوں جوں، زور زور، ہمیشہ ہمیشہ، کہیں کہیں کبھی نفی کے ساتھ جیسے کہیں نہ کہیں کبھی نہ کبھی۔

(۱) انہیں معنوں میں حرف اضافت کے ساتھ بہ تکرار آتے ہیں، جیسے وہاں کا وہاں رہ گیا، اسی طرح یہاں کا یہیں، پہلے کی پہیں، یا جہاں کا جہاں یہ سب تکرار زور پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

www.taemeernews.com



اسی طرح جیسے جیسے، کیسے کیسے وغیرہ بھی مستعمل ہیں!

(۲) معانقے کے لئے جیسے وہ مجھ سے دور، دور رہتا ہے، وہ ہم سے الگ الگ پھرتا ہے۔

(۹) حروف ربط بھی اسی طور پر محاورے میں بہ تکرار آتے ہیں اور ان سے معنوں میں خفیف سا تغیر پیدا ہو جاتا ہے جیسے ادھر ادھر وہ تھے اور بیچ بیچ میں ہم،

کبھی زیادہ زور دینے کے لئے اور عین وسط کے ظاہر کرنے کی خاطر پہلا بیچ جمع میں لاتے ہیں، یعنی بیچوں بیچ، جیسے صحن کے بیچوں بیچ یا تالاب کے بیچوں بیچ۔

اسی طرح میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ، وہ آگے جا رہے تھے، وہ ان کے ساتھ ساتھ تھے۔

٭٭٭

www.taemeernews.com



# نحو ترکیبی

## جملوں کی ساخت کے باب میں

### مفرد جملے

### جملے کے اجزا

اردو میں بھی دنیا کی اور زبانوں کی طرح جملے کے اصل عنصر دو ہیں ایک مبتدا دوسرا خبر۔ ان میں مبتدا، وہ شخص یا شے ہے جس کا ذکر کیا جاتا ہے،

خبر، جو کچھ اس شخص یا شے کی نسبت ذکر کیا جائے۔ اردو میں مبتدا مفصلہ ذیل اجزائے کلام ہو سکتے ہیں۔

(۱) اسم یا ضمیر فاعلی حالت میں۔

(۲) دو یا دو سے زائد اسم یا ضمیریں فاعلی حالت میں۔

(۳) صفت یا اعداد بطور اسم کے فاعلی حالت میں۔

(۴) مصدر

(۵) کوئی فقرہ یا جملہ۔

## مثالیں

(۱) احمد آیا، وہ گیا،

(۲) شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ ہم تم مل کر جائیں گے

www.taemeernews.com



(۳) وہ وہاں میں چار برس رہا، کوئی شریف ایسی بات منہ سے نکالے گا۔
(۴) رونا اچھا نہیں، لکھنا پڑھنے سے مشکل ہے،
(۵) دہلی پہنچنا آسان نہیں، اس سے معاملہ کرنا مشکل ہے، کامل جملہ جو بطور مبتدا کے استعمال ہوتا ہے اس کا ذکر مرکب جملے کے بیان میں آئے گا۔

بعض اوقات اسم جو "تک" کے ساتھ آتا ہے، مبتدا ہوتا ہے، جیسے تنکا تک نہ رہا۔ گھر تک جل گیا۔

بعض اوقات مبتدا محذوف ہوتا ہے۔

(۱) جہاں قرینے سے آسانی کے ساتھ مبتدا معلوم ہو سکتا ہے مثلاً خطاب یا استفہام میں، جیسے، کیا وہ آ گیا، ہاں آ گیا، بھائی جان یہ صورت بنائی ہے۔

(۲) جب کہ صورت فعل سے فاعل ظاہر ہو جیسے، سید ہوں مظلوم ہوں، میرے حال پر رحم کرو، جاؤ اپنا کام کرو!

(۳) ضرب الامثال اور اسی قسم کے دوسرے جملوں میں اختصار کے خیال سے جیسے ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔

خبر متعلقہ ذیل اجزائے کلام ہو سکتے ہیں۔

(۱) فعل، جیسے، میں کہتا ہوں۔
(۲) اسم یا ضمیر مفعولی یا اضافی وغیرہ حالت میں جیسے، اس کا نام احمد ہے وہ ملک کا بیٹا ہے، وہ چھت پر ہے، یہ گھر کس کا ہے، یہ رعب و داب کسی میں نہیں۔
(۳) صفت، جیسے، وہ شخص بڑا جری اور دلیر ہے،
(۴) عدد۔ جیسے، میرا نمبر سولہ ہے۔

www.taemeernews.com



(۵) کوئی لفظ یا فقرہ جو بطور اسم استعمال کیا جائے، جیسے۔ میں شاہ ایران کا بھتیجا ہوں۔

بعض اوقات فعل جو بطور خبر کے آتا ہے، محذوف ہوتا ہے) وہ جہاں جہاں گیا لوگوں نے سر اور آنکھوں پر بٹھایا کسی نے مذہبی پیشوا سمجھ کر اور کسی نے محب وطن مان کر۔ تیرے سر پر خاک۔

فعل ناقص بھی جیسے بعض قواعد نویسوں نے البلاسے بھی تعبیر کیا ہے کبھی کبھی محذوف ہوتا ہے۔

(ا) مفرد بیان میں جہاں اس کا حذف آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے جیسے ایسے نہ کسی کے نفع سے غرض نہ ضرر سے کام۔ تیرے سر پر خاک۔ ایک کا نام احمد دوسرے کا محمود،

(ب) مقابلے میں بھی اکثر محذوف ہوتا ہے، جیسے، ایسی ہی سنوری جیسے دلہن۔

(ج) منفی جملوں میں، جیسے اسے خبر نہیں۔

(د) ایسے جملوں فعل ناقص کا حذف صرف بظاہر ہے کیونکہ نہیں، جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے، نہ اور فعل ناقص کی قدیم صورت آنیں سے مرکب ہے۔

ضرب الامثال وغیرہ میں عموماً محذوف ہوتا ہے، جیسے، غریب کی جورو سب کی بھابی۔ چوری کا گڑ میٹھا،

(ہ) نظم میں بھی عموماً محذوف ہوتا ہے۔

ہونا اگرچہ فعل ناقص ہے لیکن کبھی کبھی بطور فعل یعنی فعل صحیح بھی آتا ہے جیسے، خدا ہے، اس فعل کا تمام زبانوں میں یہی حال ہے، اور اسی لئے اکا

www.taemeernews.com



ان صورتوں میں امتیاز کرنا ضروری ہے۔

جیسا کہ اور زبانوں میں ہے اسی طرح اردو میں بھی مبتدا اور خبر کی توسیع مختلف الفاظ کے اضافے سے ہوتی ہے یہ الفاظ ازروئے قواعد ان کے متعلقات ہوتے ہیں، جس طرح ان کی توسیع ہوتی ہے اسی طرح الفاظ کے اضافے سے بعض اوقات انکے معنی محدود ہوجاتے ہیں،

(۱) اسم سے یا ایسے اسم سے جو بطور مبتدا کی بدل کے آتا ہے، ہوتی ہے، مثلاً دہلی شہر بہت قدیم ہے، ڈاکٹر صدیقی پرنسپل کلیۂ جامعہ عثمانیہ تشریف لائے،

(ب) سب گھر والے کیا چھوٹے کیا بڑے اس سے محبت کرتے ہیں، یہاں (کیا) محاورے میں توضیح و توسیع کے لئے استعمال ہوا ہے،

(ج) میں آپ کا ادنیٰ غلام، ہر وقت آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ یہاں میں کا بدل آپ کا ادنیٰ غلام، ہے،

(۲) مبتدا کی توسیع صفت سے بھی ہوتی ہے، اس صورت میں ہمیں صفت کی دونوں صورتیں (جن کا ذکر پہلے ہوچکا ہے) یعنی توصیفی اور خبری میں امتیاز کرنا ضروری ہے،

(ا) توصیفی صورت میں صفت اسم کے قبل آتی ہے اور دونوں مل کر خیال قائم کرتے ہیں جیسے یہ خوبصورت تصویر ملک کی ہے،

(ب) خبری صورت میں صفت اسم کے بعد آتی ہے اور اسم سے الگ خیال کی جاتی ہے، گویا جملے کی خبر ہے جیسے وہ گھوڑا جو گیا ہے اس کا بھائی بڑا طاقتور ہے۔

www.taemeernews.com



(۳) مبتدا کی توسیع ایسی ضمیر سے بھی ہوتی ہے جو بطور صفت کے آتی ہے، جیسے یہ بچہ بڑا شریر ہے، جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

(۴) اعداد سے۔ جیسے، دو سو آدمی اکھڑے ہوئے۔ اتنے میں دونوں بھائی آپہنچے۔

(۵) اضافی حالت سے، جیسے، اب میرے دل کا ارمان نکلا، مدرسے کے سارے لڑکے حاضر کئے گئے۔

بعض اوقات مضاف الیہ محذوف بھی ہوتا ہے، جیسے بڑی فکر تھی کہ اتنی تھوڑی تنخواہ میں تمہاری گذر کیسے ہوگی (یعنی اس کی بڑی فکر تھی)

۶۔ حالیہ سے، جیسے، اجڑا گاؤں، اڑتا ہوا پرندہ، مرا ہوا جانور۔ بعض اوقات اس کا استعمال بھی بطور خبر کے ہوتا ہے، جیسے، سڑک پر ایک جانور سسکتا ہوا پڑا ہے۔

## خبر کی توسیع

۱۔ اسم ضمیر یا کسی لفظ یا فقرے سے بطور اسم کے استعمال ہو۔

(۲) مفعول قریب جیسے تم میری بات سنو۔ اس نے کچھ نہ کہا۔

بعض اوقات فقرہ یا جملہ بھی مفعول ہوتا ہے، مثلاً حالیہ معطوفہ کے ساتھ جیسے وہ مال و اسباب لٹتا دیکھ کر جان سلامت لے گیا۔ شہزادے کو قریب آتے دیکھ کر استقبال کے لئے چلا (جس طرح مبتدا کی توسیع ہوتی ہے اسی طرح مفعول کی بھی ہو سکتی ہے، مثلاً آپ میرے کپڑوں کو ہاتھ نہ لگائے، ان کو گھر میں اکیلا نہ چھوڑیے۔

(ب) مفعول بعید ہے۔ اس نے بیٹے کو پیغام کہلا بھیجا!

www.taemeernews.com



(ج) اسم یا ضمیر کی حالت سے، جس سے خبر کی بلحاظ وقت، مقام، طریقہ وغیرہ توسیع ہوتی ہو، جیسے اس کے دل سے سب کدورت رفع ہو گئی۔ اس نے یہودی کو مسجد میں آنے دیا، وہ درخت کی پھننگ تک چڑھ گیا۔

(د) بعض اوقات فاعل کا بدلہ خبر کی توسیع ہوتا ہے جیسے اس کا چھوٹا بھائی تیرا معاون ہوگا۔

۲۔ خبر کی توسیع صفت سے بھی ہو سکتی ہے، جیسے، اس صراحی کا پانی ٹھنڈا کیجئے۔ میرے کپڑے صاف کرو۔

جب خبر اسم ہوتی ہے تو اعداد سے توسیع ہو سکتی ہے، جیسے۔ احمد نے چار آم کھائے، یہ مکان ۱۶ فٹ اونچا ہے۔

(۳) حالیہ معطوف سے۔

جیسے اس نے پریشان ہو کر گھر چھوڑ دیا۔

۴۔ حالیہ سے

جیسے، اسے شہر میں رہتے ہوئے کئی سال گذرے، حامد اسے لئے ہوئے پہنچا، وہ کھیلتا کودتا گھر پہنچ گیا۔

۵۔ حروف ربط سے مع ان کے اسم کے۔

جیسے، سب کے سب کوتوال کے پاس حاضر ہوئے۔

۶۔ تمیز فعل سے

جیسے وہ بہت ناراض ہوا۔ سچ سچ چلتا ہے۔ میں نے جلدی جلدی لکھ دیا۔

## مطابقت

مطابقت تین قسم کی ہے۔

(۱) صفت کی، جو توصیفی جزو اپنے اسم سے،

www.taemeernews.com



۱۔ (توصیفی) کی مطابقت موصوف سے پہلے بیان ہو چکی ہے، سوائے ان صفات کے جن کے آخر میں ا ہوتا ہے، اور جن میں تبدیلی واقع ہوتی ہے، مونث میں صرف ایک ہی صورت ہوتی ہے، باقی تمام صفات ہر حالت میں ویسی ہی رہتی ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ صفت موصوف کے مطابق ہوتی ہے، اس طرح حرف اضافت کی تذکیر و تانیث، وحدت و جمع عموماً مضاف کے مطابق ہوتی ہے، لیکن جب ایک صفت کئی مختلف الجنس اسمار کی تعریف کرے، یا ان کے ساتھ آئے تو مطابقت میں اختلاف ہوتا ہے۔

(۱) صفت (یا مضاف) جنس میں قریب کے اسم سے مطابق ہوتا ہے، جیسے، اس کی بہو اور بیٹے، ہمارا ننگ و ناموس بچے اس کی بیہودی باتوں اور کاموں سے کچھ غرض نہیں۔

(۲) بعض اوقات اگرچہ قریب تر کا اسم مونث ہوتا ہے لیکن چونکہ مذکر کی شان بڑی سمجھی جاتی ہے، اس لئے مطابقت مذکر سے ہوتی ہے۔ جیسے، اس کے بی بی بچے آ گئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں بی بی، بچے مل کر ایک کلمے کا کام دیتے ہیں۔

(۳) لیکن صفت جب اسم کے ساتھ بطور خبر کے آئے، بشرطیکہ اسم واحد کے ساتھ، علامت مفعول موجود ہو، تو اسم بلا لحاظ جنس و تعداد واحد استعمال ہوگا، جیسے۔ میں نے ان لوگوں کو بہت کالا پایا۔ اگر، کو، نہ ہوتا تو صفت جمع آتی ہے جیسے میں نے یہاں کے آم میٹھے دیکھے۔ یہاں کے لوگ کالے پائے میں نے یہاں کی عورتیں کالی پائیں، میں نے یہاں کی عورتوں کو کالا پایا۔

www.taemeernews.com

صفت جو تمیز کے طور پر ہوتی ہے اس کا اثر فعل کی تذکیر و تانیث پر نہیں ہوتا، جیسے اس نے اچھا کیا، تم نے خوب کیا، یہاں خوب اور اچھا کی تذکیر و تانیث سے کچھ بحث نہیں۔

تم نے مجھ نکمی کو کیوں دکھ دے رکھا ہے۔

لیکن یہاں نکمی مجھ کا بدل ہے، اور بدل جملے کی ترکیب سے متاثر نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ جملے کی باقی حالت میں فرق نہیں آیا اور فعل حسب معمول واحد مذکر ہے، لیکن خبر کی حالت دوسری ہے جو بیان ہو چکی ہے،

حالیہ کی مطابقت کے متعلق اس سے پہلے حالیہ کے بیان میں ہو چکا ہے۔

۳۔ خبر یہ فعل یا اسم جہاں جہاں ممکن ہو جنس و تعداد میں مبتدا کے مطابق ہونا چاہئے، جیسے سب دولت ڈھونڈتے ہیں لکھنے پڑھنے کا سامان نہیں ہے، علم اور نیک چلنی یہ دونوں انسان کا درجہ بڑھا دیتے ہیں، ان متعدی افعال کی جن کے افعال ماضی کے ساتھ، نے، آتا ہے، دوسری حالت ہے، اس کا ذکر پہلے مفصل ہو چکا ہے۔

جب کسی فعل کا مبتدا جملہ یا جزو جملہ ہوتا ہے، تو خبر ہمیشہ واحد ہوتی ہے، جیسے سانچ کو آنچ نہیں، بالکل صحیح ہے، اسے دیکھ کر میری زبان سے بے اختیار نکل "طویل احمق" نکل جاتا ہے۔

تعظیمی خبر جب مبتدا تعظیمی جمع یا تعظیمی لفظ ہو اگرچہ مقصود اس سے فرد واحد ہے، خبر نیز تمام توصیفی کلمے جمع ہی ہوں گے، جیسے آپ کب تک قیام فرمائیں گے، یہی مولوی صاحب ہیں جن کا میں نے ذکر کیا تھا، ہمارے پیر و مرشد یہاں نہیں ہیں۔

www.taemeernews.com

جب فاعل ضمیر ہو اور مذکر و مونث دونوں کی طرف راجع ہو تو خبر مذکر ہوگی جیسے، زینب نے اپنے شوہر سے کہا اب یہاں نہیں ٹھہر سکتے اس نے میاں بیوی سے صاف کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔

جب ابتدا ایک سے زائد اسما یا ضمائر مختلف الجنس پر مشتمل ہو تو خبر عموماً سب کے قریب کے اسم سے مطابق ہوگی، جیسے، آدمی کے دو کان، دو آنکھیں اور ایک منہ ہے۔

اگر سب کے سب واحد اور ایک جنس کے ہیں تو خبر ان لفظوں کی جنس کی تابع ہوگی جیسے اس سے کم ہمتی اور بزدلی پیدا ہوتی ہے ایسی باتوں سے رعب اور وقار جاتا رہتا ہے،

لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد جمع ہیں تو خبر جمع ہوگی، ایسی حالت میں جمع خبر کے متصل ہونی چاہئے، جیسے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ میز اور کرسیاں گر پڑیں،

(۵) لیکن جب دو اسم ہوں اور آخر میں لفظ دونوں یا دونوں کے دونوں آئیں تو فعل جمع ہوگا جیسے ماں اور بچہ دونوں مر گئے، یا دونوں کے دونوں مر گئے،

مگر جب دو یا دو سے زائد اسما کے فاعل یا مبتدا ہوں اور آخر میں سب آئے تو فعل جنس و تعداد میں آخر اسم کے مطابق ہوگا جیسے اس کا مال و اسباب جاگیر، مکانات، سب بک گئے اس کا مال و اسباب گھر بار سب بک گیا۔

مگر جب سب کا تکرار حرف اضافت کے ساتھ ہو تو سب کا سب واحد سب کے سب جمع مذکر اور سب کی سب مونث واحد جمع کیلئے ہے لیکن جب سب کچھ، آخر میں آئے تو فعل ہر حالت میں واحد

www.taemeernews.com



ہو گا جیسے، مال واسباب، جاگیر، مکانات سب کچھ بک گیا۔
آخر میں جب کوئی یا کچھ ہو تو بھی فعل واحد مذکر ہو گا۔ جیسے، باپ بیٹا جورو، بھائی بہن کوئی ساتھ نہ جائے گا۔ مال واسباب باغ و جاگیر کچھ نہ رہا۔

(۶) عام طور پر فعل جنس و تعداد میں مبتدا کے مطابق ہوتا ہے، جیسے یہ آلات اور کتابیں میری ساری پونجی ہیں۔

(۷) جب مبتدا دو یا زائد ایسی ضمیروں پر مشتمل ہوں جن کی نوعیت الگ الگ ہو یعنی کوئی متکلم ہو کوئی مخاطب اور کوئی غائب تو خبر جمع ہو گی جیسے، ہم تو وہاں گئے تھے۔ وہ اور میں راستہ بھول گئے ہیں اور تم وہاں نہ چلیں گے۔ میں اور وہ ساتھ ساتھ آئے۔ ایسی صورت میں جہاں تک ممکن ہو ضمیر جمع آخر میں لانی چاہئے۔

(۸) جب مبتدا اسم جمع ہو تو خبر واحد ہو گی۔ فوج جا رہی ہے وغیرہ

(۹) کتابوں اخباروں اور رسالوں کے نام گو جمع ہوں گے، مگر وہ مثل واحد کے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے تعزیرات ہند چھپ گئی (کتاب چونکہ مونث ہے اسلئے فعل مونث آیا) میں نے قصص ہند ختم کر دی۔

(۱۰) افعال ناقص میں جب مبتدا اور خبر دونوں اسم ہوں تو فعل مبتدا کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگرچہ بعض اساتذہ نے اس کے خلاف بھی کیا ہے وہ قابل تقلید نہیں ہے جیسے۔

" ظلمت عصیاں سے میرے بن گیا شب روز حشر "

یہاں روز حشر بن گئی کہنا کچھ نہ ہو گا۔ اگرچہ اسی استاد نے دوسری جگہ فرمایا ہے۔

تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پل ہوا۔

www.taemeernews.com



مگر اس کی تقلید درست نہیں ہے، قاعدہ یہی ہے کہ فعل مبتدا
کے مطابق ہوگا۔

(۱۱) بعض اوقات دو واحد اسم ہم جنس یا مختلف الجنس بلا حرف عطف
مل کر جمع کی حالت پیدا کرتے ہیں تو ایسی حالت میں فعل جمع مذکر
آئے گا، جیسے، میاں بیوی ہنسی خوشی بسر کرتے ہیں۔ اب تو دن
رات چین سے گذر رہے ہیں۔ گھوڑا گھوڑی کلیلیں کر رہے ہیں
باپ بیٹا جا رہے ہیں۔

(۱۲) بعض صورتوں میں جب دو لفظ بلا حرف عطف مل کر آتے ہیں
اور ایک کلمہ کا حکم رکھتے ہیں تو فعل واحد آتا ہے اور عموماً
تذکیر و تانیث، آخری لفظ کے لحاظ سے قرار دی جاتی ہے جیسے،
گھوڑا گاڑی بک گئی، قلم دوات رکھی ہے، دوات قلم رکھا ہے
لیکن کبھی کبھی اس کے خلاف بھی آتا ہے، جیسے بہت دنوں سے
کھانے میں نمک مرچ زیادہ ہوتا ہے
فارسی میں ایسے لفظوں کے درمیان حرف عطف واؤ آتا ہے
جیسے کھانے میں آب و نمک ٹھیک ہے۔
لیکن نشو و نما اور آب و گل مذکر اور مونث دونوں طرح
مستعمل ہیں، جیسے

خاکساری نے اسی دن دہشتی پائی تھی ذوقؔ
آدم خاکی کا جس دم آب و گل پیدا ہوا

۰:۰ ۰:۰ ۰:۰

www.taemeernews.com

شرافت تھی جو آب و گل میں اس کی
چشم پر آب سے ہے نشو و نما ساون کی (وزیر)
خط کو روے یار پر نشو و نما ہوتا نہیں (ناسخ)

**لیل و نہار** (زمانہ کے معنون میں) واحد اور جمع دونوں طرح مستعمل ہے۔

اگر یہی لیل و نہار ہے۔ یا اگر یہی لیل و نہار ہیں۔ مگر واحد کو ترجیح ہے۔

دن رات، روز و شب جمع استعمال ہوتے ہیں۔

(۱۳) ایک صورت خاص رشتہ دارون کے ساتھ مخصوص ہے یعنی رشتہ کے دو اسم بلا حرف عطف آتے ہین۔ ہوتے دونون واحد ہین، مگر چونکہ دو کے ملنے سے جمع کی صورت پیدا ہوتی ہے دوسرا لفظ باوجود واحد ہونے کے جمع کی صورت مین آتا ہے اور فعل کو بھی اسکی مطابقت لازم ہوتی ہے۔ گویا یہ دونون مل کر ایک لفظ ہین جس کی جمع بنائی گئی ہے۔ جیسے ماموں بھانجے لڑ پڑے۔ چچا بھتیجے بیٹھے باتین کر رہے ہین۔ یہ باپ بیٹے ذرا سی بات پر اڑ بیٹھتے ہین۔ مدت ہوئی باپ بیٹون کا انتقال ہو گیا۔

جب آخر مین دونون کا لفظ آتا ہے تو واحد یا جمع دونون صورتین جائز ہین۔ جیسے مدت ہوئی باپ بیٹا دونون مر گئے یا باپ بیٹے دونون مر گئے۔

ایک دقت یہ ہے کہ جمع کی حالت مین بھی یون ہی بولتے ہین اور اس لیے واحد اور جمع مین تمیز کرنا دشوار ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم کہتے ہین کہ "چچا بھتیجے بیٹھے حقہ پی رہے ہین" تو اگر ایک بھتیجا ہے تو بھی یون ہی کہین گے اور اگر ایک سے زیادہ ہین تو بھی یو نہین۔ مگر عام طور پر واحد ہی مقصود ہوتا ہے۔

www.taemeernews.com

ہماری رائے مین جب مراد جمع ہو تو حرف عطف "اور" لانا چاہیے۔ مثلاً جب کہین "چچا بھتیجے بیٹھے حقہ پی رہے تھے" تو اس سے مراد واحد ہو۔ لیکن جب تخصیص کے ساتھ کئی بھتیجون کا جتانا مقصود ہو تو یون کہنا چاہیے کہ "چچا اور بھتیجے بیٹھے حقہ پی رہے ہین" یہ فرق نازک ہے مگر ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔

(۱۴) جب خبر مصدر ہو تو اگر مبتدا مذکر ہے تو مصدر کا الف یائے معروف سے بدل جاتا ہے

اور اگر مبتدا مذکر ہے تو الف قائم رہتا ہے۔ متاخرین لکھنؤ ہر حالت مین مصدر کو اصلی ہی صورت مین رکھتے ہین۔ اگرچہ اساتذۂ لکھنؤ اسکے پابند نہین۔ جیسے

جانا یہ زلف کف مین لینی<br>ہے سانپ کے منھ مین انگلی دینی (نسیم لکھنوی)

ہر شک دیدہ ہاے تر سے دھو ڈالون گا عصیان کو<br>انھین چشمون سے اے دل آبروِ محشر مین پانی ہے (امانت)

خواب مین وہ آنے کا کیون نہ اب کرے وعدہ<br>یعنے کب جدائی مین مجکو نیند آنی ہے (ناسخ)

www.taemeernews.com



اب تو میرے حال پہ لطف و کرم فرمائیے۔
ہو چکی ہوں جو تھی جور و جفا دو چار دن!
(صبا)

(۱۵) بعض عربی اسماء ہندی مصادر کے ساتھ اس طرح مل کر آتے ہیں، کہ وہ بالکل ان کا جزو ہو جاتے ہیں، لہٰذا ان اسماء کو فعل کی تذکیر و تانیث میں مطلق دخل نہیں ہوتا، فعل مبتدا کے مطابق ہوگا۔ اور اگر خبر (یا مفعول) موجود ہے، تو خبر (یا مفعول) کے مطابق ہوگا جیسے یہ قرار پایا یہ بات قرار پائی، یہ امر قرار پایا، میں نے یہ امر تجویز کیا، میں نے یہ بات طے پائی یہ امر قرار پایا، میں نے یہ امر تجویز کیا، میں نے یہ بات طے پائی۔ یہ طے پایا۔
ان مثالوں میں تجویز، قرار، طے وغیرہ کو فعل کی تذکیر و تانیث میں کوئی دخل نہیں۔

اسی طرح مثلاً یاد کرنا ایسا مصدر ہے جو اردو کا ٹھیٹ مصدر ہو گیا ہے، اور اس کا استعمال بھی ہندی مصادر کی طرح ہوتا ہے۔ میں نے اسے یاد کیا، ہم نے ان کو یاد کیا، میں نے سبق یاد کیا۔ اس نے کہانی یاد کی۔
یہاں یاد کرنا فعل کی تذکیر و تانیث پر کچھ اثر نہیں۔

لیکن تدبیر کرنا، تاخیر کرنا، فریاد کرنا، صبر کرنا، تعمیل کرنا، شور مچانا، ہدایت کرنا، سزا دینا وغیرہ مصادر میں جزو اول الگ لفظ ہے اور اسی لحاظ سے فعل کی تذکیر و تانیث آتی ہے، کیونکہ یہ لفظ یہاں خود مفعول واقع ہوتے ہیں۔

(۱۶) جس طرح افعال ناقصہ میں فعل مبتدا کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح افعال قلوب میں بھی فعل مبتدا کے مطابق ہی ہوتا ہے اس کے مفعول یا خبر کو فعل کی تذکیر و تانیث میں کچھ دخل نہیں جیسے:-

www.taemeernews.com



میں اس عورت کو بیچارا سمجھا۔ میں نے اسے بے وقوف خیال کیا۔ کیوں کہ ان افعال کے مفعول کے ساتھ ہمیشہ کو آتا ہے، یا معنوی ضمیر آتی ہے۔ اس مبتدا کا فعل پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔

(۱۷) کبھی مبتدا مذکور نہیں ہوتا، قرینے سے معلوم ہو جاتا ہے لہٰذا خبر اس لحاظ سے تعداد اور جنس میں محذوف مبتدا کے مطابق ہوتی ہے۔ جیسے اب تو آرام سے گذرتی ہے۔ (یعنی زندگی) کب آئے (یعنی آپ یا وہ)

www.taemeernews.com



# مرکب جملے!

جب دو یا دو سے زیادہ جملے مل کر کسی ایک معنی یا خیال کو ادا کریں تو وہ مرکب جملہ کہلائے گا۔

اگر یہ جملے نحوی لحاظ سے جداگانہ اور برابر کی حیثیت رکھتے ہوں تو ایسے جملوں کو "ہم رتبہ" جملے کہیں گے۔

اگر کوئی جملہ دوسرے جملے کے مقابلے میں برابر کی حیثیت نہیں رکھتا ہے بلکہ دوسرے کے تحت میں ہے تو ایسے جملے کو "تابع" کہیں گے:

## ۱۔ ہم رتبہ جملے

ہم رتبہ جملے حروف عطف کے ذریعے سے باہم ملے ہوتے ہیں، اردو میں مثل دوسری زبانوں کے ان کی چار قسمیں ہو سکتی ہیں۔

وصلی، تردیدی۔ استدراکی، اور سببی،

۱۔ وصلی جملے۔ دو ہم رتبہ جملوں کو باہم ملانے کے لئے حرف عطف "اور" آتا ہے۔ ان میں سے ہر جملہ برابر کی حیثیت کا اور ایک دوسرے سے آزاد ہوتا ہے،

جیسے۔ میں آیا اور وہ چلا گیا۔ سورج صبح کو نکلتا اور شام کو غروب ہو جاتا ہے،

بعض اوقات "پھر" بھی یہ کام دیتا ہے، جیسے پہلے تو وہ اسباب جمع کرتا رہا پھر چل دیا۔

www.taemeernews.com



۲۔ تردیدی جملے وہ وصلی جملوں کی ضد ہیں۔ یعنی یہاں حرف تردید دو جملوں کو معناً جدا کرتا ہے۔ اس کے لئے عموماً حرف "یا" استعمال ہوتا ہے۔ اسے گھر بھیج دو یا باہر نکال دو۔

کبھی "کہ" ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے، تم نے کچھ دیا کہ نہیں وہ گیا کہ نہیں۔

کبھی "نہیں تو" اور "ورنہ" بھی حروف تردید کا کام دیتے ہیں، جیسے حاکم ہمدرد ہونا چاہیئے۔ ورنہ رعایا تباہ ہو جائے گی۔ اسے جلدی چھوڑ دو، نہیں تو بہت مشکل پڑے گی۔

بعض اوقات خواہ . . . . خواہ اور چاہے . . . . چاہے بھی تردید کے لئے آتے ہیں، جیسے، چاہے رہے چاہے جائے. خواہ خود آجائیں خواہ مجھے بلالیں۔

نہ . . . . نہ بھی تردید کے لئے آتے ہیں، جیسے، نہ خود گیا نہ مجھے جانے دیا۔

اس قسم کے جملوں میں عموماً پہلا "نہ" محذوف ہوتا ہے، جیسے خود گیا نہ مجھے جانے دیا۔ وہاں آقا تھا نہ نوکر۔

۳۔ استدراکی جملے، بہم مرتب۔ استدراکی جملوں میں دو بیانات کا باہم مقابلہ ہوتا ہے، یہ جملے تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ دوسرا بیان پہلے بیان کے مخالف یا اس سے خارج ہو۔

۲۔ دوسرا بیان پہلے بیان کو صرف مقید اور محدود کرتا ہو۔

۳ یا پہلے بیان کی توسیع یا ترقی ہو۔

www.taemeernews.com



ان کے لئے عموماً حروف، لیکن، مگر، پر، سوا، بلکہ استعمال ہوتے ہیں، مثالیں اسی ترتیب سے دی گئی ہیں جس ترتیب سے تقسیم کی گئی ہے،

چکور اور شہباز سب اڑتے پھرتے ہیں۔
مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں!

وہ تمہارے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہے، مگر تم چاہو کہ نہ پیسہ ہاتھ آئے تو اس سے ہاتھ دھو رکھو۔

(۲) وہ وعدہ تو بہت کرتا ہے، لیکن یاد نہیں رکھتا، وہ ساتھی تو ہے پر مصیبت کا ساتھی نہیں، وہ دوست ہے مگر وقت پر کام نہیں آتا۔

(۳) خوشامد سے ایک دنیا ہی نہیں ملتی، بلکہ خدا بھی اس سے ملتا ہے، یہ ایک کیا بلکہ ایسے سو بول تو مار پھٹا ڈول۔

اس نے صرف طوطا چشمی ہی نہیں کی بلکہ طرح طرح کی تکلیفیں بھی پہنچائیں ان مثالوں سے مگر، لیکن (پر) اور بلکہ کے استعمال میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے اور قابل لحاظ ہے کیونکہ ان کے استعمال میں اکثر غلطی ہو جاتی ہے، نظم میں پرؔ کی بجائے یہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ کبھی سو بھی ان معنوں میں آتا ہے، مگر بہت کم جیسے،

ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا۔

بعض اوقات، اور بھی محاورے میں مگر کے معنی دے جاتا ہے۔

---

سلہ پر سنسکرت کے پرن سے بنا ہے اور یہ پر کا مخفف ہے اہل لکھنؤ بالفتح بولتے اور لکھتے ہیں، لیکن مجھے زیر سے پر معلوم ہوتا ہے کیونکہ پر ح بھاشا میں بالکسر ہی آتا ہے۔

www.taemeernews.com



جیسے، ایسا، فاضل اور نکما، اتنا بڑا باکمال اور اس قدر تنگ دل۔

بعض اوقات، مگر، اور لیکن، گو، اور اگرچہ کے جواب میں آتے ہیں۔ جیسے اگرچہ وہ بہت بڑا اور دولت مند ہے لیکن دل کا چھوٹا ہے۔

۴۔ سببی جملے، ان جملوں کے ایک جزو میں دوسرے جز کے سبب، وجہ یا نتیجہ کا ذکر ہوتا ہے، جو جملہ کی علت یا سبب کو ظاہر کرتا ہے وہ عموماً کیونکہ، اس لئے کہ، اس واسطے کہ، سے، شروع ہوتا ہے جیسے میں ان کا ساتھ دوں گا۔ کیوں کہ (اس لئے کہ یا اس واسطے کہ) مصیبت کے وقت انہوں نے میرا ساتھ دیا تھا۔

جو جملہ نتیجہ یا اثر کو ظاہر کرتا ہے اس کے شروع میں اس لئے پس یا عربی کا لہذا آتا ہے جیسے، اس نے میرا کہنا نہ مانا، اس لئے (لہذا) میں اس سے قطع تعلق کرتا ہوں۔

ایسے مرکب جملے میں جزاول کے ساتھ عموماً چوں کہ استعمال ہوتا ہے جیسے، چوں کہ وہ بہت شریر اور نااہل ہے۔ اس لئے میں اسے منہ نہیں لگاتا۔

کبھی پس بھی ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے چونکہ اس نے بلا اجازت ایسا کام کیا ہے۔ پس (یا لہذا) اسے سزا بھگتنی چاہیئے

## تابع جملے

تابع جملوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ اسمی

وصفی

تمیزی

اصلی جملے کو خاص اور اس کے تحت جملے کو تابع جملہ کہیں گے

www.taemeernews.com



۱۔ اسمی جملہ/ اسمی جملے سے ہماری مراد ایسا جملہ ہے جو بجائے خود ایک اسم کا کام دے اور جملہ کی ترکیب میں بجائے ایک اسم کے ہو، جیسے، میرا ایمان ہے کہ خدا ایک ہے، یہاں "خدا ایک ہے" بجائے ایک اسم کے ہے یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ توحید میرا ایمان ہے،

اسمی جملہ دو قسم کا ہوتا ہے، ایک وہ جو اصل جملے کے فعل سے متبدا کا تعلق رکھتا ہو، یا جو متبدا کا بدل ہو، دوسرا وہ جو اصل جملے کے فعل کو یا خبر کے کسی تابع کو محدود کر دے یا اس پر اثر ڈالے۔

تمام اسمی جملوں کی ابتداء عموماً حرف (کہ) سے ہوتی ہے، جیسے اس نے کہا کہ میں بیمار ہوں، کون نہیں جانتا کہ میرا نام احمد ہے؟ ہاں وہ پہیلی پہیلی کر بیان سے باہر ہے، (یہاں جملہ خاص جملے کے متبدا سے متعلق ہے، یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اس کا کام نہیں ہے (یہاں تابع ہے) یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اس کا کام نہیں ہے (یہاں تابع متبدا کا بدل ہے) جب خاص جملے میں الفاظ، مناسب ہے، لازم ہے، چاہئے وغیرہ آئیں اور فرض وو اجبیت وغیرہ ظاہر کریں تو تابع جملے میں مضارع آئے گا جیسے مناسب ہے کہ آپ خود چلے جائیے، لازم تو یہ ہے کہ خود آ کر معافی مانگے، ان کو چاہئے کہ ابھی بھیج دیں وغیرہ۔

اسمی جملہ جس کا تعلق خبر سے ہوتا ہے وہ جملے کے فعل کا مفعول واقع ہوتا ہے۔ جیسے اس نے کہا تم گھبراؤ نہیں، وہ گلی گلی کہتا پھرتا آگ لگی رے آگ لگی، تم دیکھو کہ آؤ کہ سامنے کون چلا آرہا ہے،

کبھی کبھی اور خاص کر چھوٹے چھوٹے فقروں اور مقولوں کے قبل (کہ) محذوف ہوتا ہے میں نے کہا اب نہ آنا، اس نے کہا درست

www.taemeernews.com



یہاں آؤ۔

کبھی تابع جملہ خاص جملے سے قبل بھی آجاتا ہے، جیسے، چلو ٹیپنے چلو مدینے، ہر طرف سے یہی صدا آرہی ہے،

کبھی جو، بھی، کہ، کی، جگہ استعمال ہوتا ہے جیسے بادا سے کیوں نہیں کہتے ؟ جو تمہیں بھجوا دیں

کبھی (کہ، خاص جملہ کے فعل کی وجہ یا مقصد کے اظہار کے لئے آتا ہے۔ جیسے، میں تمہیں اس لئے بھیجتا ہوں کہ تم ان سے مل سکو ایسے موقع پر، کہ، تاکہ کے معنوں میں آتا ہے، اظہار مقصد کے لئے اس لئے کہ وہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے، وہاں جاتے ہوئے ڈرتا ہوں کیونکہ وہ میرا جانی دشمن ہے

بعض اوقات منفی فقرہ، ایسا نہ ہو، کے ساتھ اظہار غرض کے لئے آتا ہے جیسے، ان سے زیادہ باتیں نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ وہ خفا ہو جائیں،

جب اسمی جملہ کسی نتیجے کو ظاہر کرتا ہے،

(۱) توقع، تمنا یا دعا کے اظہار کے موقع پر فعل مضارع آتا ہے جیسے ایسی تقریر کرو کہ ہزاروں کا چندہ ہو جائے۔ خدا کرے کہ وہ کامیاب ہو جائے، میں نہیں چاہتا کہ وہ یہاں آئے۔

۲۔ ناممکن یا محال کا اظہار ہوتا ہے تو زمانہ حال کے لئے مضارع اور زمانہ گذشتہ کے لئے ماضی شرطیہ (یا تمنائی) آتی ہے۔

جیسے اس کی کیا طاقت ہے جو یہاں ایسا کرے اس کی کیا طاقت تھی جو ایسا کرتا۔

۳۔ وصفی جملے۔ وصفی جملہ وہ ہے جو صفت کا کام دے اور خاص جملے

www.taemeernews.com



کسی لفظ یا فقرے کی تعریف کرے، جیسے، اس نے انہیں لڑکوں کے نام پکارے .: کتاب میں درج تھے، یہاں جو کے بعد کا جملہ کتاب میں درج تھے :، نام کی تعریف کرتا ہے۔

تمام وصفی جملے موصولہ یا اشاری ضمیروں کے ساتھ آتے ہیں، جیسے وہ کام جو آپ سے نہ ہو سکا میں کیسے کر سکتا ہوں۔

جب تاکید یا زور دینا مقصود ہوتا ہے تو اس کے اسم کو جس کی تعریف جملہ وصفیہ کرتا ہے۔ تکرار استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے جو کام آپ نہیں کرنا چاہتے تھے، آخر وہی کام کرنا پڑا۔

وصفی جملوں کے ساتھ عموماً ضمیر موصولہ یا اشارہ آتی ہے اور اس کے جواب میں دوسرے جملے میں دوسری ضمیر آتی ہے جیسا کہ اوپر مثالوں سے ظاہر ہے، لیکن بعض اوقات خاص کر نظم میں دوسری ضمیر محذوف ہو جاتی ہے جیسے، جو کچھ پر گذرتی ہے۔ تم کیا جانو۔

بعض اوقات وصفی خاص جملوں میں اسم مذکور نہیں ہوتا جب کہ کسی خاص شخص سے مراد نہ ہو یا اشارہ ایسی جانب ہو جو معروف ہے جیسے دل اسی سے ملتا ہے جو اس کے قابل ہوتا ہے، اس مصیبت سے وہی نجات دے گا جو سب کا نگہبان ہے۔

بعض اوقات ضمیر موصولہ محذوف ہوتی ہے، جیسے، اڈرا، سو مرا، ہو سو ہو، تم کرو گے سو اچھا ہی کرو گے،

کبھی مرجع اور ضمیر موصولہ دونوں محذوف ہوتے ہیں، جیسے، خوب سانپ مارا۔

ایسا عموماً بول چال کے فقروں اور نظم میں ہوتا ہے :۔

www.taemeernews.com



بعض اوقات اس حالت میں جہاں تعلق صاف ظاہر ہے دونوں ضمیریں محذوف ہو جاتی ہیں، جیسے اچھا کیا قفس مارا۔

جب اظہار واقعہ صاف طور پر ہوتا ہے تو افعال مطلق آتے ہیں جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے، مگر دوسری حالتوں میں مضارع یا افعال احتمال وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱) مثلاً جب وصفی جملہ کسی فعل کے مقصد غرض یا نتیجے کو ظاہر کرے جیسے یہ درخت اتنا مضبوط نہیں ہے جو وہ آسانی سے اس پر چڑھ جائے۔ وہ شریف نہیں ہے کہ جو میں اسے منہ لگاؤں۔

(۲) جہاں تعداد، کیفیت وکمیت کی تعین نہ ہو اور خاص افراد مقصود نہ ہوں جیسے وہ کتابیں جن میں اس مضمون کی پوری تشریح ہو۔

ایسا پانی جس میں نام کو غلاظت نہ ہو۔ ایسی تدبیر کرو جس کو باز رکھے، ایسا واعظ بلاؤ جو سب کو ترٹ یا دے۔

کبھی تابع جملے میں بھی اسی قدر ضمیریں ہوتی ہیں، جتنی خاص جملے میں جیسے جو جسے پسند آئے وہ ویسا ہی کرے۔

کبھی ا جہاں ا بجائے اسم یا ضمیر کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مبارک ہے وہ شہر جہاں سے تم آئے۔

کبھی اکہ ا بجائے جو ا کہ وصفی جملے کے ساتھ آتا ہے جیسے ایسی چیز تو میرے پاس ایک بھی نہیں جو آپ پسند فرمائیں، یہ ایسا آدمی نہیں ہے کہ میں اس پر اعتماد کر سکوں۔

(۳) تمیزی جملے، تمیزی جملہ درحقیقت تمیز کی طولانی صورت ہے یہ خاص جملے کی خبر کی بلحاظ وقت و مقام طور طریقے کے تعریف کرتا ہے۔ یہ کیفیاتی

www.taemeernews.com



ہر گی۔

وقت کے لئے جو تمیزی جملے آتے ہیں ان کی ابتدا ر ہیں: جو، یا۔
جب، آتے ہیں، اور ان کے جواب میں، تو، (یا کبھی تب)
جیسے، جب میں ہی نہ رہا تو مجھے اس سے کیا۔ جب تک میں ہوں
تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔

کبھی وقت کے تمیزی الفاظ کے ساتھ بعض اوقات (سے، اور
تک، مل کر بھی آتے ہیں۔ جیسے، جب تک۔ کب سے وغیرہ)
بعض دوسرے اسم مثلاً وقت، دم، دن وغیرہ جو وقت کو ظاہر
کرتے ہیں۔ ان ضمائر موصولہ کے ساتھ جملے میں آتے ہیں، اور ان کا جواب
خاص جملہ میں ہوتا ہے، جیسے جس وقت وہ پہنچا، اس وقت میں سو رہا تھا
کبھی کبھی ایسا تمیزی جملہ "کہ" سے شروع ہوتا ہے۔ جیسے وہ بہت
اداس بیٹھا تھا کہ یہ خوش خبری پہنچی۔ کبھی "جو" ان معنوں میں آتا ہے
جیسے، سب سوچ میں بیٹھے تھے جو اس نے یہ کہا۔
(یہاں جو کے معنی (کہ) اتنے میں، کے ہیں)
بعض اوقات تمیز زمانی محذوف ہوتی ہے، جیسے، سب نے
چیخنا چلانا شروع کیا تو بھاگ گیا۔

تمیزی جملہ مکانی، جہاں اور جدھر کے ساتھ آتا ہے جیسے جہاں
وہ جاتا ہے وہیں تم جاتے ہو، جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
کبھی جوابی "وہاں" محذوف بھی ہوتے ہیں، جیسے، جہاں سینگ
سمائے چل دو۔

تمیزی جملہ کبھی طور طریقہ کو ظاہر کرتا ہے اس کے ساتھ جیسا ہی یا جیسے

www.taemeernews.com



آتا ہے، مثلاً جونہی وہ دروازے سے نکلا تھا کہ میں پہنچا پہلے "جوں ہی" کے جواب میں "وہیں" استعمال ہوتا تھا۔ مگر آج کل متروک ہے، اگر ایسی صورت ہوتی ہے تو "کہ" یا "جو" لے آتے ہیں، اور جیسے کے جواب میں تیسے، مثلاً جیسے آپ مجھ پر مہربانی فرماتے ہیں، ویسے اس پر بھی نظر کرم رکھئے گا،

اکثر، ویسے محذوف ہوتا ہے، مثلاً: آپ کہیں، میں کرنے کو تیار ہوں جیسے بنے انہیں ساتھ لیتے آؤ۔

بعض اوقات جوں جوں اور جیسے جیسے بھی استعمال ہوتے ہیں اور ان کے جواب میں توں توں تو شاذو نادر اور ویسے ویسے بہت کم آتے ہیں، جیسے۔

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

جیسے جیسے وہ خط پڑھتا جاتا تھا، اس کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تھا،

جوں جوں اور جیسے جیسے والے تیزی جملوں میں جب کہ گذشتہ زمانہ ہو ہمیشہ افعال ماضی ناتمام کی کوئی نہ کوئی صورت استعمال ہوتی ہے، مثلاً جوں جوں میں اسے سمجھاتا تھا وہ اور بگڑتا تھا جیسے جیسے وہ قریب آتا گیا میں دور ہوتا گیا۔ وغیرہ، جب، جیسے، ایسے محض تشبیہاً استعمال ہوتے ہیں اور تشبیہ خیالی اور فرضی ہو تو فعل مضارع استعمال ہوگا جیسے یہ حرف تو ایسا لکھا ہے جیسے انگوٹھی میں نگینہ جڑا ہے۔ وہ اس طرح دفعتاً اس پر آ گرا جیسے آسمان سے بجلی گرے۔

لیکن تشبیہ حقیقی ہو تو فعل خبریہ آتا ہے۔

جیسے ایکایک اس طرح پتھر برسنے لگے، جیسے ساون میں مینہ برستا ہے۔

www.taemeernews.com



(یہ استعمال زیادہ تر بولنے یا لکھنے والے کی مرضی یا طرزِ بیان پر منحصر ہوتا ہے)

تمیزی جملہ سببی، خاص جملے کی علت یا وجہ کو ظاہر کرتا ہے اس کی ابتدا عموماً (جو) سے ہوتی ہے جس کے معنی چونکہ ہوتے ہیں، اور اس کا جواب "تو" یا "سو" سے ہوتا ہے، جیسے ہم جو اس تکلف اور مصیبت میں ہیں، تو ہماری بات نہیں پوچھتا۔

بعض اوقات تمیزی جملہ سببی شرط کو بھی ظاہر کرتا ہے، خاص جملہ شرط اور جملہ تابع، جزا کہلاتا ہے، شرطی جملے میں جو یا اگر اور جزا میں تو آتا ہے، جیسے، جو حال یہ ہے تو خدا ہی حافظ ہے،

شرطی جملوں کے ساتھ افعال کے استعمال میں احتیاط لازم ہے، شرط میں تین حالتیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ امکانی

۲۔ حقیقی

۳۔ غیر امکانی۔

۱ صورت امکانی، بعض اوقات ممکن ہے کہ شرط ذہن میں امکانی صورت رکھتی ہو، لیکن واقعے کے مطابق نہ ہو، ایسی صورت میں فعل مضارع یا افعال احتمالی استعمال کئے جائیں گے۔

لیکن جب علت یا نتیجہ یقینی ہو تو اس وقت خاص جملے کا فعل مطلق ہوگا جیسے، اگر وہ کل آگیا تو میں کیا کروں، وہ تمہارے ہی پاس رہے تو اچھا ہے، مگر جب نتیجہ امکانی صورت رکھتا ہے تو فعل مضارع یا کوئی فعل احتمالی استعمال ہوگا، جیسے، میں سوچ لوں گا، تو جواب دوں (یہاں شرط اور جزا دونوں میں فعل مضارع استعمال کیا گیا ہے) اگر آپ اس سے پوچھا

www.taemeernews.com



چھڑانا ہی چاہتے ہیں تو ایک تدبیر عرض کردں،

۲- جب صورت شرط واقعی ہے یعنی مستقبل یا گذشتہ یا زمانۂ حال میں جیسی دقوع کی صورت ہو، تب شرطی جملے میں فعل مستقبل ہوگا، یا کوئی اور فعل مطلق لیکن جزا میں حسب حالت مذکورہ فعل مضارع یا احتمالی یا مطلق آئے گا۔ جیسے،

جو تم اسے چھیڑ دگے تو خفا ہو جائے گا، میں اگر اسے مارتا ہوں تو بھاگ جائے گا، جو تم ہی نہ آئے تو پھر کون آئے گا، تم نے نہیں کہا تو پھر اور کس نے کہا۔

۳- تیسری صورت جبکہ شرط اور جزا دونوں میں خلاف واقعہ اور ناممکن الوقوع شرطی فقرے میں ایسی شرط کا اظہار ہوتا ہے، جو دقوع میں نہیں آئی مگر جزا میں اس نتیجہ کا اظہار ہوتا ہے جو شرط کے قائم رہنے کی وجہ سے واقع نہیں ہونے پایا، ایسی صورت میں عموماً فعل ماضی شرطیہ استعمال ہوتا ہے، جیسے، اگر میں ان سے پوچھتا تو وہ مجھ سے کہہ دیتے اگر وہ مرجاتا تو سارا پاپ کٹ جاتا۔

بعض اوقات ایسے موقع پر خبر میں ماضی بعید بھی استعمال ہوتی ہے، جیسے، وہ چاہتا تو آسکتا تھا، بھی تھا، یا ہوتا بھی استعمال ہوتی جیسے، وہ آجاتا تو اچھا تھا، یا اچھا ہوتا،

حرف شرط عموماً محذوف بھی ہوتا ہے جیسے، وہ آنے تو میں چلوں وہ کہتا تو میں ضرور جاتا،

اس موقع پر "ہو تو ہو" محاورے کا بھی خیال رہے جو محض تاکید کے لئے آتا ہے جیسے:

www.taemeernews.com



"غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو"

جو جملے "نہیں تو" یا "ورنہ" کے ساتھ آتے ہیں ان میں پورا فقرہ شرطیہ محذوف ہوتا ہے مجھے اس کے حکم کی تعمیل ضروری ہے ورنہ خدا جانے وہ کیا کر بیٹھے (یعنی اگر میں نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی تو ...) اگر آپ نے قبول کیا تو بہتر ورنہ مجھے اس کے پاس جانا پڑے گا (یعنی اگر آپ نے قبول نہ کیا تو ...)

بعض اوقات تمیزی جملہ اسکانی اور شرطی دونوں ہوتا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ شرطی جملہ (جب) سے شروع ہوتا ہے اور جزا میں "تو" آتا ہے، جیسے، وہ نہیں آتا تو میں کیوں جاؤں!

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حرف شرط (جب) جملے میں محذوف ہوتا ہے اور صرف (تو) سے ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ شرطیہ ہے جیسے میں چلنے لگا، تو رد کر مجھے پیٹنے لگے۔

کبھی حرف جزا (تو) بھی محذوف ہو جاتا ہے جیسے کیا ہوا، اگر ہم نہ گئے۔

استدراکی جملہ بھی ایک قسم کا شرطی جملہ ہوتا ہے، اور افعال کے استعمال میں اس پر بھی وہی قواعد حاوی ہیں، جو شرطیہ جملوں پر جو تابع کے ساتھ الفاظ تو، بھی، پر، تاہم، لیکن اور مگر آتے ہیں، جیسے، اگر چہ وہ بے وقوف ہے مگر اپنے مطلب میں بہت ہوشیار ہے۔ اگر چہ وہ بہت متحمل ہے، تاہم انسان ہے، غصہ آ ہی جاتا ہے اگر چہ میری اس سے اچھی ملاقات ہے، تو بھی ایسی فرمائش کرتے ہوئے تامل ہوتا ہے گو اس وقت وہ نہ مانے مگر آخر ایک روز ماننا پڑے گا۔

www.taemeernews.com



بعض اوقات 'خواہ، یا چاہے' شرطیہ جملے میں شرطیہ حرف عطف کے بجائے استعمال ہوتے ہیں جیسے، خواہ اس نے نیک نیتی ہی سے کیا ہو مگر کیا بہت برا، چاہے وہ کچھ ہی کہے پر مجھے یقین نہیں آتا۔

www.taemeernews.com



# جملے میں الفاظ کی ترتیب

۱۔ عموماً جملے کے تین حصے ہوتے ہیں۔

۱۔ مبتدا۔

۲۔ خبر

۳۔ فعل ربط

جیسے، احمد ہوشیار ہے۔

لیکن متعدی افعال کی صورت میں اول مبتدا (یا فاعل) اس کے بعد مفعول اور اس کے بعد فعل خبر ہوتا ہے۔

۲۔ اردو میں یہ ترتیب اکثر قائم نہیں رہتی اور کبھی تاکید اور زور دینے کی خاطر، کبھی تعجب و افسوس یا خوشی کے لئے اور کبھی محض قافیہ کے خیال سے اس ترتیب میں تغیر و تبدل واقع ہو جاتا ہے جیسے، ایسے ہوتے ہیں قوم کے سردار، حسن حیف ہے تجھ پر، کون ہے جو تمہیں نہ پہچانتا؟ لعنت ہے ایسی حرکات پر وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ فعل متعدی کا مفعول اس کے بالکل متصل قبل آتا ہے، جیسے میں نے اسے بلایا، لیکن جب زور دینا مقصود ہوتا ہے تو مفعول جملے کے شروع میں آتا ہے، جیسے، اس بچارے میں کیوں کر نبھا کر سکوں گا۔

خود فعل جب شروع میں آتا ہے تو اسی سے زور ظاہر ہوتا ہے جیسے

، ماروں کیا میں تجھے؟ دوں ایک تھپیڑ :۔

www.taemeernews.com



جب مفعول دو ہوں تو مفعول قریب جو عموماً اشیاء کے متعلق ہوتا ہے، فعل کے متصل آتا ہے جیسے، میں تمہیں انعام دوں گا، نیز جو الفاظ فعل کی غرض و غایت ظاہر کرتے ہیں وہ ہمیشہ فعل کے متصل آتے ہیں، جیسے میں تمہیں سمجھانے آیا ہوں، لیکن جب زور مقصود ہوتا ہے تو یہ الفاظ بھی فعل کے بعد آتے ہیں، جیسے یہ شخص اتنی دور سے آیا ہے، صرف تمہاری ہدایت کے لئے۔

۴۔ بعض اوقات بلحاظ زور و تاکید کے مفعول اول آجاتا ہے جیسے آدمی کو آدمی کھانے جاتا ہے، جب، ہونا سے متعلق افعال آتے ہیں تو خبر اول آتی ہے جیسے، ناصح سودا ہوا ہے خصوصاً طوری حالت میں، جیسے، گھر میں کوئی شخص نہیں، حامد کے پاس طوطا ہے؛
لیکن مفصلہ ذیل مثالوں میں مفعول زور دینے کی غرض سے اول آیا ہے
ان چیزوں کو تم کہاں لئے جاتے ہو؟
یہ کاغذ میرے کام کے نہیں۔
جو تم کہو گے وہی کہوں گا۔

۵۔ جہاں دو چیزوں کا مقابلہ ہوتا ہے، وہاں زور اور تاکید کا ایک لفظ جملے کے پہلے حصے کے شروع میں آتا ہے اور دوسرا لفظ دوسرے حصے کے شروع میں۔ جیسے، کمائیں میاں خان خاناں اور لٹائیں میاں فہیم، دکھ میرے لئے ہے، اور سکھ تمہارے لئے، محنت میں کروں اور چین وہ کرے،

۶۔ فجائیہ جملوں میں بھی اظہار نفرت، تعجب و افسوس وغیرہ کے لئے ترتیب بدل جاتی ہے، اور الفاظ تعجب و افسوس وغیرہ جملے کے شروع

www.taemeernews.com



میں آتے ہیں، جیسے لعنت ہے ایسے کام پر، افسوس تمہاری حالت پر۔ ایسے جملوں میں فعل ربط اکثر محذوف ہوتا ہے۔

۷۔ لفظ ندا عموماً اول آتا ہے، لیکن زور دینے کے لئے آخر میں آجاتا ہے جیسے تو نے ایسا کیا کیوں ظالم! تیری یہی سزا ہے کم بخت!۔

۸۔ جب ضمائر شخصی ہر سہ قسم ایک جگہ ہو جائیں تو ترتیب حسب ذیل ہوگی۔

اول ضمیر متکلم دوم ضمیر مخاطب اور سوم غائب، جیسے در ہم تم مل کر چلیں گے، ہمیں تمہیں وہ ایک ہی سمجھتے ہیں، ضمیر موصولہ ہمیشہ اول آتی ہے جیسے، جو تم کہو، وہی کروں گا۔

۹۔ ہر قسم کی صفات ان اسماء سے قبل آئیں گی جن کی وہ صفت بیان کرتی ہیں لیکن جس وقت وہ بعد میں آتی ہیں تو عموماً خبر کے طور پر استعمال ہوتی ہیں یا زور دینے یا خصوصیت ظاہر کرنے کی غرض سے جیسے، یہ بڑا غدار شہر ہے۔ اس اجڑے گاؤں میں کیوں چلے گئے۔ دعا رہ بیکار ہ، وہ ہمیشہ کا دکھیا ہے، وہ بچہ جلد بھی گئے ہیں ضرور،

بعض اوقات زور دینے کے لئے صفت کو اسم سے علیحدہ کر کے جملے کے آخر میں لاتے ہیں جیسے، یہ جنگ ہے بڑی خوفناک اور خونریز چلتے چلتے ایک بڑا پہاڑ ملا، ہرا بھرا اور بہت اونچا۔

۱۰۔ اردو میں بدل، مبدل منہ بطور صفت موصوف کے ہوتے ہیں، یعنی بدل اول آتا ہے اور مبدل منہ سے جس کی وہ ایک قسم کی صفت ہے جیسے، کلو، چمار آیا تھا، حاجی کا بیٹا شمو گیا، کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا ہے۔

www.taemeernews.com



جیسے تمہارا بھائی احمد کہاں ہے۔

۱۱۔ ترکیب اضافی میں بعض اوقات ترتیب بدل جاتی ہے اور فارسی کا اثر ہے، جیسے، یہ قلم آپ کا ہے، یہ کتاب میری ہے،

بعض اوقات مضاف الیہ اور مضاف میں فصل پڑ جاتا ہے، جیسے یہاں تیرا کیا کام ہے، تمہارا کیوں دم بھروں۔

لیکن یہ فعل وہیں تک جائز ہے کہ مطلب مبہم نہ ہو جائے۔

۱۲۔ تمیزی الفاظ یا فقرے۔ جیسے جلدی چلو، وہ شہر میں رہتا ہے، وہ مجھے ہر روز ستاتا ہے۔ عموماً ان الفاظ کے قبل آتے ہیں جن سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ فعل اور اس کے مفعول کے درمیان آجاتے ہیں، عام طور پر یوں سمجھنا چاہیئے، کہ جوں جوں وہ ایسے الفاظ سے دور دور ہوتے ہیں ویسے ہی زور زیادہ بڑھ جاتا ہے، انہیں الفاظ متعلق کے بعد یا افعال کے دو اجزا کے درمیان لانے سے زور پیدا کیا جاتا ہے جیسے اس کا مزاج چڑچڑا بہت ہے، یہ کہو تم آؤ گے، کب۔ اب تمہیں چھوڑ کر جاؤں کہاں۔

لیکن جب تمیز کا تعلق کل جملے سے ہوتا ہے تو جملے کے اول آتی ہے جیسے، دفعتاً چھت پر سے گر پڑا۔

۱۳۔ ہی، جو تمیز کے طور پر استعمال ہوتا ہے، اس کا استعمال اردو میں بہت کثرت سے ہے، اور اسم، ضمیر، صفت، فعل کے ساتھ آتا ہے، جیسے، گھر ہی میں رہو، آپ ہی چلیں، خوب ہی برسا، کسی طرح جاتا ہی نہیں، وہ سنتے ہی چل دیا۔

ہے، کے بعد ہی آتا ہے تو اس کا تلفظ اس طرح ادا ہے۔

www.taemeernews.com



" " نہیں ہے اور ہے کے بعد ایک "ی" اضافہ کر دی گئی ہے، یعنی ہئی (ہی. ہی)، اب دوسرے کی فکر کرو،

جہاں فعل کے دو جز ہوتے ہیں، وہاں یہ ان کے درمیان آتا ہے جیسے میں تو کر دوں ہی گا، میں تیار ہوں پر وہ کسی طرح چلتا ہی نہیں،

جب فعل کے ساتھ حالیہ معطوفہ ہو تو (ہی) ان دونوں کے درمیان آتا ہے، جیسے، آدمی کچھ لکھ کر ہی سیکھتا ہے، اس نے مجھے سمجھ کر ہی کہا۔

۱۴۔ فعل جب مفرد ہوتا ہے تو حرف نفی ہمیشہ اول آتا ہے مگر مرکب ہونے کی حالت میں فعل کے اول نیز ہر دو جز کے درمیان دونوں طرح جائز ہے جیسے میں نہیں جا سکا، میں جا نہیں سکتا، اسے نہ جانے دو۔ اسے جانے نہ دو، اس کا حال کہا نہیں جاتا، اس کا حال نہیں کہا جاتا۔

مفرد فعل کے ساتھ بھی نہیں کبھی بعد میں آ جاتا ہے۔ جیسے، مانتا نہیں اٹھو مت۔ اس میں کسی قدر تاکید پائی جاتی ہے۔

مرکب افعال کے اجزا میں زور اور تاکید کی غرض سے حرف نفی سے فصل نہیں آتا۔ بلکہ دوسرے الفاظ سے بھی اسی غرض کے لئے فصل آتا ہے جیسے ہوں تو میں ایسا ہی، نہ ہو تو ایسا ہی گیا ہے۔

۱۵۔ (ہی) کی طرح (بھی) انہیں الفاظ کے متصل آتا ہے جن پر زور دینا مقصود ہوتا ہے جیسے میرا بھی ایک بھائی وہاں نوکر تھا، (یہاں صرف بھائی کی ملازمت کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مقصود ہوتا ہے) اسی طرح میرا ایک بھائی نوکر بھی تھا، (یہاں صرف ملازمت پر بے کاری کے مقابلہ میں زور دینا مقصود ہے)۔

۱۶۔ (تو) بھی زور دینے کے لئے آتا ہے، اور ہمیشہ اس لفظ کے بعد

www.taemeernews.com



استعمال ہوتا ہے، جس پر زور دینا مقصود ہے وہ تو ضرور آئے گا۔

مگر جب یہ لفظ شرط کے جواب میں آتا ہے تو وہاں صرف جزا کے لئے آتا ہے اگر وہ آج آجائے تو بہت اچھا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو جاؤں۔

۱۷۔ حروف عطف اور، کہ، یا، پر، لیکن، مگر، جو، اگرچہ جملے کے شروع میں آتے ہیں، لیکن زور کے مقام پر زور دینے کے ان سے اول بڑھ جاتے ہیں، جیسے، وہ شخص اگر آیا بھی تو میں اسے منہ نہ لگاؤں گا، وہ اگرچہ بڑا عالم فاضل ہے، مگر تمیز چھو کے بھی نہیں گئی۔

۱۸۔ مرکب جملوں میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ زور دینے کی غرض سے مابعد کا جملہ ماقبل ہو جاتا ہے، جیسے اس کا دل بڑا ہی سخت ہوگا جس نے ایسی سزا اس غریب کو دی ہے۔

شرط کا جملہ ہمیشہ جزا سے قبل آتا ہے۔ اسی طرح وہ تمیزی جملے جو زماں و مکاں اور حالت ظاہر کرتے ہیں، خاص جملے سے قبل آتے ہیں۔ لیکن اگر زور خاص جملہ پر ہے، تو وہ اول آتا ہے جیسے یہ تو ہم اسی وقت سمجھ گئے تھے، جب اس نے ایسی حرکت کی تھی، ہمیں یہ کام اسی وقت تک کرنا چاہئے جہاں تک ہمارے اختیار میں ہے۔

نظم میں جملہ کی معمولی ترتیب قائم نہیں رہتی، ضرورت شاعری کسی ترتیب کے تابع نہیں۔

## رموز اوقاف (PUNCTUATION)

اوقاف یا وقف ان علامتوں کو کہتے ہیں، جو ایک جملے کو دوسرے

www.taemeernews.com



جملے سے یا کسی جملے کے ایک حصے کو دوسرے حصوں سے علیحدہ کریں، ان اوقات کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اول تو ان کی وجہ سے لفظ کو سکون ملتا ہے اور وہ تھکنے نہیں پاتی، دوسرے بات یہ ہے کہ ذہن ہر جملے یا جزو جملہ کی اصل اہمیت کو جان لیتا ہے، اور مطلب سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

جو علامتیں وقفوں کے اظہار کے لئے استعمال کی جاتی ہیں ان کے نام اور شکلیں حسب ذیل ہیں۔

| علامت | اردو نام | انگریزی نام | |
|---|---|---|---|
| ، | سکتہ | COMMA | چھوٹا ٹھہراؤ |
| ؛ | وقفہ | SEMICOLON | ٹھہراؤ |
| : | رابطہ | COLON | ملاؤ (یعنی محل سے متصل کو ملانے والا) |
| :- | تفصیلیہ | COLON&DASH | رابطہ اور خط تفصیل بتلانے والا |
| — | ختمہ | FUL-STOP | |
| ؟ | سوالیہ | NOTE OF INTERROGATION | |
| ! | فجائیہ ندائیہ | NOTE OF EXOLAMATION | |
| () یا [] | قوسین | BRACKETS | |
| — | خط | DASH | |
| " " | واوین | INVERTED COMMAS | |
| - | زنجیرہ | HAYPHEN | |

www.taemeernews.com



# علامتوں کا محل استعمال

## سکتہ (،)

یہ سب سے چھوٹا وقفہ ہوتا ہے۔ یہ حسب ذیل موقعوں پر استعمال ہوتا ہے:۔

۱۔ ایسے اسماء یا ضمائر کے بیچ میں جو ایک دوسرے کے بدل کا کام دیتے ہوں جیسے: جہانگیر، ابن اکبر، شہنشاہ ہندوستان نے جب....

۲۔ ایک ہی قسم کے کلمہ کے ان تین یا تین سے زائد لفظوں کے بیچ میں جو ساتھ ساتھ استعمال کئے گئے ہوں (اس حالت میں جبکہ یا تو صرف آخری دو لفظوں کے درمیان حرف عطف "و"، یا "اور" یا حرف تردید یعنی "یا" آئے ——)

(الف)۔ حیدرآباد، میسور اور ٹراونکور جنوبی ہند کی ریاستیں ہیں (اس میں تینوں الفاظ اسم ہیں۔)

(ب) چوری کرنا مذہباً، اخلاقاً اور رسماً برا سمجھا جاتا ہے اس کا طرز عمل عامیانہ، جاہلانہ، اور سوقیانہ ہے (ان میں تینوں الفاظ متعلقات فعل ہیں)

(ج) اکبر بہت عقلمند، وسیع النظر، ہمدرد اور مدبر بادشاہ تھا (یہاں الفاظ صفات ہیں)

۳۔ ندائیہ لفظوں کے بعد جیسے،

(ا) ، جناب صدر، خواتین و حضرات!

(ب) اے ماؤں، بہنوں، بیٹیو!۔ (یہاں تینوں اسم ندائی ہیں)

(ج) جناب من تسلیم!

www.taemeernews.com



(د) میرے محب ، صادق ، اعلیکم سلام ،

(ہ) عزیز من ! بہت بہت دعا !

(۴) جب ایک ہی درجے یا رتبے کے لفظ جوڑ وں میں استعمال ہوں ، تو ایک جوڑے کو دوسرے جوڑے کے درمیان سکتہ : دیتے ہیں

دن ہو کہ رات ، سفر ہو کہ حضر ، خلوت ہو کہ جلوت ، انسان کو چاہیئے کہ خدا کو نہ بھولے ۔

۵۔ ایسے اجزائے جملہ کے درمیان جو تشریحی ہوں ، سکتہ آتا ہے ۔

یہ چبوترا ، ۲۰ فٹ لمبا ، بیس فٹ چوڑا ، پانچ فٹ اونچا ہے ،

۶۔ دو یا زیادہ ایک ہی درجے کے ایسے چھوٹے جملوں کے بیچ میں جو ایک بڑے جملے کے جز ہوں ،

(ا) میں گھر سے بازار گیا ، بازار سے مدرسے آیا ، اب مدرسے سے گھر واپس جاتا ہوں ،

(ب) کھیلنے کے وقت کھیلو ، پڑھنے کے وقت پڑھو ،

(ج) وہ کھیل کے آیا ، نہایا ، کپڑے بدلے ، کھانا کھایا اور سیر کو چلا گیا ۔

(د) زبان بگڑی تو بگڑی تھی ، خبر لیجئے دہن بگڑا ۔

(ہ) نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی ۔

(۷) شرط اور جزا یا صلے اور موصول کو بیان کرنے کے لیے سادہ جملوں کے بیچ میں ۔

(ا) اگر ہم جانتے داغ جدائی ، نہ کرتے اتنی الفت تم سے بھائی ،

(ب) اس کے منہ جو کوئی لگا ، ذلیل ہی ہوا ۔

(ج) جب مطلع صاف ہو گیا ، اور سورج نکل آیا ، تو میں اپنے گھر سے نکلا

www.taemeernews.com



(د) جس شخص نے مجھ سے آپ سے کل باتیں کیں، وہ زید تھا۔

(۸) ایسے سادہ جملوں کے بیچ میں جو شئی اور مشتق منہ کا بیان کریں،

(ا) وہ شخص ایماندار ہے، لیکن سست

(ب) سارا زمانہ آیا، پر زید نہ آیا۔

(۹) جب ایک سادہ جملہ دوسرے کی توجیہ کرے، تو دونوں کے بیچ میں سکتہ آتا ہے۔

(ا) میں نہیں گیا، اس لئے کہ وہ خود ہی میرے ہاں آ پہنچا۔

(ب) اسے گھر بیٹھے نوکری مل گئی پھر باہر کیوں جاتا؟

(ج) خوب دوڑا کرو، جس سے بھوک اچھی طرح لگے۔

(۱۰) جب کسی فعل کے بعد "یا" کے مقدر ہو تو سکتہ لگانا ضروری ہے

(ا) وہ چھڑی ہاتھ میں لے، نکل کھڑا ہوا۔

(ب) وہ یہ جا، وہ جا چمپت ہو گئی۔

(۱۱) جب مبتدا اور خبر کے بیچ میں کوئی حجاب نہ ہو، تو سکتہ ضرور ڈال دیتے ہیں۔

(ا) یہ مجموعہ دانتخاب مضامین، مطبوعہ رسالے کا نہایت عمدہ اشتہار بھی بن گیا۔

(ب) حالی، مسدس حال کے مصنف ہیں،

(ج) مسدس حال کی سب سے ممتاز تصنیف ہے،

(د) نذیر احمد کی سب سے عام پسند کتاب، مراۃ العروس ہے،

(۱۲) عبارت اور خصوصاً شعر کی تعقید کو دور کرنے کے لئے بھی سکتہ لاتے ہیں

(ا) اس زمانے میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کتنے پہلو نکلی

www.taemeernews.com



رسموں کو پکڑتے ہیں، کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں، سند پکڑتے ہیں، اور کتنے ہی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔

(ب) سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنان مصر سے،
ہے زلیخا خوش، کہ محو ماہ کنعاں ہو گئیں!

(ج) تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگ ابر بہار۔
کہ دل بیداد ذوق پر فشانی، کس قدر، کیا قدرت؟

(د) دیوار، بار منت مزدور سے ہے خم

(و) دے مشکل ہے، حکمت، دل میں سوز غم چھپانے کی۔

(ز) نہیں بہار کو فرصت نہ ہو، بہار تو ہے،
طراوت چمن و خوبی ہوا کہئے،

اور یا وغیرہ سے پہلے ہی سکتہ لگاتے ہیں، کہ لفظوں پر خاص طور پر زور دینا منظور ہو۔

## مشق

ان جملوں میں حسب ضرورت سکتہ لگاؤ

زید عمر اور بکر، تینوں بازار گئے، تعریف کرنا تو درکنار وہ اور الٹے مجھ پر خفا ہوئے چونکہ دیر بہت ہو گئی تھی اور دھوپ لحظہ بہ لحظہ تیز ہوتی جاتی تھی، اسلئے ہم نے واپس ہونا ہی مناسب سمجھا دنیا اور اس کے مناظر بہار ود دریا، نیلا آسمان دمکتے ہوئے تارے بچھا ہوا سبزہ یہ سب خالی کیسے نہ ہو سکتے ہیں جو کیسے سہانے، اے ماؤ بہنو، بیٹیو، دنیا کی زینت تم سے ہے جسے زندگی کہتے ہیں وہ صرف کھانے پینے، رہنے سہنے اٹھنے بیٹھنے شادی کرنے

www.taemeernews.com



کا نام نہیں ہے، وہ تندرستی کی تصویر تھا بالا قامت چمکتی ہوئی آنکھیں فراخ سینہ بھرے بھرے بازو، اس میں شک نہیں کہ جو شخص دامے درمے قدمے اپنے ابنائے وطن کی مدد کرے ہر طرح سے لائق تحسین ہے۔ لیکن جو بچارا عملی ہمدردی کے ذرائع نہیں رکھتا اور صرف ایک ہمدرد دل رکھتا ہے۔ وہ بھی کچھ کم مستحق ستائش نہیں ہے۔

## وقفہ (؛)

جب سکتے سے زیادہ ٹھہراؤ کی ضرورت پڑے، تو وقفہ استعمال کرتے ہیں، اس کا استعمال حسب ذیل موقعوں پر ہوتا ہے۔

۱۔ جملوں کے لئے لمبے لمبے اجزار کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے کے لئے۔ یہاں سکتوں کے علاوہ وقفوں کا استعمال اس وجہ سے ضروری ہے کہ غلط بحث نہ ہو جائے۔ جیسے۔

حق یہ ہے کہ اس زمانے میں، جب کہ قومی تپش نما کا پارہ ہر گھڑی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، جب کہ باوجود تعلیمی کاموں کی کثرت کے قومی تعلیم کا کوئی صحیح خاکہ ہمارے سامنے نہیں ہے، جبکہ سیاسی تار و پود سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے، مگر کوئی طریقہ قومی فلاح کا ایسا نہیں ہے، جس پر تمام جماعتیں متفق ہو سکیں جبکہ مصلحت اور اصول، چال اور صداقت تلون اور استقامت میں اکثر مغالطہ ہو جاتا ہے، جبکہ باوجود سادگی کے ادعا کے عیش پرستی کے بہت سے چور دروازے کھلے ہوئے ہیں، جبکہ باوجود ایثار و قربانی کے دعوؤں کے، حقیقی ایثار نفس اور ضبط نفس بہت کم نظر آتا ہے، نواب وقار الملک کی سیرت ایک بڑی نعمت ہے۔

۲۔ جہاں جملوں کے مختلف اجزاء پر زیادہ تاکید دینا مدنظر

www.taemeernews.com



ہوتا ہے، وہاں بھی رابطے استعمال ہوتے ہیں،

(۲) جو کرے گا، سو پائے گا، جو بوئے گا، سو کاٹے گا،

(ب) آنا خفا آنا یا جانا، تو رلا یا جانا،
آنا ہے تو کیا آنا، جانا ہے تو کیا جانا۔

(ج) تم روئے اور ہمارا دل بے چین ہوا، تمہاری انگلی دکھی، تو ہمارے دل پر چوٹ لگی، مصیبتیں ہم نے جھیلیں، تکلیفیں ہم نے اٹھائیں، راتوں کو اٹھ اٹھ کر ہم بیٹھے کندھے سے لگایا، چمکارا، لوریاں سنائیں، غرض کہ جان، مال، سب تمہارے لئے تج دیا، کیا اس کا یہی صلہ ہے؟

(د) جن جملوں کے بڑے بڑے اجزا، کے درمیان ورنہ، ہنوز، اگرچہ، چہ جائیکہ، ذرا، بجائیکہ، لیکن اور اسی قسم کے ربط دینے والے الفاظ ہیں، وہاں ذہن کو سمجھنے کا موقع دینے کے لئے ان لفظوں سے پہلے وقفے کی علامت لگاتے ہیں،

واضح رہے کہ جب مذکورہ بالا الفاظ چھوٹے چھوٹے جملے کو ملاتے ہوں تو یہ علامت نہ لگائی جائے گی، بلکہ سکتہ ہی کافی ہے۔

(۲) اگرچہ آج کل نقادانِ فن اس بات کو مذموم سمجھتے ہیں کہ کسی خاص غرض کو پیش نظر رکھ کر، یا کسی خیال یا رائے کی اشاعت کے لئے کوئی ڈرامہ لکھا جائے لیکن ہندوستان جیسے ملک میں جہاں زندگی کا ہر پہلو قابل اصلاح ہے، اور معاشرت کے ہر شعبہ میں تذبذب اور انتشار بپا ہے، فن کی بعض نازک اور خیالی خوبیوں کو قربان کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ سلیقے سے کہا جائے،

(ب) چونکہ نکاح سے پہلے ہی نسبت توڑ دی گئی، اور لڑکی کی چچا سے علیحدہ کر دی گئی، اس کے لئے ایسی شادی سے جو مذموم اور دردناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، ان کا موقع ہی نہیں آیا۔

www.taemeernews.com



(۳) جن صورتوں میں سکتہ لاتے ہیں، ان میں صرف ایسی حالت میں لائیں گے جب جملوں کے بعض ایسے حصوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنا پڑے جن میں اندرونی طور پر سکتہ موجود ہے۔

(۲) حیدرآباد، میسور، ٹراونکور، جنوبی ہند کی، بھوپال، گوالیار اور اندور وسط ہند کی بڑی ریاستیں ہیں۔

(ب) حالی کا مسدس، یادگارِ غالب، حیاتِ جاوید، نذیر احمد کی مراۃ العروس، توبۃ النصوح، محصنات، ایامی، شبلی کی الفاروق، موازنہ، سیرۃ النبی پڑھنے اور بار بار پڑھنے کے قابل ہیں۔

# رابطہ (:)

اس کا ٹھہراؤ وقفے کے ٹھہراؤ سے زیادہ ہوتا ہے،

(۲) عام طور سے اس کا استعمال یہاں کیا جاتا ہے جب جملے کے کسی سابقہ خیال یا بات کی تشریح یا تصدیق کی جاتی ہے،

(۲) سفر ہو یا حضر، دن ہو یا رات، کام ہو یا تفریح، ہمیشہ اور ہر جگہ اپنی صحت کا خیال رکھو: اگر کوئی نعمت ہے تو یہی ہے،

(ب) کیا خوب سودا نقد ہے: اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے،

(ج) یہ خاموشی کہاں تک؟ لذتِ فریاد پیدا کر،
زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں۔
یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے

(د) کاوِ کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ:
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا:

www.taemeernews.com



(۵) کسی کلیئے کے رسالے کے لئے یہی کافی نہیں ہے کہ وہ متفرق اور مختلف معلومات کی ایک کھتونی ہو۔ اس کا بڑا لوازمہ تحریکی قوت ہے، ذوق جستجو کو اشتعال دینا، جودت طبع کو اکسانا یہی اس کا اصل کام ہے، اس کی کامیابی کی جانچ اسی کسوٹی پر ہوتی ہے،

(۶) انسان کو بعضے کاموں کی قدرت ہے، بعضے کی نہیں، وہ چل سکتا ہو، دوڑ سکتا ہے یا مگر اڑ نہیں سکتا۔

(۲) جب کسی مختصر مقولے یا محاورت وغیرہ کو بیان کرنا ہو، تو تمہیدی جملے اور اصل جملے کے بیچ میں نیم وقفہ یا رابطہ لاتے ہیں،

(ا) کسی حکیم کا قول ہے: آپ کاج مہا کاج۔

(ب) بقول شاعر: عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے!

(ج) سچ ہے: گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں،

(۳) ایسے دو جملوں کے بیچ میں رابطہ لاتے ہیں، جو آپس میں متقابل ایک دوسرے کی ضد ہوں، اور دونوں مل کر ایک پورے خیال کو ظاہر کریں جیسے: چلتا ہے؛ ٹٹو نہیں چلتا،

(۴) جب دو جملوں میں سے ایک، دوسرے کی توضیح کرے، مگر کوئی حرف توجیہ ان کے بیچ میں نہ ہو، تو ان کے درمیان میں رابطہ لاتے ہیں، جیسے بچوں کو تنہائی میں نصیحت کرنا چاہیئے؛ سب کے سامنے نصیحت کرنے کا الٹا اثر ہوتا ہے۔

## تفصیلیہ (:-)

یہ علامت عام طور پر "حسب ذیل" کی جگہ کرتی ہے، اس کے استعمال کے موقعے یہ ہیں:-

www.taemeernews.com



(۱) کسی طویل اقتباس کو یا کسی فہرست کو پیش کرتے وقت :-

(ا) مرزا غالب فرماتے ہیں :-

(ب) ہندوستان کے بڑے شہر یہ ہیں۔ ا بمبئی ۲ کلکتہ ۳ حیدر آباد ؛

۴ مدراس ۔

(۲) کسی جملے کے ساتھ اجزار کا اعادہ کرتے وقت ، یہ علامت "

حاصل کلام یہ ہے ، یا ، مختصر یہ ہے : " ضمیکہ " کا کام دیتی ہے ۔

سورج بادلوں سے نکل آیا تھا ، گھاس پر شبنم کے قطرے ایسے معلوم ہوتے تھے ، گویا سبز مخمل کے فرش میں ستارے جڑے ہوں ، دھوپ نکھری ہوئی تھی پہاڑوں کا رنگ بھی دھل گیا نیلے ابر کا سا ہو گیا تھا انہی مناظر کا لطف اٹھاتے ہوئے ہم اپنی گاڑی میں سوار چلے جا رہے تھے ۔

(۳) جب ایک ہی جملہ میں کئی باتیں مسلسل پیش کرنا ہوں تو اس علامت کا استعمال کرتے ہیں ۔

کچھ میری روزانہ زندگی کا حال سنو ۔ علی الصباح اٹھا ، ضروریات سے فارغ ہو کر ، ہنا دھو کر ناشتہ کیا ، ڈاک دیکھی ، اگر موسم خوشگوار ہو گیا تو چھڑی لے کر ٹہلنے چلا گیا ، ورنہ گھر ہی میں رہا ۔

ناریل کے فوائد بے شمار ہیں ، اس کا تیل جلاتے ہیں ، کھانے میں ڈالتے ہیں ، خول سے ڈونگے بنتے ہیں ، ریشہ رسیوں کے بٹنے میں کام آتا ہے ، کچا ہو تو اس کا پانی پیتے ہیں ،

(۴) کسی اصول یا قاعدے کی مثال پیش کرتے وقت ، جبکہ ایسے موقع پر مثلاً ، یا ، جیسے کا لفظ ترک کر دیا گیا ہو ۔

(۲) اسم نام ہے کسی چیز یا شخص کا : زید ، کرسی ، عمر ، بکر ،

www.taemeernews.com



(ب) صرف دولت کا ہونا خوشی کی دلیل نہیں ہے۔ نادروں کو ہی دیکھئے۔

## مشق

ان عبارتوں میں حسب ضرورت سکتے، وقفے، رابطے اور تفصیلیے لگاؤ۔

۱۔ ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقع ہے کہ اس پچاس سال میں ہم نے کیا کیا ہم کیا تھے اور اب کیا ہو گئے، یہ ظاہر ہے کہ اس پچاس سال میں ایک مدرسہ یونیورسٹی ہو گیا جس کی ابتدا چند طالب علموں سے ہوئی تھی، اور اب نوبت ہزاروں تک پہونچ گئی ہے، جہاں چند مکان تھے، وہاں اب عالیشان عمارتوں کا سلسلہ ہے، ایک ویران کھنڈر لہلہاتا ہوا باغ ہے، ایک غیر معروف مقام علم و فضل کا مرکز بن گیا ہے، جس پر تمام مسلمانوں کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔

(۲) اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ شہر بھی عجیب و غریب نظر آتا ہے، زمانہ قدیم سے مغبوطہ آفاق اور مرجع خلائق رہا کبھی، راجاؤں، مہاراجاؤں کی راجدھانی کبھی سلاطین اسلام کا دارالخلافہ کبھی طغیانی کی بدولت بہہ کے خراب اور رفتہ رفتہ پھر آباد ہوا کبھی مارکۂ جنگ و جدل و قتل عام ہے۔ کبھی گھر گھر دن عید اور رات شب برات ہے کبھی مرنظر خاہان و مرجع کمال ہے کبھی ایک مطلق العنان سودائی کی ہلکی سے خاما کھنڈر ہے، کبھی مورد بلیات ہے، کبھی منزل برکات و حیات غرض یہ نگری یوں ہی اجڑی بستی بنتی اور بگڑتی رہی،

(۳) کسی سفر کے حالات لکھنا اور سفرنامے کو مفید و دلچسپ بنانا یا دراصل ایسے آدمی کا کام ہے، جو کافی علم اور وسیع معلومات رکھتا ہو اور اسمیں ایسی قابلیت موجود ہو کہ تمام دلچسپ اور حیرت انگیز چیزیں اس کی نظر سے گذرے یا جو کچھ وہ سنے

www.taemeernews.com

کامل غور کے بعد اس سے مفید تجربات و نتائج حاصل کر کے دل نشین الفاظ میں بیان ادا کر سکے ،

(۴) جان غالب تمہارا خط پہنچا، غزل اصلاح کے بعد پہنچی ہے۔ ع
ہر ایک سے پوچھتا ہوں وہ کہاں ہے

مصرعہ بدل دینے سے شعر کس رتبے کا ہو گیا ہے؛ ارے میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ میاں یہ اہلِ دہلی کی زبان ہے، ارے اب اہلِ دہلی یا ہندو ہیں یا اہلِ حرفہ ہیں، یا خاکی ہیں یا پنجابی ہیں یا گورے ان میں سے تو کس کی تعریف کرتا ہے

(۵) جب کبھی تم کسی کام کے کرنے سے جھجکو، کاہلی سبز باغ دکھلائے آرام طلبی پر جانے تو کسی بزرگ کا مقولہ یاد کر لیا کرو، "کار امروز بفردا مگذار۔"

## ختمہ (۔[1])

یہ علامت مکمل جملے کے خاتمے پر لگائی جاتی ہے، جہاں مضمون کلیۃً پورا ہوتا ہے، دنیا دار العمل ہے۔ جب طبیعت خراب ہو تو کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ مخففات کے بعد بھی یہ علامت لگا دیتے ہیں، ا۔
کے۔ سی۔ آئی، اے۔ بی۔ اے۔

---

[1] ابتدائی تحریروں میں پورا نقطہ (FULL STOP) انگریزی کی طرح نقطے سے ظاہر کرتے ہیں، لیکن بعض زبانوں میں حروف منقوطہ کی کثرت جو زبان یہ علامت التباس پیدا کرتی ہے، اس کے لئے چھوٹا خط (-) اردو میں بہت عرصے سے کیا جاتا ہے۔ انگریزی (DASH) کو ہم نے خط کہا ہے، اور (FULL STOP) کو "ختمہ"

www.taemeernews.com



صرف انگریزی کے مخففات کے بعد۔ عربی کے مخففات کے بعد اکثر نہیں لگاتے، مں، صلعم ۲، رض، یوں ہی لکھے جاتے ہیں، جب ایک سے زیادہ مخففات ایک ہی سلسلے میں لکھے جائیں، تو ہر مخفف کے بعد لکتے کی علامت دینی چاہئے،

ڈاکٹر محمد اقبال۔ ایم۔ اے پی۔ ایچ ڈی، بیرسٹرایٹ لا۔ ہز اگز۔ الٹڈ ہائی نس میر عثمان علی خاں بہادر جی، سی، ایس، آئی جی، سی بی، ای۔

## واوین " "

جب کوئی اقتباس دیا جاتا ہے یا کسی کا قول اسی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے تو اس کے اول و آخر یہ علامت لگائی جاتی ہے،

اس نے جواب دیا "میں کل دس بجے یہاں پہنچوں گا،" مولانا معالی میر صاحب کے اس شعر کے متعلق لکھتے ہیں:

اب جنوں میں فاصلہ شاید ہی کچھ رہے
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں

" میر نے باوجود رعایت دیجے کی سادگی کے ایسے مبتذل اور پامال مضمون کو اچھوتے نرالے اور دلکش اسلوب میں بیان کیا ہے۔"

## فجائیہ ( ! )

یہ ان الفاظ یا جملوں کے بعد لگائی جاتی ہے جن سے کوئی جذبہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے عشق، حقارت، استعجاب، خوف وغیرہ، جذبے کی شدت کی مناسبت سے ایک سے زیادہ علامتیں بھی لگا دیتے ہیں،

اوہو! سخت تکلیف ہے، معاذاللہ! بس صاحب! بس!! وہ رحم!

www.taemeernews.com



اس کی امید فضول ہے
میں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں!

## سوالیہ (؟)۔

سوالیہ جملے کے آخر میں لگائی جاتی ہے:۔ کیا ہے؟ کس کی باری ہے؟
کیا یہ ممکن ہے کہ آپ مجھ سے کل صبح باغ عامہ میں ملاقات کریں؟

## خط (——)

(۱) یہ علامت جملہ معترضہ کے پہلے اور آخر میں لگائی جاتی ہے:۔
میری رائے۔ اگرچہ میں کیا اور میری رائے کیا۔ تو یہ ہے کہ آپ اس سے دست بردار ہو جائیں۔

(۲) جب کئی لفظ کسی سابقہ کی تشریح اور تبادلے میں لکھے جائیں، تو بھی یہ علامت لگاتے ہیں۔
سارا مکان — اینٹ، چونا، سامان، لکڑیاں — سب جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔
زید — نہ صرف زید بلکہ اس کا سارا خاندان — ان ہی بزرگ کا معتقد ہے۔

## قوسین ( )

یہ علامات خط (——) کی طرح جملہ معترضہ کے پہلے اور آخر میں لگائی جاتی ہیں۔

www.taemeernews.com



میرا گھر (یعنی مکان کا وہ حصہ جس میں سکونت ہے) بوسیدہ ہو گیا ہے
(یہ لکھنے والے کی مرضی ہے کہ خواہ قوسین استعمال کرے یا خط)

ہدایات: قوسین کے استعمال کرنے میں اس بات کا بہت خیال رکھنا چاہئیے کہ ان کے لانے سے عبارت بے ضابطہ نہ ہو جائے، بہت سے لکھنے والے اس کی پروا نہیں کرتے ؛ اور آجکل ایسے اکثر بے ہودہ جملے بہت دیکھنے میں آتے ہیں۔

(الف) محمود علی صاحب (جن کے بڑے بھائی الہ آباد میں تحصیلدار ہیں) کو میں نے کل موٹر پر جاتے دیکھا۔

(ب) حکیم احمد حسین خاں صاحب (جو محلے میں رہتے ہیں اور بڑے حاذق طبیب ہیں) سے میں نے رجوع کیا۔

(ج) مبارک علی میاں (جو کل آپ سے ملنے آئے تھے) کے پاس ایک اعلیٰ درجے کی بندوق ہے۔

ان جملوں میں قوسین کا استعمال اس طرح ہونا چاہئیے تھا۔

(الف) محمود علی خاں صاحب کو (جن کے ... ہیں) میں نے ...

(ب) حکیم احمد حسین خاں صاحب سے، (جو اردو محلے ... طبیب ہیں)، میں نے رجوع کیا۔

(ج) مبارک علی میاں کے پاس (جو کل آپ سے ملنے آئے تھے) ایک بڑی اعلیٰ درجے کی بندوق ہے۔

## زنجیرہ (-)

یہ علامت ان مرکب الفاظ کے اجزا کے درمیان لگائی جاتی ہے جن کے

www.taemeernews.com



متعلق یہ خیال ہوتا ہے، کہ بغیر اس علامت کے وہ علیحدہ علیحدہ الفاظ سمجھے جائیں گے خاص طور سے علوم کی مرکب اصطلاحوں میں اس کا لگانا ضروری ہے۔

اردو میں اور علامتیں مثلاً، سکتہ، وقفہ، سوالیہ، فجائیہ وغیرہ تو بہت پہلے سے استعمال کی جا رہی ہیں، لیکن زنجیرے کا استعمال اب تک نہیں کیا گیا، حالانکہ مرکبات لفظی کے اظہار کے لئے اس کی بہت ضرورت ہے، خاص طور پر آجکل، جبکہ انگریزی علوم کا ترجمہ ہو رہا ہے اور مرکب اصطلاحیں کثرت سے بن رہی ہیں۔ اس علامت کا اظہار بہت ضروری ہے، اب تک ہماری زبان کے مرکبات زیادہ تر سالم الاجزا ہوتے ہیں: مثلاً گل بدن، نازک خیال، رنگین بیان وغیرہ، یعنی انکا ہر جز ایک سالم لفظ ہوا کرتا تھا لیکن آج کل ایسی علمی اصطلاحیں کثرت سے بن رہی ہیں، جن کا جز اول سالم نہیں بلکہ اکثر مخفف ہوتا ہے، جیسے: نفس، مرضیاتی نفسی مرضیاتی (جو (PSYCHO-PATHOLOGICAL) کا ترجمہ ہے، یا جیسے ہند آریائی (INDO-ARYAN) کا ترجمہ ہے۔

انگریزی زبان میں بے شمار الفاظ اور اصطلاحات ایسی نظر آتی ہیں جو اگر HYPHEN کا استعمال نہ ہوتا تو نہ بن سکتیں اگر اردو میں بھی اس کا استعمال عام ہو جائے تو وضع اصطلاحات کی ایک بڑی دقت رفع ہو جائے۔ مثلاً ایک طبی اصطلاح PENUMO-GASTRIC کو لیجئے۔ PENUMO یعنی شُشی یونانی لفظ (PENUMONOS) سے لیا گیا ہے، اور GASTRIC یونانی لفظ GASTERNOS کی صفت ہے، بہ معنی (متعلق بہ معدہ) ان دونوں کو ملا کر ایک نیا مرکب لفظ (PANUMO-GASTR-AIC) بنا لیا گیا۔ یعنی جو شش اور معدے دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ "متعلق بہ شش و معدہ" کر سکتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے، کہ یہ اصطلاح نہیں ہے اگر ہم

زنجیرے کا استعمال کریں، تو اسی اصطلاح کا ترجمہ "شش ــ معدی" کر سکتے ہیں جس میں "متعلق بہ" کا مفہوم ایک علامت سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسری مرکب اصطلاحات جیسے ANGLO-INDIAN-ELECTRO-MAGNETIC- RUSSO-JAPANESE وغیرہ سب اسی قول کے مصداق ہیں، ان کے ترجمے علی الترتیب انگریز ــ ہندی۔ روس ــ جاپانی ہوں گے۔ اگر یہ علامت استعمال نہ کی جائے، یا تو کوئی لفظ زنجیر کی جگہ لے گا، یا مرکب کے اجزا علیحدہ علیحدہ الفاظ سمجھے جائیں گے، اور التباس ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ صرف اسی ایک علامت کا صحیح استعمال وضع اصطلاحات کی ایک بڑی دقت دور کر سکتا ہے، ہم نے اسے اس علامت سے (ــ) اس لئے ظاہر کیا کہ وصل کا مفہوم واضح ہو جائے، دوسری بات یہ ہے کہ انگریزی کے (-) HYPHEN ہمارے یہاں پورے وقفہ کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس لئے کسی اور علامت کی ضرورت تھی۔

ہند ــ آریائی زبانیں (یعنی وہ زبانیں جو ہندی اور آرین دونوں بولیوں سے بنی ہیں)

روس ــ جاپانی صلح نامہ (جو روس اور جاپان کے مابین ہوا ہے)

طبی ــ نفسیاتی (جو علم طب اور نفسیات دونوں سے متعلق ہے)

حیوانی ــ نباتی (جو علم حیوانات اور نباتات دونوں سے متعلق ہے)

مق ــ برقی (مقناطیس + برقی)

سور ــ پنکھیا (سور + پنکھ)

کل ــ ہندی (ALL-INDIA)

مشق

www.taemeernews.com



حسبِ ضرورت خط، قوسین، واوین اور زنجیرہ لگاؤ

انگریزی ہندی قوم وہ قوم ہے جو ہندی اور انگریزی خون کے اختلاط سے پیدا ہوئی، یہ لوگ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں رہتے ہوئے انہیں کئی قرن ہونے کو آئے، اب تک زبان، اطوار، خیالات کے لحاظ سے خود کو باطنا نہیں تو ظاہرا ہی انگریزی الاصل سمجھتے ہیں۔

آدمی کو چاہیے کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے، خواہ جان ہی کا زیاں کیوں نہ ہو لیکن صداقت پر قائم رہے، کسی فلسفی کا قول ہے: صداقت ہی انسان کا اعلیٰ ترین جوہر ہے،

تحت لسانی قصبہ وہ عصب ہوتا ہے، جو ہماری زبان کے نیچے سے ہو کر گزرتا ہے۔

## مشق

حسبِ ذیل عبارتوں میں علامات کا استعمال کرو۔

۱۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نکتہ چیں جہول مدح سرا نہیں میرا دستورالعمل یہ شعر ہے۔

قصیدہ کار ہوس پیشگاں بود عرفی!!
تو از قبیلۂ عشقی وظیفہ ات غزل است

حق گوئی کی راہ میں عموماً دو قوتیں مانع ہوتی ہیں دولت و طاقت اور ذاتی تعلقات وابستگی، اتنے زمانے میں احباب کم از کم اس کا تو ذاتی اندازہ کر چکے ہیں کہ الحمد اللہ یہ دونوں پتھر میری راہ میں حائل نہیں ہو سکتے

ہم کعبہ و ہم بت کدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم!!

www.taemeernews.com



دولت و طاقت و حکومت و اقتدار کے مقابلے میں جو کچھ اپنا حال ہے، محتاج بیان نہیں، زبان اور قلم دونوں اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ رہے ذاتی تعلقات تو آپ دیکھ رہے ہیں، کہ یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کیلئے پچھلے اجلاس کے واقعات میرے لئے پر از اشکال تھے، تاہم کچھ دنوں تک خاموش رہا، لیکن پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تعلقات کا مسئلہ نہیں، بلکہ عقیدے اور رشتے کا سوال ہے تعلقات کے ایسے تاروں کی حقیقت ہے، اس راہ میں تو زنجیریں بھی ٹوٹ جاتی ہیں بس جو کچھ میری ذاتی رائے تھی بلا تامل حوالہ قلم کردی۔ دوستی کیا چیز ہیں ہے، ہمارے خون اور رشتہ داروں کو بھی حق اور عقیدے کے سامنے ذبح ہو جانا چاہیئے زمانہ پر آشوب ہے، حق اور راستی کی مظلومی کس درجہ درد انگیز حد تک پہنچ چکی ہے کوئی نہیں جو خدا کی خوشنودی کی خاطر اس کے چند بندوں کا غم جھیل لے اور پھر کوئی نہیں جو اپنے قول کی عزت کے لئے اپنے عمل کو بھی قابل عزت بنا لے، ہر دعویٰ دلیل سے محروم ہر قول عمل کا مخالف اور ہر سفیدی نمائش اور نفاق کی سیاہی سے آلودہ تعریف کی خواہش سے دماغ مجبور ہو رہے ہیں۔ حالانکہ جو لوگ دنیا سے بقول شاعر تعریف و مدح مانگتے ہیں، اور ایسے لوگ بہت زیادہ ہیں، ان کو پہلے بتلانا چاہیئے کہ اس کے لئے انہوں نے کیا کھویا ہے۔

(۲) برخوردار کامگار میر مہدی قطعہ تم نے دیکھا سچ سچ میرا حلیہ ہے، راحباب کیا شاعری رہ گئی ہے جس وقت یہ قطعہ میں نے وہاں کے بھیجنے کے واسطے لکھا ارادہ تھا کہ خط بھی لکھوں لڑکوں نے بتایا کہ دادا جان جلد کھانا تیار ہے ہیں بھوک لگی ہے، تین خط اور لکھے ہوئے تھے میں نے کہا کہ اب کیا لکھوں اسی کاغذ کو لفافہ میں رکھ کر ٹکٹ لگا سرنامہ لکھ کر کلیان کے حوالے کیا گھر میں چلا گیا، اور وہاں ایک چیز بھاتی کہ دیکھو میرا میر مہدی خفا ہو کے کیا آمیں بناتا ہے

سو یہی ہوا، تم نے جلے پھپھولے پھوڑ دیے، لو اب بتاؤ کیا لکھوں۔

۳۔ میں سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہوں، یعنی سبق شوق مکرر نہ ہوا تھا۔ پیر و مرشد خفا نہیں ہوا کرتے، یوں سننا مجھے یاد رہ نہ آیا۔ یہاں تک تو موجود عتاب نہیں ہو سکتا۔ جھگڑا استعجاب پر ہے، محل استعجاب یہ ہے کہ آپ کا دوست کہتا ہے، اولیا کا یہ حال ہے کہ ولے نے بہر حال ہم اشقیا کی یہ حکایت ہے خفا بعید نہیں دنیا داری کے لباس میں فقیری کر رہا ہوں، لیکن فقیر آزاد نہ شیاد کیا۔ ستر برس کی عمر ہے بلا مبالغہ کہتا ہوں ۷۰ ہزار آدمی نظر سے گزرے ہوں گے زمرۂ خواص میں سے عوام کا شمار نہیں، دو مخلص صادق الولا دیکھے ایک مولوی سراج الدین دوسرا منشی غلام غوث۔

۴۔ دیکھنے کو آنکھ دی اور سننے کو یہ کان دیئے، ناک بھی اونچی سب میں کر دی۔ مورتوں کو جی دان دیئے مٹی کے باسن کو اتنی شکست کہاں جو اپنے کمہار کے کرتب کچھ بتا سکے۔ سچ ہے جو بنایا ہوا ہو سو اپنے بنانے والے کو کیا سراہے۔ اور کیا کہے بول جس کا جی چاہے پڑا بکے سر سے لگا پاؤں تک جتنے رونگٹے ہیں جو سب کے سب بول اٹھیں اور سراہا کریں اور اتنے برسوں اسی دھیان میں رہیں جتنی ساری ندیوں میں ریت اور پھول پھلیاں کھیت میں ہیں، تو بھی کچھ نہ ہو سکے۔

---

www.taemeernews.com



# عروض

عروض وہ علم وزن ہے جس سے اشعار کا وزن معلوم ہوتا ہے۔ عروض کا موجد عرب کا ایک عالم ادب خلیل ابن احمد مکی ہے۔ جس کی وفات سنہ ۱۷۰ھ میں ہوئی ہے۔ اس نے پندرہ وزن قرار دیئے، اور ہر وزن کا نام بحر رکھا و بعد کے بعض بحروں میں اضافہ ہوتا رہا

## وزن

وزن عروضیوں کی اصطلاح میں دو کلموں کی اصطلاح حرکات و سکنات برابر ہونے کا نام ہے۔ حرکات اور حروف کا اختلاف ہو تو حرج نہیں ہے جیسے احسان اور صندوق ہم وزن ہیں، یعنی جتنی حرکتیں اور سکون ایک میں ہیں، اتنے ہی دوسرے میں ہیں، گو دونوں کی حرکتیں مختلف ہیں

## بحر

بحر ان چند موزوں کلموں کا نام ہے، جن پر شعروں کا وزن ٹھیک کرتے ہیں، شعر میں موسیقی اور ترنم جس قدر ہو اسی قدر بحر عمدہ ہوگی، ورنہ بہت سی ایسی بحریں ہیں جو ان دونوں سے معرا ہیں اس وجہ سے رائج و مقبول نہیں ہوئیں۔

## ارکان بحر

بحر جن اجزاء (ٹکڑوں) سے بنتی ہے ان کو ارکان یا افاعیل یا امثال کہتے ہیں اور ہر جز کو "رکن"۔

www.taemeernews.com



# تقطیع

کسی شعر کے اجزا کو بحر کے ارکان پر وزن کرنے کو کہتے ہیں، اسی طرح کہ ساکن کے مقابل ساکن اور متحرک کے مقابل متحرک حرف ہو، خیال آگے بیان ہوگی

## اجزائے ارکان

ارکان (رکنوں) کے ٹکڑوں کو اجزا یا اصول کہتے ہیں۔ رکن جن اصول یا اجزا سے بنتا ہے، وہ تین ہیں، ۱۔ سبب، وتد، فاصلہ مگر سبب و وتد کافی ہیں، دو حرفی کا سبب اور تحرفی (سہ حرفی) کا نام وتد ہے پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہوگا جیسے سر، بر تو سبب خفیف ہے، اور دوسرا بھی حرکت دار ہے تو سبب ثقیل جیسے، سر، دل را اضافت کی حالت میں، ورنہ اردو میں متحرک کا آخر لفظ نہیں ہوتا پہلا اور دوسرا متحرک اور تیسرا ساکن ہے تو " وتد مجموع" ہے جیسے قلم اور درمیانی ساکن ہے تو وتد مفروق ہے جیسے مشق اضافت کی حالت میں،

## ارکان

ان دونوں اصولوں سے سات ارکان بنتے ہیں جنہیں افاعیل ہفت گانہ کہتے ہیں، دو پنج حرفی ہیں۔

(۱) فعولن (۲) فاعلن، ایک کا جز اول سبب ہے، دوسرے کا وتد وتد پہلے ہے تو فعولن ہوگا اور سبب پہلے ہے تو فاعلن۔

سست حرفی، یہ پانچ ہیں، (۱) مستفعلن (۲) مفاعلین ان دونوں میں ایک ایک وتد اور دو، دو سبب خفیف ہیں، اول میں سبب مقدم اور وتد موخر ہے دوسرے میں اس کے برعکس (۳) فاعلاتن (۴) متفاعلن (۵) مفعولات

فاعلاتن میں اول آخر سبب ہے اور بیچ میں وتد۔ پانچویں میں دو سبب مقدم ہیں اور ایک سبب مفروق، چوتھے رکن میں اول سبب ثقیل دوسرا جز سبب خفیف تیسرا جز وتد مجموع ہے۔

خلیل کا خیال ہے کہ انہیں بحروں میں تمام وزن منحصر ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، بحروں میں بہت اضافہ ہوا، اور ہو سکتا ہے، افاعیل ہفت گانہ کے علاوہ ایک اور مشہور رکن مفاعلتن ہے مگر مروج نہیں۔

## اسما و شمار بحور

کل مشہور بحریں جو ان ارکان سے بنتی ہیں، ان کو یاد رکھنے کیلئے یہ قطعہ بہتر ہے:۔

" رجز، خفیف، رمل، منسرح، دگر مجتث، بسیط و دو افراد کا کامل، ہزج
طویل و مدید؛

" مشاکل و متقارب، سریع و مقتضب است
مضارع و متدارک، قریب نیز جدید "

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۔ رجز۔ مستفعلن | آٹھ | بار | سالم |
| ۲۔ ہزج۔ مفاعیلن | " | " | " |
| ۳۔ کامل۔ متفاعلن | " | " | " |
| ۴۔ رمل۔ فاعلاتن | " | " | " |
| ۵۔ متقارب فعولن | " | " | " |
| ۶۔ متدارک فاعلن | " | " | " |

یہ بحریں ایک رکن کی تکرار سے بنتی ہیں، وافر جو مفاعلتن کی تکرار سے

www.taemeernews.com



بنتی ہے متروک ہو گئی کہ رائج نہیں ہے

یہ پانچ بحریں دو رکنوں کے تکرار لانے سے بنتی ہیں اور

۱۔ خفیف ۔ فاعلاتن ۔ مستفعلن ۔ فاعلن ] یہ دونوں مسدس ہیں
۲۔ سریع ۔ مستفعلن ۔ مستفعلن ۔ مفعولات ] مستعمل ہیں
۳۔ مجتث ۔ مستفعلن فاعلاتن ۔ مستفعلن
۴۔ مضارع ۔ مفاعیلن ۔ فاعلاتن ۔ مفاعیلن فاعلاتن
۵۔ منسرح ۔ مستفعلن ۔ مفعولات ۔ مستفعلن مفعولات

(یہ بحریں مسدس اور سالم مستعمل نہیں ہیں) کسی بحر میں چھ ارکان سے کم اور آٹھ سے زیادہ نہیں ہوتے

چھ والی کو مسدس (چھ رکنی) اور آٹھ رکن والی کو مثمن (آٹھ رکنی) کہتے ہیں۔ چھ رکنی بحر کا ایک مصرعہ تین رکن کا اور آٹھ رکنی کا ایک مصرعہ چار رکن کا ہوتا ہے، یہ قاعدہ اکثریہ ہے نہ کلیہ۔

# زحاف

عروض کی اصطلاح میں زحاف اس تغیر کو کہتے ہیں جو شعر کے رکن یا ارکان میں ہو۔ ارکان اگر اشعار میں اپنی اصلی صورتوں پہ ہیں تو بحر کو سالم کہیں گے۔ مگر سالم بحریں کم مروج ہیں اور جن کے کسی رکن یا ارکان میں تغیر ہو گا، اسے مزاحف کہتے ہیں یعنی "زحاف والی"

زحاف سے ارکان میں چودہ (۱۴) صورتیں پیدا ہوتی ہیں زحاف کی تین صورتیں ہیں۔:۔

(۱) اضافہ یعنی کسی حرف کی زیادتی
(۲) کمی، ایک یا ایک سے زائد حرفوں کا گرا دینا۔

www.taemeernews.com



۴۔ ساکن حروف کو متحرک کرنا۔

زحاف یوں تو چالیس اکتالیس ہیں، مگر مروجہ اردو میں بیس رکھے جاتے ہیں، ان میں سے بعض کئی رکنوں میں آتے ہیں، اور بعض صرف ایک رکن میں ایک رکن سے مخصوص رہنے والے یہ چار ہیں۔

## خاص زحاف

۱۔ ثلم (بفتح ثا و سکون لام) فعولن سے "ف" کو گرانا بس عولن رہ جاتا ہے، اس کی جگہ "فعلن" مستعمل ہے۔ ایسے رکن کو اثلم کہیں گے!

۲۔ جب (بفتح جیم و تشدید بائے موحدہ) رکن کے آخر میں سے دو سبب خفیف گرانا جیسے مفاعلن میں سے "عیلن" دور کیا تو "مفا" رہا، اس کی جگہ "فعل" لاتے ہیں۔ زحاف شدہ رکن "مجبوب" کہلاتا ہے۔

۳۔ خرم (بفتح خا و سکون را) مفاعیلن میں سے میم دور کرنا، پس فاعیلن رہا، اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں اور رکن کا نام اخرم ہے۔ یہی زحاف فعولن میں ثلم ہے۔

۴۔ کشف (بفتح کاف، سکون شین) مفعولات کی "ت" دور کرنا پس "مفعولا" رہا، اس کی جگہ مفعولن کہیں گے۔ خرم اور کشف دونوں کے بعد مفعولن رہتا ہے۔ یہ زحاف انہیں ارکان کے ساتھ مخصوص ہیں۔

## عام زحاف

جو زحاف کئی رکنوں میں آتے ہیں وہ گیارہ ہیں۔

۱۔ اذالہ (بکسر الف ذال منقوطہ) رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو تو آخری

www.taemeernews.com



حرف سے پہلے الف زیادہ کرنا، جیسے مستفعلن سے مستفعلان ایسے رکن یا بحر کو "مذال" کہتے ہیں۔

۲۔ تسبیغ: (اس کا نام اردو میں اضافہ رکھتے ہیں کیونکہ یہ لفظ بہت ثقیل ہے) رکن کے آخر میں سبب خفیف ہو تو اس میں الف زیادہ کرنا (ازالہ اور اضافہ دونوں ایک ہیں، مگر وہ وتد میں ہوتا ہے اور یہ سبب خفیف میں) خلا فاعلاتن میں فاعلاتان، اس کی جگہ اس کا ہم وزن فاعلیان لاتے ہیں۔ اس رکن یا بحر کو مسبغ کہتے ہیں اور ہم مضاف کہیں گے۔

نوٹ: ۱۔۲ دونوں زحاف مصرع کے آخری رکن میں آتے ہیں۔

۳۔ حذذ (زحا حطی وذال معجمہ) وتد مجموع کو آخر رکن سے گرانا جیسے فاعلن سے لن گرایا تو صرف "فا" رہا اس کی جگہ فع لاتے ہیں، اور رکن کو "احذ" (بہ تشدید ذال) کہتے ہیں۔

۴۔ حذف (بفتح حا، ذال معجمہ ساکن) آخر رکن سے ایک سبب خفیف دور کرنا جیسے فعولن سے لن گرایا (فعو) رہا، اس کی جگہ "فعل" لائیں گے اس رکن یا بحر کو محذوف کہیں گے۔

۵۔ خبن (خا مفتوح با ساکن) رکن کے اول میں سبب خفیف ہو تو اس کا دوسرا حرف گرانا، جیسے فاعلن سے الف گرایا فعلن رہا، یہ رکن "مخبون" ہوا

۶۔ طی (طائے مفتوح و یائے تحتانی مشدد) رکن کے آخر میں دو سبب خفیف ہوں تو چوتھا حرف گرانا، جیسے مستفعلن سے (ف) گرایا تو "مستعلن" رہا اس کی جگہ "مفتعلن" لاتے ہیں، اور یہ رکن، رکن کے آخر سبب خفیف میں سے ساکن حرف کو دور اور ما قبل کو ساکن کرنا جیسے مفاعیلن میں سے "ن" گرایا، اور لام کو ساکن کیا تو مفاعیل رہا، یہ رکن مقصور ہوا۔

www.taemeernews.com

۸۔ قطع، رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو تو اس کے آخر حرف کو گرا کر ماقبل کو ساکن کرنا، جیسے فاعلن میں سے "ن" گرا کر "ل" کو ساکن کیا تو فاعل رہے گا۔ اس کی جگہ فعلن لاتے ہیں، اور رکن کو مقطوع کہتے ہیں،

۹۔ قبض (رکن مقبوض) پانچواں ساکن حرف سبب خفیف میں کا گرانا جیسے فعولن میں سے "ن" گرا تو فعول رہا (بضم لام)

۱۰۔ کف، (کاف مفتوح، ف مشدد) (اور رکن مکفوف) ساتویں ساکن حرف کو دور کرنا، جیسے، مفاعلن میں سے "ن" گرایا تو مفاعیل رہا (بضم لام)

۱۱۔ وقف (واؤ مفتوح قاف ساکن) اور رکن موقوف) آخر رکن میں وتد مفروق ہو تو اس کے آخری متحرک کو ساکن کرنا، جیسے "مفعولات" کی ت کو ساکن کر دینا۔

ایک بحر اور ایک رکن میں کئی زحاف بھی واقع ہوتے ہیں، اس صورت میں ان کا نام دو تین ناموں سے مرکب ہوتا ہے، مثلاً ایک رکن میں خبن اور قطع ہے، تو اسے مخبون مقطوع کہیں گے۔

## مرکب زحاف

عروضیوں نے رکن میں ایک سے زائد زحاف کے جمع ہونے کا بھی دوسرا نام رکھا ہے، یہ مرکب زحاف حسب ذیل پانچ ہیں،

۱۔ خرب، (خا مفتوح و را ساکن) مفاعیلن میں خرم اور کف کے اجتماع کا نام ہے خرم کی وجہ سے میم اور کف کے سبب سے "ن" گرایا فاعیل (بضم لام) رہا، اس کی جگہ مفعول لاتے ہیں اور ایسے رکن یا بحر کو اخرب کہتے ہیں

www.taemeernews.com



۲۔ شتر (شین معجمہ مفتوح، تائے فوقانی ساکن) رکن کا اشتر (۱) خرم اور قبض کے اجتماع کا نام ہے، مثلاً رکن مذکور میں خرم سے م اور قبض سے ی، گر گئی تو فاعلن رہا۔

۳۔ شکل (شین مفتوح، کاف ساکن رکن شکول) کف اور خبن کے اجتماع کا نام ہے، مثلاً فاعلاتن میں سے دوسرا اور ساتواں حرف یعنی الف اور نون گر ا یا فعلات (بہ کسر عین و ضم تا ء) رہا۔

۴۔ کسف (کاف مفتوح و سین، بہملہ ساکن، رکن مکسوف) وقف اور کف کا اجتماع کسف ہے، مثلاً مفعولات کی ت، کی حرکت وقف نے اور خود ت، کف کی وجہ سے دور ہوئی تو مفعولا رہے گا، اس کی جگہ مفعولن لاتے ہیں۔

۵۔ ہتم (ہائے ہوز مفتوح و تائے فوقانی ساکن رکن وبحر اہتم) ایعنی حذف اور قصر کے اجتماع کا نام ہے، مثلاً مفاعیلن میں سے پہلے تو حذف کی وجہ سے لن دور ہوئی، مفاعی رہا، پھر قصر سے "ی" دور اور "ع"، ساکن کیا گیا تو مفاع، رہا اس کی جگہ "فعول" بہ سکون لام بولیں گے، اردو شاعری کے لئے اتنے زحاف کا بیان کافی ہے۔

## تقطیع

شعر کا موزوں اور غیر موزوں ہونا تقطیع ہی سے معلوم ہوتا ہے، شعر کے اجزا کو بحر کے ارکان پر وزن کرنے کا نام تقطیع ہے، اس کے اصل معنی پارہ پارہ کرنا ہیں، چونکہ ارکان بحر سے ہم وزن کرنے کے لئے الفاظ شعر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں، اس سبب سے یہ نام رکھا گیا تقطیع میں ساکن کے مقابل ساکن اور متحرک کے مقابل متحرک کا واقع ہونا ضروری ہے خواہ الفاظ

کلمات ثابت ردیف یا نہ رہیں۔ تقطیع کے چند قاعدے ہیں جو لکھے جاتے ہیں،

۱۔ وزن کرنے میں سکون حرکات کا شمار اپنی جگہ برابر ہونی چاہئے خواہ حرف و حرکات مختلف ہوں جیسے بلبل اور طوطی کا وزن فعلن ہے یعنی دو حرکتیں اور دو سکون ایک ہی جگہ واقع ہیں، یہ وزن برابر ہیں،

۲۔ تقطیع میں حروف ملفوظ کا اعتبار ہے جو زبان سے ادا ہوتے ہیں اور مکتوبی (الف)، اب وغیرہ کا یعنی وہ الف جو آغاز لفظ میں آتا ہے اگر اس کے ماقبل کا حرف اس سے ملتا ہے تو وہ گرادیا جاسکتا ہے (ع)

" اب اس داستاں کو سنا چاہئے " تقطیع یہ ہوگی "۔

ابس دا، فعولن، سنا چا، فعولن، ہیئے، فعل،

(ب) نون غنہ جو حرف علت کے بعد ہو جیسے زماں، زمیں، وغیرہ میں جب تک کہ اس کا اعلان نہ ہو تقطیع سے خارج ہے اور اگر بیچ میں ہے، اور دیگر الفاظ کے مانند ملفوظ تو تقطیع میں شمار ہوگا جیسے

" بنام جہاں دار جاں آفریں " تقطیع: بنامے، فعولن جہاں دا (
فعولن (جا، فعولن۔ فریں فعل

(ج) واؤ معدولہ، مثلاً خواب کی جگہ خاب لیا جانے گا جیسے

• خواب میں خود بخود کوئی آیا ہے " تقطیع: خاب مے خد / فاعلاتن بخد
مفاعلن۔ یا ہے، فعلن

(د) ہائے مختفی، جو اظہار حرکت کے لئے لکھی جاتی ہے، جیسے نامہ اور جامہ " ہ " اگر وسط میں ہو اور حشو / عروض ضرب میں ہو تو ساکن حرف کی جگہ متصور ہوگی،

(ہ) عروض پہلے مصرعے کا آخری رکن کی ضرب دوسرے مصرعے کا رکن آخر جیسے،

www.taemeernews.com



"نامہ آتا ہے نہ مدت سے پیام آتا ہے" تقطیع: نام آتا، فاعلاتن ہ نہ
مدت سے فعلاتن۔ سے پیاما فاعلاتن تا ہے۔ فعلن

(ھ) ایسا واؤ عاطفہ جس کے ماقبل کے حرف صرف ضمہ (پیش) اظاہر ہوتا
ہے۔ جیسے:-

"جان و دل سے عزیز ہے مجھ کو" تقطیع: جان دل سے، فاعلاتن عزیز
ہے، مفاعلن، مجھ کو، فعلن۔

جان و دل کا واؤ تقطیع سے ساقط ہو اور اگر ضمہ ماقبل دراز ہو
جیسے علم و ہنر و فضائل و کسب و کمال" تو یہ واؤ شمار ہوگی۔
تقطیع: علمو، مفعول۔ نہ و فضا، مفاعلن، ئلو کسب، مفاعیل،
کمال فعول، ابتدائے کلمہ کی واؤ کی مثال

"ہے قدر کسی کی تو وطن میں ہے وگرنہ"

یہ داخل تقطیع ہے۔

تقطیع: ہے قدر مفعول، کسی کی ت، مفاعیل، وطن میں ہے ہ، مفاعیل
وگرنہ فعولن۔

(۲) حرف مخلوط جو دوسرے سے مل کر ادا ہو، جیسے: کیا کی "ی" اور گھر
کی "ہ" "کیا کی جگہ" "کا" اور گھر کی جگہ "گر" تقطیع میں آئے گا جیسے
"کیا کہا پھر تو کہئے اسے حضرت" تقطیع: کا کہا پر، فاعلاتن، تو کہ
ئے اسے، مفاعلن، حضرت فعلن

(ز) عربی کے الفاظ کا الف، جیسے: بالضرور، بالفعل، ان صورتوں
کے علاوہ جو حرف اس طرح کا ہو تو وہ بھی تقطیع سے خارج ہوگا۔

۳۔ وسط مصرعہ میں دو ساکن ایک جگہ ہوں تو دوسرے کو متحرک کر لیتے ہیں

www.taemeernews.com



مثال: خیر تو ہے آپ کہاں جاتے ہیں۔ خیر کی "ر" کو متحرک کر لیا ہے۔ خیر تو ہے: مفتعلن سے تعبیر کریں گے۔ تقطیع: با خیریت ہے، مفتعلن، اپ کہا مفتعلن۔ جات ہے۔ فاعلن۔

۴۔ آخر مصرعہ میں دو ساکن ایک جگہ آئیں تو بحال رہیں گے، وسط میں دو سے زیادہ حرف ساکن ہوں تو دوسرا متحرک اور تیسرا حذف ہو جائے گا، جیسے "راست کہتا ہوں اس کی پیچ مانو"، راست کا سین متحرک کر دیا گیا، تقطیع: راست کہتا، فاعلاتن۔ ہوں اس کی پیچ، مستفعلن، جانو، فعلن

اور آخر مصرعہ میں تین ساکن ہوں تو دو بحالت تو رہیں گے۔ تیسرا گرا دیا جائے گا۔ غرض تین ساکن جمع نہیں ہوتے۔

(۵) ایسے الفاظ جن کے تلفظ میں بعض حرف زبان سے نکلتے ہوں، مگر مکتوب نہیں وہ تقطیع میں آئیں گے جیسے لفظ آمد میں دو الف، مثال آمد ہو تو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ تقطیع: آ، مفعول۔ تا ہات سے مفاعلن نہ دیجئے فعولن۔

اسی طرح وہ اضافت کا کسرہ جو دراز پڑھا جائے اس کی جگہ "ی" متصور ہوگی، اس کو یائے باطنی کہتے ہیں، اور حرف مشدد دو شمار ہوتے ہیں، مثلاً فرخ، فررخ، کسرۂ دراز اور مشدد حرف کی مثال: "نہ اتنا برش تیغ جفا پر ناز فرماؤ" (غالب)

تقطیع: نہ اتنا بر، مفاعیلن، رشے تیغ مفاعیلن، جفا پر نا مفاعیلن زفرماؤ، مفاعیلن

(۶) حرف علت واؤ، الف، ی، جو الفاظ کے آخر میں آتے ہیں، جیسے اکو، تھا وغیرہ۔ بعض اشعار میں ان کا تلفظ بہت مختصر ہوتا ہے، پس ان کے ماقبل کا حرف شمار ہوتا ہے، اور یہ حرف معدوم، جیسے: مجھ کو تھا اس

www.taemeernews.com

شخص سے بسِ اتحاد" کو وا ، لفظ کا الف ہ کی کی ی کا تلفظ مختصر ہے، اس لئے یہ داخلِ تقطیع نہیں۔ تقطیع یہ ہے۔ ؎

ج ک تا اس، فا علا تن۔ شخص سے بس، فا علا تن، ات ت حا د: فاعلات۔

(۷) بعض جگہ رکن میں سکوت ہوتا ہے، اور شعر میں اس جگہ حرف متحرک تو اسے بضرورت تقطیع ساکن کر لیتے ہیں، جیسے ع: "تم نے بات نہ مانی میری" اس میں بات کی ت کو متحرک اور نہ کے نون کو ساکن کر دیا گیا ہے، یعنی بات نہ، کو با تن، تقطیع کے وقت ایسے حروف کا جو خارج از تقطیع ہیں لکھنا نہ لکھنا برابر ہے۔ مگر اصل صورت قائم رکھنے کے لئے بہتر ہے۔ تقطیع یہ ہے: تم نے فعلن، باتن، فعلن، مانی فعلن میری فعلن :۔

www.taemeernews.com



# بحریں

## ۱۔ بحر ہزج

۱۔ بحر ہزج سالم مفاعیلن ایک مصرعے میں چار بار۔ ع: ستم ہو جائے تمہید کرم ایسا بھی ہوتا ہے۔ تقطیع: ستم ہو جا مفاعیلن، تمہیدے مفاعیلن کرم ایسا مفاعیلن اب ہوتا ہے، مفاعیلن بھی کی ہ اور ی تلفظ مختصر ہونے کی وجہ سے خارج از تقطیع ہیں۔

۲۔ بحر ہزج مضاف[1] آٹھ رکن (مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیلان)
ع: کسی کھلی ہیں لخت دل سے تار اشک کی لڑیاں۔
تقطیع: کسی کھلی مفاعیلن: ہ لخت دل مفاعلن، اس تارے اش، مفاعیلن ک کی لڑیاں، مفاعیلان۔ کسی شعر میں حشو مضاف اور ضرب سالم ہے۔ تو جائز ہے۔

۳۔ ہزج اخرب (مفعول مفاعیلن) ع: یارب میری قسمت میں غم نہ دیا ہوتا۔
تقطیع: یا رب م مفعول، ری قسمت کی، مفاعیلن، یہ غم ن مفعول دیا ہوتا مفاعیلن۔

---

[1] ہم نے تسبیغ کا نام اضافہ اور مسبغ کا مضاف رکھا ہے اور ہر جگہ یہی لکھیں گے۔

www.taemeernews.com



۴۔ اخرب مکفوف مقصور (مفعول، مفاعیل، مفاعیل مفاعیل) ع آزردہ مجھ کو جنوں جامہ دری کے لئے دے ہاتھ۔ تقطیع وہ یہ کہ مفعول جنوں جا مہ مفاعیل، دری کے لل مفاعیل ی دے ہاتھ مفاعیل۔

۵۔ اخرب مکفوف محذوف (مفعول، مفاعیل مفاعیل، فعولن)
ع: دل لے کے گیا ناز سے شوخی سے ہنسی سے!
تقطیع: دل لے ہ مفعول، گیا ناز مفاعیل، اس شوخی س مفاعیل ہنسی سے فعولن۔
کسی شعر میں عروض و ہر وزن مفاعیل او ر ضرب، وزن فعولن ہے۔
تو جائز ہے، مگر سب جگہ یہ کلالت نہ ہو۔

۶۔ ہزج اشتر مقبوض (فاعلن . . . . مفاعلن، فاعلن مفاعیلن):
ع " بزم غیر سے اٹھنا یار کا تعجب ہے:
تقطیع: بزم غی فاعلن، ر سے، اٹھنا مفاعلن، یار کا فاعلن تعجب ہے مفاعیلن۔

۷۔ ہزج مقصور محذوف (مفاعیل مفاعیل، مفاعیل، فعولن) ع
" نہ کھینچ آہ نہ کھینچ آہ دل یار، نازک ہے۔ تقطیع: نہ کھینچ آ مفاعیل ہ ن، کھینچ آ ہ مفاعیل، دل یار مفاعیل، نازک ہے فعولن۔

۸۔ ہزج مسدس محذوف۔ (مفاعیلن، مفاعیلن، فعولن (دو بار)
ع " گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے،
تقطیع: گلے لپٹے۔ مفاعیلن، ہ وہ بجلی، مفاعیلن، کہ ڈر سے فعولن

۹۔ ہزج مقصور (مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیل ع" ہے سرنہ کا جو دِ بنالہ نمودار۔ تقطیع: ہ ہ سرلے کا ہ مفاعیلن جو دَ بنالہ مفاعیلن نمودار مفاعیل

www.taemeernews.com



۱۰۔ ہزج مسدس اخرب مقبوض یا محذوف (مفعول مفاعلن فعولن) یا اسماعیل ع؛ آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجئے۔

تقطیع: ۔ آتا ہ مفعول ۔ ات ہاتھ سے مفاعلن ۔ ن ۔ دیجے فعولن۔

# بحر رجز

۱۔ بحر رجز سالم مستفعلن چار بار ایک مصرعے میں :۔

ساغر مے گل رنگ بھر کے مجھے دے ساقیا۔

۲۔ بحر مذال (مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلان) جیسا

ہرچند تھیں ظاہر تری سب خلق میں بے باکیاں"

(ظفر شاہ)

۳۔ بحر رجز مطوی مخبون۔ (مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن) ع:

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو"

(شاہ نیاز)

# ۱۳۔ بحر رمل

۱۔ بحر رمل کا اصل وزن، فاعلاتن ہے۔ بحر سالم اردو میں بہت کم کہتے ہیں بلکہ نہیں کہتے۔

۲۔ رمل مقصور، فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات۔ ع:

اسے مسیحا بچ نہیں سکتا ترا بیمار آج،

۳۔ رمل محذوف۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل نہ توڑا اے بدگمانی یوں کسی بیمار کا"

www.taemeernews.com



۴۔ مجزوں مقصور، فاعلاتن فعلاتن فعلات۔ ع

"دل ہی پہلو میں نہیں ہے پھر عبث رنج و ملال

۵۔ مجزوں محذوف۔ تمام ارکان مثل بالا، صرف بجائے فعلات، فعلن یا فعلن (بکسر عین۔ سکون عین) ع

"کبھی چمکا نہ ستارا مری پیشانی کا،

ایک مصرعے میں فعلات، دوسرے میں (فعلن) درست ہے۔

۶۔ مجزوں مقطوع۔ فاعلاتن فعلاتن (فعلن بسکون عین)

ع۔ مرغ دل پر ہدف تیر نظر کیا ہوگا۔

۷۔ شکول مثمن فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن۔ ع

"ترے تیر نیم کش کو کوئی میرے دل سے پوچھے"

۸۔ مسدس مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلات، ع

"پھر ہوا اس کو مرے دل کا خیال"

۹۔ مسدس محذوف، فاعلاتن فعلاتن فاعلن۔ ع

"میں رقیب روسیہ کو کھل گیا۔

ایک مصرعے میں فاعلات دوسرے میں فاعلن۔لانا درست ہے

۱۰۔ مسدس مجزوں، مقطع یا محذوف۔ فاعلاتن۔ فعلاتن فعلات (بسکون عین یا بحرکت عین) ع:

# ۳۔ بحر کامل

۱۔ بحر کامل۔ سالم، متفاعلن، متفاعلن (چار بار)

www.taemeernews.com



آٹھ رکنی آتی ہے۔

" دلِ زار نے یہ ستم کیا مجھے شام ہی سے جگا دیا۔
اس بحر کے رکن پر ایک حرف زائد کر کے یوں بھی کہا گیا ہے،
" یہی کہتی تھی بیلی پر وہ نشین نہیں کھاتی لادب سے سے منہ اُتھی قسم،
بر وزن : متفاعلتن، متفاعلتن متفاعلتن بحر کامل میں شعر کم
کہتے ہیں مگر مردہ ہے اور وہ بھی صرف سالم۔

# ۵۔ بحر متدارک

۱۔ متدارک سالم مثمن۔ آٹھ رکنی فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن (چار
بار ایک مصرعے میں) مثال: سن میاں سن لیا مست کہو چپ رہو، یہ سالم
کم مروج ہے۔

۲۔ مخبون۔ فعلن فعلن فعلن فعلن۔ مثال: نہ ہوا نہ ہوا، نہ ہوا
۳۔ سالم مضاعف یعنی ایک شعر میں سولہ بار مثال:
" ترے ہاتھوں سے کچھ مرے حق میں ذرا نہ بھلا ہی ہوا نہ برا ہی ہوا"
۴۔ مقطوع احذ۔ فعلن فعلن فعلن فعلن (سکون عین کے ساتھ)
مثال: دن بھر روتے دھوتے گزرا۔

## بحر متقارب

۱۔ متقارب سالم، مضاعف۔ یعنی فعولن آٹھ بار ایک مصرعے میں۔
(ذوق) مثال:
" تمنا نہیں ہے کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مزد تعلق ہو"

www.taemeernews.com



۲۔ سالم مثمن، فعولن چار بار ایک مصرعے میں جیسے

"بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے" (آتش)

۳۔ مقصور۔ فعولن فعولن فعولن فعول جیسے:۔

"الٰہی میں بندہ گنہگار ہوں"

۴۔ محذوف۔ فعولن فعولن فعولن، فعل جیسے

"طلسم جہاں ہے تماشہ عجب"

فعل اور فعول اول اور دوسرے مصرعے میں لانا جائز ہے مگر ہر جگہ یہ تفاوت نہ ہو۔

۵۔ مقبوض (اثلم) فعول فعلن فعول فعلن، یا فعلان جیسے:

"یہ عشق اب کیا بسا ہے دل میں"

۶۔ مقبوض اثلم (مضاعف) فعولن فعلن (آٹھ بار) جیسے:

"چھبن، اکڑ، چھب، نگاہ، سج دھج، جمال و طور و خرام آٹھوں"

مقبوض۔ (ایک رکن مقبوض ایک سالم) فعل فعولن، فعل فعولن جیسے:۔

"سرو خراماں ہے تیرے قد پہ"

اور صورتیں اس بحر میں کم مستعمل ہیں۔

www.taemeernews.com



# مرکب بحریں

## ۱۔ خفیف

اس کا وزن یہ ہے۔ فاعلاتن مستفعلن، فاعلاتن، اور یہ مسدس مزاحف مستعمل ہے۔

۱. بحر خفیف مخبون۔ فاعلاتن، مفاعلن۔ فعلاتن (دو بار) ع:

"ایک میں ہوں کہ آج تک متحیر"

مستفعلن خبن سے مفاعلن اور فاعلاتن خبن سے فعلاتن ہوتا ہے۔ کہ مردود ہے۔

۲۔ مخبون، مقصور فاعلاتن، مفاعلن فعلات ع:

"زہر کھانے کی جی میں ٹھانی آج"

فاعلاتن خبن اور قصر سے فعلات رہتا ہے باقی بیان اوپر گزرا۔

۳. مخبون محذوف یا مقطوع، فاعلاتن۔ مفاعلن، فعلن، فعلن (بہ کسر عین یا بسکون عین)

ع ۔ دل کے ڈسنے کو ہے یہی کا فی

فاعلاتن خبن اور حذف سے فلاتن جو۔ جاتا ہے۔

۴. ان بحروں میں صدر و ابتدا (مصرعہ اوّل و دوم کے پہلے رکن) سالم ہیں اگر یہ مخبون ہوں خلا فعلاتن، مفاعلن فعلات یا عروض و ضرب مخبون و مکشوف)

www.taemeernews.com



ہو یعنی اور فعلیان تو جائز ہے۔
فعلاتن مفاعلن فعلن اور فعلاتن مفاعلن فعلات بھی مستعمل ہے
اور ان کا اجتماع جائز ہے۔

# بحر سریع

اس بحر کا اصل وزن یہ ہے: مستفعلن، مفعولات، (لبضم تا)
مگر یہ سالم اور شمس مروج نہیں ہے،
۱۔ سریع، مطوی موقوف۔ مفتعلن فاعلان (دو بار) ع:
" کیا کرے دل تشخیص کا اس کے بیاں "
مستفعلن میں طے داخل ہونے سے مفتعلن ہوگا، اور مفعولات میں طے دوقف سے فاعلان، اس کا بیان منسرح میں دیکھو۔
۲۔ سریع، مطوی، مکسوف (مفتعلن مفتعلن، فاعلن) (دو بار)
ع: " شام سے میں وصل کی شب سو گیا " مومن
یہ اردو میں بہت مروج ہے۔ مفعولات میں "طے" سے واؤ گر کر مفعلات ہوگا، اور "ت" کسف سے گر کر مفعلا اس کی جگہ فاعلن رکھا گیا، مروج میں فاعلان ضرب میں فاعلن لا سکتے ہیں۔

# ۳۔ بحر مجتث

۱۔ اس بحر کا اصل وزن یہ ہے، مستفع لن۔ فاعلاتن مستفع لن فاعلاتن
اس کے مسدس میں شعر نہیں کہا جاتا۔
۲۔ مجتث مخبون، مفاعلن، فعلاتن مفاعلن۔ فعلاتن (دو بار)

www.taemeernews.com



ع : " بھلا ہوا کہ نہ آئے تم بہت بدگمان تھی تھی۔
یہ کم مروج ہے۔

۳۔ مجنون، مقصور (مفاعلن فعلاتن، مفاعلن فعلان) ع :
" دو مست ہوں کہ مری خاک کا ہے میسے خمیر۔

۴۔ مجنون محذوف و مقطوع، مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن وکہ بین با سکون عین ع :

" ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا " (حقی)

# ۴۔ مضارع

۱۔ اس کا اصل وزن مفاعیلن فاع لاتن ہے۔ مسدس اور سالم میں شعر نہیں کہتے۔ یہ بحر منسرح سے مشابہ ہے۔

۲۔ اخرب (مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن) (چار بار) ع :
" دنیا میں قصر دایوان بے فائدہ بنالیا۔

مفاعیلن کو اخرب کرنے سے مفعول آتا ہے۔ یہاں چار کن اخرب چار سالم ہیں۔

۳۔ اخرب (مضاف) مفعول فاعلاتن مفعول فاعلیان۔ ع
" مرنے پہ بھی چھوٹ نظارہ بازیاں ہیں "
فاعلاتن کو مضاف کرنے سے فاعلیان ہوگا۔

۴۔ اخرب مکفوف۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلاتن۔ ع :
" اے دوست تیرے لطف کے انداز قہر ہوگئے!

۵۔ اخرب مکفوف مقصور، محذوف (مفعول فاعلات، مفاعیل فاعلات، فاعلن

ر

www.taemeernews.com



ع: ظاہر ہے اپنی سوزشِ دل سے کہ آفتاب
پینے کو اشک کھانے کو لختِ جگر ملا،

# ۵۔ منسرح

۱۔ اصل وزن یہ ہے:۔ مستفعلن مفعولات، مستفعلن مفعولات مگر سالم و مسدس مروج نہیں،

۲۔ مطوی موقوف، مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات یا فاعلات

ع: حضرتِ دل ہم تمہیں کہتے نہ تھے بار بار

۳۔ منسرح مطوی مکفوف مفتعلن فاعلات۔ ع:

۔ سننے سمجھنے کی بات حق نے دیئے گوش گوش۔

واؤ مفعولات کو طے کیا تو مفعلات رہا اس کی جگہ فاعلات استعمال کیا فاعلات کی جگہ فاعلن لانا بھی جائز ہے۔

۴۔ مطوی، مفتعلن فاعلات مفتعلن۔ مروج نہیں ہے،

# ۶۔ بحر مقتضب

۱۔ اصل وزن اس کا یہ ہے، مفعولات مستفعلن، مفعولات مستفعلن یعنی بحر منسرح کے بالکل برعکس، سالم اور مسدس رائج نہیں ہے زیادہ تر یہ ایک، وزن مروج ہے،

۲۔ مطوی، مقطوع، فعلن۔ فاعلات۔ مفعولن

ع:

واہ رے نصیب اپنے جس کی یہ تمنا ہے،

www.taemeernews.com



# اوزانِ رباعی

رباعی کا وزن بحر ہزج کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس میں زحافات آتے ہیں۔ اس طرح چوبیس وزن ہو جاتے ہیں۔ پس جو چار مصرعے ان چوبیس وزنوں میں سے کسی وزن پہ ہوں گے وہ رباعی ہے، ورنہ ہر ایسے دو بیت جن کا پہلا دوسرا، چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہو رباعی نہیں، چند اوزان لکھے جاتے ہیں۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۔ | مفعول | مفاعلن | مفاعیلن | فاع |
| ۲۔ | مفعول | مفاعیل | مفاعیلن | فاع |
| ۳۔ | مفعول | مفاعیل | مفاعیل | فعل |
| ۴۔ | مفعول | مفاعیلن | مفعولن | فاع |
| ۵۔ | مفعول | مفاعلن | مفاعیلن | فع |
| ۶۔ | مفعول | مفاعیل | مفاعیلن | فع |
| ۷۔ | مفعول | مفاعیلن | مفعولُ | فعول |
| ۸۔ | مفعول | مفاعیلن | مفعولن | فع |
| ۹۔ | مفعول | مفاعیلن | مفعول | فعل |
| ۱۰۔ | مفعول | مفاعیل | مفاعیل | فعول |
| ۱۱۔ | مفعول | مفاعلن | مفاعیل | فعول |

www.taemeernews.com



ان کو اوزان شجرۂ اخرب کہتے ہیں، دوسرے اوزان شجرۂ آخرم کے یہ ہیں:-

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱- | مفعولن | مفاعیلن | مفاعیلن | فاع |
| ۲- | مفعولن | مفعول | مفاعیلن | فاع |
| ۳- | مفعولن | مفعولن | مفعولن | فاع |
| ۴- | مفعولن | مفعولن | مفعولن | فاع |
| ۵- | مفعولن | فاعلن | مفاعیلن | فاع |
| ۶- | مفعولن | مفعول | مفاعیلن | فع |
| ۷- | مفعولن | مفعول | مفاعلن | فع |
| ۸- | مفعولن | مفعولن | مفعول | فعل |
| ۹- | مفعولن | مفعول | مفاعلن | فعل |
| ۱۰- | مفعولن | مفعول | مفاعیل | مفعول |
| ۱۱- | مفعولن | مفعولن | مفعول | مفعول |
| ۱۲- | مفعولن | فاعلن | مفاعیل | فعل |

ختم شد

www.taemeernews.com

# ناول ہی ناول

| | | |
|---|---|---|
| گل رُخ | زہرہ انیس | ۱۳/۵۰ |
| دل داغ داغ | " | ۱۳/۵۰ |
| ماہی | عابدہ خاتون | ۱۸/۰ |
| ردعمل | قیصر شاہین | ۹/۰ |
| بہارِ غم | سیدہ عابدہ خاتون | ۱۰/۵۰ |
| جب جب پھول کھلے | مینا ناز | ۱۰/- |
| نیم رستہ | بلقیس ہاشمی | ۱۲/۰ |
| تمائیل | کوثر ضمیر | ۱۵/- |
| رانو | شیریں گل درانی | ۱۵/- |
| الارِ حجاز | نسیم حجازی | ۲۰/- |
| جنت اسرائیل | " | ۵/- |
| نادان | رئیس احمد جعفری | ۱۵/- |
| زخم خوردہ | " | ۱۵/- |
| | " | ۱۰/- |
| ناصرہ | تنویر زہرہ بخاری | ۱۲/۵۰ |
| شازیہ | " | ۱۰/۰ |
| زارینا | " | ۸/- |
| گلزار | " | ۱۲/- |
| وحشی | رضیہ بٹ | ۱۲/۵۰ |
| شبو | " | ۷/۵۰ |
| انجمی | ضیا عظیم آبادی | ۵/- |
| شکیلہ | " | ۵/- |
| بلایا | رضیہ فصیح احمد | ۱۲/۵۰ |
| منزل سیم محل | " | ۷/- |
| روانہ | بلقیس ظفر | ۳/۵۰ |
| سیل برپاشا | امام فیروز فہمی | ۶/- |

| | |
|---|---|
| خانم | عظمت رضا |
| چشمہ | اے آر خاتون |
| صبا | سلمیٰ کنول |
| فاکہہ | مشتاق احمد قریشی |
| چراغ جلے | " |
| یاسمین | اسما اعجاز |
| نرجس | " |
| واشتل | نواب زیدی |
| جوہر | زبیدہ سلطانہ |
| زری | " |
| فیروزہ | " |
| صنوبر | " |
| زخم کھلنے کے بعد | ریاض جاوید |
| شگوفے | شفیق الرحمن |
| نیکی کر تھانے جا | ابراہیم جلیس |
| اوپر شیروانی اندر پریشانی | " |
| جوکر | شوکت تھانوی |
| انشاء اللہ | " |
| قربانی | فاطمہ سیمی |
| صائمہ | " |
| **ادب** | |
| لکھنؤ کا دبستان شاعری | ڈاکٹر ابواللیث صدیقی |
| ہماری داستانیں | سید وقار عظیم |
| دکنی ادب کی تاریخ | محی الدین قادری زور |
| پطرس کے مضامین | پطرس بخاری |
| طنزیہ مزاحیہ نظمیں | بشریٰ ناہید |
| پنکھڑیاں | سہیل مراد آبادی |

ادبی دنیا - اردو بازار - دہلی ۱۱۰۰۰۶